

BLJ
.T458a



B1J

.T4 58a

**McGill
University
Libraries**

Islamic Studies Library

69177

3437053

35

17120

B14
. T458a

69177

فیصل النورین بان بان کون کمان

نسخہ واپس دیر پسندیدہ صغیر و کبیر اعنی



مؤلفہ پادری جان نامہ صاحب مدرسہ علم الہی بریلی شیشہ

بمطبع کیمین کتب و کتابت ہما پوری پوٹھنا طبع



حسن لقصص

ارباب ذکا و پر پوشیدہ نہ رہے کہ انجیل مقدسہ کتب الہامیہ سابقہ کا دراصل تمہاری
 جیسا کہ خداوند یسوع اور اسکے رسولوں کے کلام پاک سے بخوبی ظاہر ہے اور مسلمان
 انجیل مقدس کو بپیل شریف کی دیگر کتب سماویہ سے ایسی وابستگی اور ایسا تعلق خاص
 ہے کہ جب تک ناظر ان کتب کے حالاتِ ضروری اور یہودیوں کے قصہ طلب معائنات
 جو یہودیوں کی کتب سماوی اور تاریخی میں تفصیل و تشریح تمام پائے جاتے ہیں
 نہ جانتا ہوا سو وقت تک انجیل مقدس کے اکثر مقامات اور آیات کا مطلب جیسا
 کہ چاہیے نہیں سمجھ سکتا ہے اول تو یہ ہے کہ حالاتِ تاریخی سے گودہ کسی قوم و قبیلہ
 کے ہون و واقف ہونا ویسی سودمند ہے خصوصاً جبکہ خداوند مسیح ہی اوسی قوم سے
 ہوا و تمام انبیاء و رسول اور شریعت و صحف وغیرہ اور ہر طرح کی روشنی ایمانی جس
 قوم سے تمام روئے زمین پر پھیلی ہوا اسکے حالاتِ تاریخی سے و قسیت پیدا کرنا ایک
 ذخیرہ کارا جمع کرنا ہے۔ ہر چند کہ اوس مختصر کتاب میں اس قدر گنجائش نہ تھی کہ کل جزئیات

تاریخی متعلق یہودیوں کے تفصیل تمام لکھے جاتے اس قدر لگاؤ ناچندان ضروری ہی
 نہیں تھا۔ مگر بائبل میں بھی اس قدر ہے کہ اس فن کے طالب اس کتاب سے حالات کو
 اپنی ضرورت سے کم نہ پاویں گے بلکہ بین اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب ناظرین کو البتہ
 فائدہ بخشنے لگی اس میں یہودیوں کی دنیاوی سلطنت اور دین کے انتظام کی کیفیت ابتدا
 سے اخیر تک موجود ہے۔ یعنی یہ کہ ملکی انتظام کا طریقہ اون کے درمیان اول کیا تھا
 اور بعد کو کون کون بادشاہ اور امراؤں کے درمیان گزرے اور کیا کیا تبدیلیاں
 اور غمخون نے مقرر کئے اور کن کن قوموں سے یہودیوں سے اپنی آزادی کی واسطہ
 محاربات کرنا پڑے اور طریقہ معاشرت کس طرح پر تھا اون کے ملک کی زمین کس حیثیت
 کی تھی اور پیداوار وہاں کے کن اقسام کے تھے اور کس قدر حصہ اون پیداوار کا ادا
 خدا میں صرف کرتے تھے اور اس میں اور نیز زادستد کا طریقہ اور اقوام غیر کے حالات
 کہ یہودیوں سے متعلق ہیں اون کا احوال یوں کا انتظام اور بردہ فروشی اور اون کے
 آزاد اور بکانات اور جائداد کے بیع و شرا کے اور سال یوں کے اعتبار سے ہر شے
 کی قیمت گننے اور بڑھنے کی کیفیت اور یہ کہ مکمل کی تعمیر اول کس کے وقت میں اور
 کس سے ہوئی اور کیا کیا سامان کہاں کہاں سے کس قدر صرف سے اوسکی طیاری
 کے واسطے فراہم کرنا پڑا اور پھر بعد کسے اور سے تباہ و برباد کیا اور پھر کس کے وقت
 میں اوسکی تعمیر ثانی ہوئی اور کاہن اور سردار کاہن کس خاندان کے لوگ ہوتے
 تھے اور کیا خدائیں اون کے متعلق تھیں اور طریقہ عبادت کا کیا تھا اور قربانیوں
 میں کس کس قسم کے جانور مروج تھے اور کن کن لوگوں پر قربانیان کرنا ضروری ہوتا

تھا۔ غرض کہ اسرائیلیوں کے کل معاملات دینی و دنیوی کی کیفیت ضروری مفصلاً
 و مشروحاً اس کتاب میں مندرج ہیں۔ اس کتاب کے مضامین مختلف انگریزی
 کتابوں سے لئے ہیں اکثر مقامات لفظاً لفظاً ترجمہ کر لئے گئے اور بعض جگہ صرف
 اخذ مطلب کیا ہے حتیٰ الوسع ترجمہ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ عبارت سلیس اور
 عام فہم ہو دینی استعداد اور کم استعداد دونوں اس سے نفع ادا دہاویں۔
 مؤلف کی بھیر آرزو ہے کہ اس کی کوشش سودمند ہو آمین +

پادری جان ٹاس

مورخہ ۲۸۔ نومبر ۱۸۷۹ء عیسوی

فہرست مضامین احسن القصص

اول حصہ

صفحہ ۷	باب اول در بیان حکومت
۱۳	باب دوم در بیان حالات ملکی از زمانہ بعد از مراجعت اسیری
۱۹	باب سوم عدالت العالیہ شرعی کارروائیان - قانون جرائم
۱۱	فصل اول در بیان عدالت اور شرعی کارروائیان -
۲۳	فصل دوم در بیان طریق روکاری
۲۵	فصل سوم در بیان قانون سزا
۳۲	فصل چہارم در بیان اون سزاؤں کے جو مندرج کتب مقدسہ میں
۳۱	باب چہارم در بیان وقت حساب
۴۵	باب پنجم در بیان مالگذاری اور محصولات
۴۷	باب ششم در بیان معاملات فوجی
۵۲	باب ہفتم در بیان تبرک مقامات اور تبرکات
۱۱	فصل اول در بیان خیمہ
۵۷	فصل دوم در بیان ہیکل
۶۳	فصل سوم در بیان ادنیٰ جگہوں

۶۴	فصل چہارم	در بیان محبوبوں کے
۶۸	باب ہشتم	بزرگوں کا تذکرہ
۷۷	فصل اول	در بیان جماعت اور شرکار
۷۰	فصل دوم	در بیان خدمتگار و سیل
۷۰	باب نہم	در بیان پاک چیزوں کے
۶۴	باب دہم	در بیان متبرک واقعات و موشیون
۹۴	باب یازدہم	در بیان مقدس فرائض اور اقسام سنت
۹۱	باب دوازدہم	در بیان تخریب مذہبی

دوم حصہ

۱۰۵	باب اول	در بیان سکونت
۱۰۹	باب دوم	در بیان لباس
۱۱۱	باب سوم	در بیان دستورات شادی
۱۱۴	باب چہارم	در بیان ولادت و تعلیم
۱۱۵	باب پنجم	در بیان غلامی
۱۱۹	باب ششم	در بیان دستورات خانگی -
۱۲۳	باب ہفتم	
۱۲۳	فصل اول	در بیان زراعت

۱۳۷

ما

فصل دوم در بیان بڑی اور چھوٹے اناج

۱۴۱

فصل سوم در بیان باغات انگوری

۱۴۹

فصل چہارم در بیان باغات زیتون

۱۵۴

فصل پنجم در بیان سیودجات

۱۵۹

فصل ششم در بیان صیفی زراعت شعبہ ہائے مختلف

۱۶۱

باب ہفتم

۱۶۱

فصل اول در بیان کھیل یونانیون اور رومیون

۱۶۴

فصل دوم در بیان فن تحریر

۱۶۸

فصل سوم در بیان آلات موسیقی

۱۶۲

فصل چہارم در بیان فن طبابت

۱۶۶

باب نہم در بیان طریق تجنیز و تکفین

تہیکم یودیونکا استظام مدن

اول حصہ

باب اول

حکومت کی مختلف صورتیں از زمانہ آبائی :

(۱) حکومت کی ابتدائی صورت جبکہ احوال کتب مقدسہ میں سہ آبائی تھی۔ یعنی برقبیلہ اور گہرانے پر جب جدا جدا سردار بغیر ماتحتی کسی حاکم بالا کے ہوا کرتے تھے۔ ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب اسی قسم کی حکومت رکھتے تھے۔ حکومت آبائی جامع کل قبیلات حکومت ہوا کرتی تھی جتنے کہ والدین اصل حاکم اور بادشاہ اور انکی اولاد رعایا متصوہ ہوتی تھیں باپوں کو اپنی اولاد کی زندگی اور موت اور محرم الارث کرنے اور بلا وجہ نکال دینے کا اختیار ہوتا تھا +

(۲) جب اسرائیلیوں نے ہدایت موسیٰ ظالمون کی سرزمین سے عدت کی تو یہوداہ کی مرضی یون ہوئی کہ نیا طریقہ حکومت کا قائم کرے چنانچہ اس حکومت کا صحیح نام حکومت آبیہ ہے کیونکہ اس وقت سے آج تک واضح آئین و قوانین کہ تعبیر اس سے شریعت ہر ذات باری سمجھی جاتی تھی کسی دوسرے کو اختیار

وضع یا تبدیل شریعت مطلق نہ تھا۔ اس سبب سے ابتداء میں قاضی اور اخیر میں سلاطین بطور نائبانِ خدا یا اوفے حاکمان کے دنیاوی حاکم کہلاتے تھے۔ اور کلاً مطلقہ اونکایہ تھا کہ جنگ کیوقت فوج کی افسری کرتے اور اکین سلطنت کو مشورہ کیواسطے طلب کرتے اور خود بھی اوس مجلس خاص میں شریک ہوتے اسرائیلیوں کے مجلس عام کو طلب کرنے اور خود شرکت کرنے کا بھی اونہیں کو اختیار ہوتا تھا۔ شرکاء مجلس خاص گنہگار متعاقب کے اُمین اور مجلس عام کے آرام کے قوانین تجویز کرتے تھے موسیٰ بنی کو بنی حین حیات یہ حکومت رہی۔ مگر چونکہ اوسین اتنی طاقت نہ تھی کہ ایسے بڑے قوم کی جیسی یہودیوں کی اوسوقت میں تھی تمام امور نزعی کا خود تصفیہ کرتا اسواسطے اوسکی درخواست پر شترامیر یعنی شہزادے اپنی نیک تدبیروں اور عمدہ مشوروں سے اوسکے مدد دینے اور بارسلطنت سے سبکدوش کرنے کے لیے مقرر ہوئے اور فرج

(۱۳۱۸-۲۶)

(۳) موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت یثوعا کو جو اسکاذیر بھی رہ چکا تھا منتقل ہوئی (خروج ۲۴ و ۱۳ یثوعا ۱۱) اوسی کے عہد میں ملک کنعان مطیع ہو کر حسب ہدایت الہی چند حصص میں منقسم بھی ہوا لیکن بعد اوسکے انتقال کے کئی حاکموں کے سپرد ہوا جو قاضی کہلاتے تھے۔ اونکایہ عمدہ حین حیات رہتا تھا لیکن موروثی نہ تھا نہ یہ ضرور تھا کہ اون کے کوئی خلیفہ اوسکے جگہ ضرور ہی ہو۔ مگر اُنکے اختیارات بادشاہی سے کچھ کم نہ تھے صلح جنگ کا اونہیں کو اختیار ہوتا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے بلا ارجاع نالاش جس امر کو چاہتے

فیصل کرتے تھے لیکن قوانین جدید کے بنانے یا رعیت پر بار جدید رکھنے کے مجاز نہ تھے۔
پابندی تو آج کل اور حفاظت مذہب اور جرموں کی سزاؤں میں خصوصاً بت پرستی کا انسداد اور جو
اشد بغاوت خداوندی وادہ کی گورنمنٹ سے سمجھے جاتے تھے کیا کرتے تھے۔

(۴) آخر الامر اسرائیلیوں نے خدا کی حکومت سے تنگ آکر اپنے واسطے ایک شاہ
بنانا چاہا (اسمعیل ۸ و ۹) موسیٰ کو پہلے معلوم ہو گیا تھا کہ یہودیوں کی حکومت میں اس
قسم کا تغیر واقع ہوگا اس واسطے اس نے آئندہ کے حکام کے واسطے چند قاعدے اور
قوانین مقرر کر دیئے تھے جن کا ذکر (استثناء ۱۷ اور ۱۸-۲۰) میں موجود ہے۔ ہر چند کہ ملائیم
کے اختیارات میں بعض الوجہ محروم کر دیئے گئے مگر وہ اس حد سے بڑھ گئے۔

صلح و جنگ جان بخشی اور قتل کا ان کو اختیار تھا اور وہ عدالت یا تو خود یا بواسطہ
قاضیوں کے کیا کرتے تھے۔ اور ہر چند کہ امور شرعی کی اصلاح میں ان کو بہت اختیار
تھا مگر یہ نہیں تھا کہ جو چاہتے کرنے لگتے کیونکہ اصل و منبع شرع اسرائیلیان یہود وہ
تھا وہ صرف بطور اسکے نائب کے ہوتے تھے۔ اور چونکہ بادشاہوں کو جدید قانون
بنانے یا قدیم کی اصلاح کا اختیار تھا اس سبب سے حکومت الہی ان کے وقتوں
میں ہی ایسی ہی استحکام سے قائم رہی جیسے قاضیوں کے زمانہ میں رہی۔ بادشاہ ٹبر
جہ و جلال سے شامہ لباس پہن کر تاج سر پر رکھ کر عصا ہاتھ میں لیکر تخت پر بیٹھتے
تھے اور ان کے دربار میں جانے اور اوپر بیٹھنے کے لئے قاعدے مقرر تھے کمال
ہی مرتبہ کی تعظیم و تکریم درباریوں کو کرنا پڑتی تھی اسکا حال کتب مقدسہ کے چند
مقامات سے خصوصاً لوقا ۱۹ و ۱۹ مئی ۵ و ۱۰ و ۱۰ و ۲۰ و ۲۳ سے ظاہر ہوتا ہے

جب یہودیوں میں بادشاہ مقرر ہوئے تب سے یہ امر بھی لازماً شرعی سے قرا۔
 پایا کہ بادشاہ کو کیسا ہی ظالم اور بے انصاف ہوا و سکی ذات کو نقصان پہنچا
 سکتے تھے (اسموئیل ۲۴ و ۵-۶) یہ امر نہ صرف بادشاہ کی ذاتی حفاظت کی واسطے
 بلکہ رعایا کی امن و امان و سلامتی کے واسطے ہی ضرورتاً جب عمالیقی نے داؤد سے
 دروغ قصبہ بیان کیا یعنی کہ میں نے بادشاہ ساؤل کو اسلئے ارطو الا کہ فلسطین کے
 ہاتھ سے گرفتار نہ تو اس نے اوسے قاعدہ مذکورہ کے موافق اس عمالیقی کی
 نسبت صرف اوسے کے کہنے سے یہ حکم دیا کہ اسکو جلا وطن کر دو کیونکہ اس نے خداوند
 کی مسوح پر دست درازی کی (۲ سموئیل ۱۴) شرقی بادشاہوں میں یہ بھی دستور
 تھا کہ لوگ اپنی حیثیت کے موافق ادنکو ندرین دیتے تھے اور عجز و ادب سے زمین
 بوس ہوتے تھے اس قسم کے بعض رسمیات آج تک مروج ہیں۔ مثلاً جب تعویذ
 کے بیٹے غدا لینے بکھر جاتے تھے تو اس نے اون سے کہا تھا کہ مصر کے حاکم کو جو
 اس وقت میں یوسف تھا کوئی تحفہ لجاؤ۔ (پیدائش ۴۳ و ۲ باب ۲۹ آیت) اس طرح
 جب مجوسی یسوع مسیح کے سجدہ کرنے کو پورب سے آئے تو اونہوں نے سونا اور
 لوہاں اور مرنڈرین گذر انین (متی ۲۱ و ۲) پیدائش ۳۲ و ۳۱ و ۳۰ سلاطین ۱۰ و ۱۱
 و ۱۰ و ۲ سلاطین ۵ و ۵ اور سموئیل ۹ و ۶ اور سلاطین ۹ و ۸ میں اس
 قسم کا ذکر ہے۔ ادب کے لینے بار بار زمین تک ٹھکنے کا بھی دستور تھا (دیکھو سموئیل
 ۱۰ و ۲۴) شرقی حاکموں میں یہ بھی دستور تھا کہ جب اونکی سواری باہر جاتی ہے
 تو بہت سے خدام آہستہ و پیراستہ ہو کر اونکے ہمراہ جاتے ہیں۔ سلاطین عبرانی

اور انکی اولاد یا گروہوں پر یا پھر چون پر (۲ سموئیل ۱۳ و ۲۹ و اسلاطین ۳۳-۳۸) یا رتوں میں (۳ اسلاطین ۱۵ و ۲ اسلاطین ۱۵ و ۱۵) سوار ہو کر بہت سے خدام اور ملازمین کے ہمراہ نکلا کرتے تھے۔ (۲ سموئیل ۹ و ۱۵ و ۱۵) اور امین اور ہما برابیوں کو کرتی اور فلیتی لکھا ہے) یہ دستور شرقی حاکمون میں آج تک جاری ہے اور یہ بھی دستور ہے کہ جب بادشاہ کسی مہم پر یا کسی نامعلوم ملک یا جنگل میں جاتے تھے تو کچھ لوگ آگے سے سامان سفر مہیا کرتے اور رستہ صاف اور ہموار کرنے کو بھیجے جاتے تھے۔ یسعیاہ ۴۰ و ۳۰ اور متی ۳ و ۳۰ میں اسی رسم کا ذکر ہے۔ آمدنی بادشاہوں کو مختلف صیفوں سے ہوتی تھی۔

(۱) ندرانہ جو موافق دستور شرقی ملکوں کے دیئے جاتے تھے۔ (۱ سموئیل ۱۰ و ۲۴ و ۱۶ و ۲)۔ شاہی مویشیوں کی آمدنی۔ (۱ سموئیل ۲۱ و ۲ سموئیل ۱۳ و ۲۳ و ۲ تواریخ ۳۲ و ۲۸ و ۲۹) اور نیز شاہی خالصہ سے جسکے انتظام و تشخیص کے لیے افسر مقرر کیئے جاتے تھے آمدنی ہوتی تھی۔

۳۳۔ عشر یعنی کل اراضیات اور باغات انگور کے پیداوار کا دسواں حصہ جسکے انتظام تحصیل کے واسطے اس قسم کے افسر تعین ہوتے تھے جنکا ذکر اسلاطین ۴ و ۴ اور اتوا ریخ ۲ و ۲۵ میں ہے اور نیز اسلاطین ۱۰ و ۴ اور اتوا ریخ ۲ و ۲۵ آیت اس سے غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل نقد و پیسہ بھی بطور محصول کے دیا کرتے تھے۔

۳۴ مفقود قوموں کے مال غنیمت سے بھی کچھ حصہ لے لیا تھا اور ان پر محصول

مقرر کیے جاتے تھے (اسلاطین ۴۷ د ۲۱ و زبور ۲ و ۱۰ و اول تواریخ ۲۵ و ۲۶-۲۷)
سے مقابلہ کرو +

۵ اپنی سودا اگر جب تجارت کرتے آتے تھے تو وہ بھی سلیمان کو محصول دیتے
تھے۔ (اسلاطین ۱۰ و ۱۵) خصوصاً مصری گموٹرون پر اور نفیس مصری مثل پھول
لگتا تھا (اسلاطین ۱۰ و ۲۸ و ۲۹) بادشاہوں کے سواے چند اور عمدہ واریزی
اختیار جنگی ابتدا موسیٰ کے وقت سے تھی بطور ماتحت حکام کے ہوا کرتے تھے
اس قسم کے عمدہ واریزیوں میں اون گروہوں کے سردار تھے جو اپنے اپنے گروہ
کے حقوق کی حفاظت کرتے تھے۔ اور ان کی تعداد بارہ تھی۔ ۲ گہرانے کے
سردار تھے یہ اس قسم کے لوگ ہوتے تھے جنکو یسعیاہ ۲۳ و ۲۴ اور امین ۲۱
یا ایڈر ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۱-۹ سے اسکا مقابلہ کرو) یہ نہیں
معلوم ہوتا کہ جب انہیں کوئی قوت ہو جاتا تو ان کی جگہ اور کس طریق پر منتخب ہو کر مقرر
کیئے جاتے تھے۔ تواریخ ۱۶ و ۲۲ سے ظاہر ہے کہ گروہوں کے سردار داؤد کے زمانہ
تک ہوتے تھے اور لایکا ہونا بادشاہوں کی طاقت کے لئے بیشک بڑی روک ہوتی ہوگی
جس سلطنت کی ساؤل نے بنا ڈالی تھی اور داؤد اور سلیمان کے عہد میں جس نے
نہایت رونق اور قوت پکڑی تھی وہ صرف اکیسویں سن قائم رہی سلیمان کے ولیمہ بیٹے
رہو بام نے اپنی رعایا پر بہت سے بار ڈال دیئے تھے تو انہوں نے اس سے نفی ہو کر
سلطنت کو بارہ خاندان پر تقسیم کر لیا جنہیں دس فرقوں نے یہو بام کو شاہ اسرائیل گردانا
اور دوسرے یہودہ بنیامین کی یہو بام کے مطیع فرمان رہے اور وہ سلطنت یہوداہ کے

نام سے مشہور ہوئی دو سو چوبیس برس کے عرصہ میں اور بعض مورخوں کے حساب سے دو سو اکتھتر برس کے عرصہ میں اسرائیل کے بادشاہ گذرے۔ دار الخلافت اوس سلطنت کا شمار یہ تھا جبکہ سامریا کے بادشاہ سالتر نے سنہ ۷۸۱ یا ۱۹۱ برس قبل ولادت مسیح تین برس کامل محاصرہ کیا اور ہزاروں لاکھوں یہودی بار بار کے حملوں سے مقتول ہوئے البتہ بعض عوام الناس کو اجازت دیدی گئی تھی کہ اپنے وطن میں رہتے لیکن جتنے امر اور مالدار لوگ تھے وہ سب مقید کر کے دریائے فرات اور مار دیئے گئے تھے۔

یہوداہ کی سلطنت تین سو اٹھاسی برس^{۳۸۸} رہی اور بعض مورخوں کے حساب سے چار سو چار برس رہی دار الخلافت اوسکایر و سلم تباہ ہو کر نظر نے اوسکو لیکر ہیکل کو جلا دیا اور وہاں کے حاکم خرقیہ کو گرفتار کر کے بابل کو روانہ کر دیا۔

بہشتنا بعض غرباء کے کہ انکو یہودیہ میں چھوڑ دیا تھا اور باقی سب کو گرفتار کر کے دریائے فرات کے پار اتار دیا جہاں وہ اور انکے اولاد ستر برس^{۴۸۷} خرابی کی پیش خبری کے موافق رہی۔

دوسرا باب

یہودیوں کی ملکی حالت از زمانہ بعد از صراحت
اسیری بابل تا انقلاب نظام دینی اور ملکی

اول یہودیوں کی ملکی حالت مکابوں کی اور ہیرودیسی خاندان کے حکام کے وقتوں میں

بعد از مراجعت بابل یہودی سردار کاہنوں کے مطیع ہوئے مگر چھپے کر اعلیٰ اختیار اون
 سرداروں سے منتقل ہو کر مکابی شہزادوں کو پہونچا۔ اون شہزادوں میں اول کاہن
 متاتئاس تھا اوسکے بعد اوسکے تین بیٹے یہوداہ۔ یونہتان اور سمعون تخت نشین ہوئے
 سمعون کا جانشین اوسکا بیٹا یوحنا ہرکائوس ہوا۔ مکابی کی وجہ تسمیہ بعض یہ بتاتے
 ہیں کہ خروج ۵۱ باب آیت ۱۱ کے الفاظ عبرانی کے حروف ابتدائی لیکر ایک لفظ مکابی
 بنالیا اور وہ الفاظ (م س ب ا) یہ ہیں یعنی می کو کا بلم جسکے معنی یہ ہیں کہ اے یہود
 معبودوں میں کون تیری مانند ہے۔ اس نامی گرامی خاندان نے جسکو دینی اور
 دنیوی دونوں قسم کے معاملات کا اختیار کھل تھا اکیسویں برس یہودیوں کی حکمرانی
 کی حتیٰ کہ ہرکائوس دوم اور اوسکے بہائی ارستابولس کے درمیان فساد اٹھا آخر کار
 نے رومیوں کے سرز اپسی سے شکست کھائی جس نے یہود سلم پر قبضہ کر کے یہودیہ
 کو رومیوں کی سلطنت کا باجگذار صوبہ قرار دیا۔ (۹۰ برس قبل از مسیح) اگرچہ یہودی
 نے ہرکائوس کو عمدہ کمانت سے موقوف نہیں کیا مگر یہودیہ کی حکومت اتلیاٹراڈ
 کو جو ہیرنولیس اعظم کا باپ تھا دیدی۔ اتلیاٹرنے حکومت یہودیہ کو اپنے دو بیٹوں
 فیئیل اور ہیرنولیس کے درمیان تقسیم کر دیا فیئیل کو یہود سلم کی حکومت اور ہیرنولیس
 کو گلیل کا صوبہ دیا۔ چونکہ صوبہ گلیل اوس زمانہ میں قراقون سے بہر ا تھا ہیرنولیس
 نے میری کر کے اون سب کو پرانگندہ کر دیا اور چند عرصہ بعد اس واقعہ کے انگلوس
 پر حملہ آور ہوا جو سریانوں کی مدد سے کمانت کے واسطے ہرکائوس سے جھگڑتا تھا۔
 اس غمہ میں پارتنے یہودیہ پر حملہ آور ہو کر ہرکائوس سردار کاہن اور ہیرنولیس

بجائے فیصل کو گرفتار کر کے لے گئے۔ فیصل نے وہاں سے فرار ہو کر روم میں پناہ لی جہاں مارک اٹھونی نے جماعت کی مرضی سے اسے شاہ یہودیہ کا خطاب دیا۔ لیکن ہیرودیس نے کہ بڑا چالاک اور قابل شہزادہ تھا رومی سپاہ کی مدد سے اپنے متوجہ قائم رکھا۔ اور آنگونس کے ہمراہیوں سے تین سال کے محاربہ عظیم کے بعد اسکو شہنشاہ اگلس کی طرف سے مستقل حکومت حاصل ہو گئی۔

ہیرودیس جو غلطی سے اعظم کہلاتا ہر وصیت کی رو سے اپنی سلطنت کو تینوں بیٹوں اخلاؤس اور ہیرودیاٹیس اور ہیروفیلبوس کو درمیان تقسیم کیا۔ اسی طرح کہ اخلاؤس کو یہودیہ اور حماہ اور اردومیہ کے صوبجات اور خطاب شاہی بشرطیکہ شطوی اسٹس کی بیٹی اگلس کے تفسیر حصہ کو منظور کیا اور سزا قوم کا خطاب دیا۔ یہ وعدہ یہ کہ اگر وہ اسی طرح حکومت کرے گا تو شاہی خطاب دیا جائے گا مگر رعایا نے اسکا ظلم اور بظلمی کی بار بار جو شکایتیں کیں تو اگلس نے اسکو جلا وطن کر کے حکومت کو سوریہ کے رومی صوبہ بین شامل کر دیا۔ ہیرودیس کے دوسرے بیٹے ہیرودیاٹیس نے صوبہ تارکلیل اور پیریہ اور چوتھانی کے حاملہ کا خطاب پایا یونفس نے اسکو بڑا موثر یار اور چالاک کہا ہے اور یہ صفت اسکی انجیل نویسوں کے بیان سے بھی مطابق ہے۔ اسی اپنی جو زوجہ دختر اریاس شاہ عرب کو چھوڑ کر اپنے بہائی ہیرودیس فیلبوس کی جوڑ سے بچہ نکاح کیا۔ یہ عورت بڑی ظالم اور مغرور تھی اس کے کہنے سے بادشاہ ہیرودیس یوحنا صطباغی کا سر کٹوا دیا تھا (متی ۱۴ و ۳ و مرقس ۶ و ۱۷ و لوقا ۳ و ۱۹) اور وجہ اس کے قتل کی یہ تھی کہ اس نے بادشاہ کو اس کے بہائی کی جوڑ کے ساتھ شادی کرنے پر

بہت کچھ لغت اور ملامت کی تھی۔ کئی برس بعد اس واقعہ کے جب خطاب شاہی کی آرزو میں تمام جوروں کے جلاوطن ہونے کے اول لائس واقع ملک فرانس اور پھر ملک سپانیہ روانہ کیا گیا۔

ہیرودنیلبوس جو ٹراکونیٹس اور کالونیٹس اور بیٹونیہ کا چوتھا فی کا حاکم تھا اس کا ذکر صرف ایک جگہ انجیل لوقا ۳۰ دامن آیسٹ جب ۳۳ برس حکومت کر کے مر گیا تو اس کے صوبجات بھی سوریا میں شامل ہو گئے۔

اگرچہ ہیرودا اگرچہ بھی لکھتے ہیں ارسطابولس کا بیٹا اور ہیرودیس عظیم کا پوتا تھا اور شاہی منصب حاصل کرنے کے لئے اس نے بڑی بڑی صعوبتیں اور جو گوارا کئے اس نے اپنی رعایا کے خاطر خواہ سلطنت کی رعایا ہی کے خوشی کے لئے اس نے یعقوب حواری کو قتل کیا اور پطرس کو بھی مارنا چاہتا تھا مگر وہ ازراہ اعجاز اس کے پھندے سے چوٹ گیا۔ (اعمال ۱۲ و ۲ و ۱۳) اگرچہ اپنی طاقت اور جہاد و جلال سے ایسا مغرور ہو گیا تھا کہ اس کی وجہ سے سخت درد کی بیماری میں مبتلا ہو کر مقام قیصر میں اس طور سے مراجعہ کا ذکر لوقا نے اعمال ۱۲ و ۲۱-۲۳ میں کیا ہے۔

اگرچہ ہیرودا اگرچہ کا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات پر اس کی عمر صرف ۱۱ سال کی تھی اور لائق حکومت نہ تھا اس واسطے رومی حاکم اس کے صوبجات کی محافظت کے لئے مقرر ہوا۔ اگرچہ اول کیلیس کی حکومت اور پھر بیٹونیہ ٹراکونیٹس اور بیلینی وغیرہ کو صوبجات کی حکومت دی گئی اسی اگرچہ اور اس کی دونوں بہنوں برنس اور رومی حاکم فیلکس کی جوروں کی سامنے مقدس پولوس نے خوب دلیری سے گفتگو کی تھی اعمال ۲۶۔

دوم یہودیوں کی ملکی حالت رومی حاکموں کے زمانہ میں۔ یہودیوں کی سلطنت جو رومیوں
 نے میرودیس اعظم کے لئے مقرر کی تھی چند روزہ تھی رہبرودیس اعظم کی وفات کے
 بعد اس کے بیٹوں پر اس کا حصہ منقسم ہوا یہاں تک کہ آخر کو وہ کل رومیوں کی سلطنت
 میں شامل ہو گیا اور رومی حاکم او سپر مقرر ہوئے۔ ان حاکموں کو مالگنڈریسی سرکاری
 کے تحصیلے کا ہی اختیار نہ تھا بلکہ بڑے جرائم میں اختیارات جان بخشی اور سزا موت
 ہی تھے۔ اگر یہودیوں کو اختیار جان بخشی اور سزا موت تھا مگر اور طرح کے حالات ملکی میں
 بہت کچھ دخل تھا اور مذہبی آزادی ہی بخوبی تھی دس بہت کچھ اپنی شریعت کے مطابق
 تھے تین رومی حاکموں کا انجیل میں ہی ذکر ہے یعنی پلاطوس۔ فیلکس۔ فسٹس۔

(۱) پلاطوس پلاطوس سیئیس^{۲۶} میں یہودیہ کی حکومت پر بھیجا گیا تھا وہ برابر
 اور ظالم حاکم تھا۔ اور طبرياس کے کمال غصہ اور وہم سے ڈر کر اپنے پاس کے
 خلاف صرف ان یہودیوں کے بغاوت خوش کرنے کو جن پر ظلم کر دیا تھا اس نے
 اور مصائب ہونے کے لئے یہودیوں کے حوالہ کر دیا اور دس برس کی حکومت بعد جب
 اس نے بخت سے سامریوں کو بقیہ صور مراد لویا تو انہوں نے سوریا کے حاکم
 وٹلیس کے پاس اپنی واسطے اطلاع دی اس ظلم کے روانہ کیا۔ وہاں سے حکم ملا
 کہ پلاطوس خود اگر اپنی کیفیت بیان کرے۔ مگر اس کے پھونچنے سے قبل طبرياس کا
 انتقال ہو گیا تھا اور اس کے جانشین کلیگولانے اسے جلا وطن کر کے فرانس
 بھیج دیا جہاں اس نے ۷۱ء عیسوی میں خودکشی کی۔

(۲) میروداگریا کی وفات کے بعد یہودیہ پہر رومی صوبے میں شامل کیا گیا

اور اسکی حکومت تینویس فیلیس کے سپرد ہوئی۔ اوس نے اوس ملک کو برعاش اور
جلساز و ن سے پاک کیا۔ تیرتولیس نے لکھا ہے کہ یہ اوس نے بڑا کام کیا (اعمال ۲۲)
وہ مگر وہ ہی ظالم اور طماع اور بے انصاف تھا۔ اور آخر کو ایسی تحلیف اسکی حکومت
سے لوگوں کو بھونچ کر یہودیوں نے نیرو کے سامنے اسپر الزام لگایا اور بڑی شکل سے
سزایابی سے بچا۔ اسکی جو رورسلا جکا ذکر اعمال ۲۴ و ۲۵ میں ہے اگر باخرد کی بہن
تھی اور اسکی شادی دیمیل انیسی انس کے بادشاہ غریزس کے ساتھ ہوئی تھی۔

فیلیس نے اسپر عاشق ہو کر یہ ترغیب دی کہ خاوند کو چھڑ کر میرے پاس رہ۔

ان حالات کی خبر اعمال ۲۴ و ۲۵ سے ملتی ہے اور اوسی آیت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ کیسے عجیب طور سے مقدس پولوس نے راستبازی اور اعتدال اور آنے والی
عدالت کی نسبت اسکی ہدایت کی تھی فیلیس کے مستغنی ہونے کے بعد یہودیہ کی
حکومت پورٹی اس فیستوس کے سپرد ہوئی۔

۲۵) جسکے سامنے مقدس پولوس نے یہودیوں کے الزامات کے جواب دیئے
(اعمال ۲۵) پراستہ قیصر کے پاس اپنی اپیل دائر کی جب فیستوس نے دیکھا کہ
اس محبوبہ کو قزاق اور خونی تباہ کیئے ڈالتے ہیں تو اسنے کمال کوشش ادا کرنے کے
نیز کرنے میں لگی اور آخر کار ملک یہودیہ میں قریب ستہ عیسوی کے اوس نے
وفات پائی۔ یہودیوں کی حالت ان دو حاکمون نہ کوہ کے عہد میں واقع قابل فحس
تھی۔ ادا کے ملک کو قزاقوں نے تاخت و تاراج کر دیا تا وہ قزاق دیہہ بہیہ
یہ ترغیب دیتے پھرتے تھے کہ رومیون سے باغی ہو جاؤ جو کوئی ادا کے کہنے کو

نہیں بانتا تھا اور سکی گاؤں کو لوٹ لیتے تھے۔ انصاف کی یہ کیفیت تھی کہ جو زیادہ روپیہ صرف کرتا وہی اس کا سحق ہوتا تھا۔ سردار کاہن کا بھی عہدہ بکتا تھا لیکن سب حاکموں میں کیسی اس فلورس بڑا جابر اور خونخوار حاکم تھا اور ایسا طاع تما کہ لوٹ والوں کے مال سے حصہ بانٹ لیتا تھا اور انکے اجازت دیدی تھی کہ جہاں چاہو لوٹ مار کرو۔ اس وجہ سے بہتیرے لاچار یہودی گھر بار اور وطن چھوڑ کر چلے گئے تھے اور جو باقی رہے انہوں نے بنا چاری رو میون پر ہتھیار اٹھائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیہ کا ملک چھن گیا اور انکا اور انکی قوم کا نام و نشان جاتا رہا۔

باب سوم

یہودیوں کی عدالت العالمیہ شرعی کارروائیاں

قانون جرائم و سزا

فصل اول

یہودیوں کی عدالت اور شرعی کارروائیاں

بنی اسرائیل کے ملک کنعان میں آباد ہونے کے بعد موسیٰ نے انہیں یہ حکم کیا کہ اپنے سب دروازوں پر اپنے گرد ہون کے درمیان قاضی اور امن مقرر کرو۔

(استناد، ا۱۸) کاہن اور یہودی چونکہ شریعت کے مطابق منسرف ہوتے

تھے اس واسطے وعظ و نصائح کے کام میں خوب پیش یار تھے اور بڑی آدمی بسبب عمر سیدہ
 اور نیک ہونے کے لوگوں کے انصاف کی واسطے مقرر ہوئے تھے۔ عمر سیدہ ہونڈکی
 وجہ سے ایڈمرکال قبہ اونہین سے مخصوص ہو گیا تھا۔ انجیل میں اس قسم کا ذکر کئی
 جگہ آیا ہے اور نکاح حاکم بھی کہتے تھے (لوقا ۱۲ و ۵۱) میں حاکم کا لفظ ہم معنی قاضی کے ہے
 ابتدا سے زمانہ میں جائے عدالت دروازہ شہر تھا (سپیش ۲۳ و ۱۰ و اشتنار ۲۱-
 ۱۹ و ۲۵ و ۶-۷) معلوم ہوتا ہے کہ اس وجہ سے موسیٰ کے وقتوں میں ایڈمرکال دروازہ
 کے کہلاتے تھے (استنار ۲۲ و ۱۵ و ۲۵ و ۲۷ و یسعیاہ ۲۹ و ۲۱) اگر کوئی بیماری عالمہ
 ہوتا تھا تو ان ادنیٰ عدالتوں کے حکم کا مرقعہ عدالت درجہ عالی میں ہوتا تھا۔
 (استنار ۱۰ و ۸-۱۲) لیکن بابل کی اسیری کے بعد لوٹنے کے یہودیوں کی سب
 سے بڑی اور خاص عدالت سنہ درم یعنی صدر انجن تھی جس کے عہدہ پر مین جارجی ذکر آئے
 ہیں۔ صدر انجن میں شتمیرا بئرتزمی بائنتی سردار کاہن کے ہوتے تھے اور ایک نائب
 سردار کاہن کا ہوتا جو سردار انجن کہلاتا تھا۔ غرض کہ تین درجوں کے آدمی اس جماعت
 میں ہوتے تھے اس سردار کاہن جو جزا ایسے کاہن تھے جو معاملات شرعی کیا کرتے تھے
 اور جزا وہ اسیر یا سردار انجیل جو پیش درجوں کے کاہنوں کے ہوتے تھے جنکی عزت
 کی واسطے لقب کمانت کا دیا جاتا تھا *

۲- ایڈمرکال اپنے قبیلوں اور گروہوں کے سردار ہوتے تھے *

۳- فقیہ یعنی علم شریعت کے عالم۔ گناہ نہیں معلوم ہوتا کہ کل سردار اور فقیہ
 جماعت میں شریک ہوتے غالباً لوگ منتخب ہو کے یا حکام کی طرف سے مقرر ہوتے

تھے۔ سو اسے صدر انجمن کے اور ادنیٰ انجمنیں آدھی کی ہوا کرتی تھیں جو جرم
خفیفہ کی سماعت کیا کرتی تھیں۔ اس قسم کی دو جماعتیں یہ وسلم میں تھیں اور شہر
میں ایک ایک عدالت تھی جس میں اکیسویں آدھی شریک ہوتے تھے یوسفس مورخ
نے ان ادنیٰ عدالتوں کا ذکر نہیں کیا لیکن یقیناً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح
کے وقتوں میں اس قسم کی انجمن موجود تھیں۔ مسیح نے انہیں دو عدالتوں کا مختصراً
ذکر کر کے فرمایا کہ آئندہ کو شہر یرون کی سرزمین ادنیٰ کی شرارت کے موافق ہوا کرینگے
دیکھو بتی ۵ و ۲۲۔ ان حکام کی ماتحتی میں اور ادنیٰ حاکم بھی ہوتے تھے اور کابھی ذکر
سے ۵ و ۲۵ میں آیا ہے یہ میریاد ۲۱ و ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی وقت مقدمہ
کی سماعت ہوتی تھی اور عاکم احکام جاری کیے جاتے تھے۔ اول ہر فریق اپنے اپنے
املا و بتا تھا (اسلامی ۱۶ و ۲۸) مگر اخیراً زمین یو دیون نے دیکس ہی
مقرر کیے تھے کیونکہ انہوں نے پونوس کے مقدمہ میں ٹرائس کو اپنا وکیل بنا لیا تھا
(اعمال ۲۲ و ۲۱) مقدمہ کی سماعت کے روز مقررہ پر ذیقین قاضیوں کے
حضور حاضر ہوا کرتے تھے اور قاضی مقدمات فوجداری میں مجرم کو اول سمجھایا کرتے
تھے کہ اپنے جرم کا اقرار کرو۔ (یوشع ۱۹) زندگی اور موت کے معاملات میں
دو باتیں متبرکگاہوں کی گواہی کافی تھی اور چوتھی تو ان میں ۳۵ و ۳۶ متبرکگاہوں
۴۔ ۱۵ و ۱۹) جو ٹی قسم لیکر جرم کے اقبال کرانے کی سخت طاقت تھی خروج
۲۰ و ۲۳ و ۲۳ و ۲۳ بعض مقدمات میں مجرم کے ریاقت کرنے کے قریب ڈالے جاتے
تھے اور مہم کی طرف رجوع کرتے تھے۔

(لشروع ۱۳۷-۱۸ و اسموئیل ۱۲-۳۷-۴۵) لوقا ۲۲ و ۶۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ
 دن میں حکم سنایا جاتا تھا جو لوگ مجرم جرائم سنگین ہوتے تھے تو معمول تھا (جیسا
 کہ شرقی ملکوں میں اب تک دستور ہے) کہ ان کے مقدمہ کی فوراً سماعت کی جاتی اور حکم سنا
 دیا جاتا تھا (اعمال ۲۲-۲۸ و ۳۶ تک) اور جب حکم سنا یا جاتا تھا تو مجرم کو فوراً پتھر
 سے گھسیٹ کر سزا دینے کی جگہ لیجاتے تھے اس طرح ہمارے خداوند مسیح کو بھی پلاٹو
 کے سامنے عدالت میں لیگئے تھے جسکے مقدمہ کی ایسی ہی جلد کارروائی کی گئی تھی یہی دستور
 آج کے دن تک ٹرکی اور فارس میں جاری ہے یہودی اپنے شرع کی پابندی میں اپنے
 سرگرم تھے کہ اپنے ہاتھوں سے مجرم کو سزا دیتے تھے کچھ شرماتے نہیں تھے۔ جب کسی کا
 تپہ اوکھا جاتا تو پہلے مطابق حکم موسیٰ کے گواہ پتھر مارتے تھے۔

(استثنا ۱۷۱) اتھنین کے مقدمہ میں جی گو ایون نے ایسا کیا اول اپنے کپڑے
 اتار کے سولوس کے پیروں کے سامنے رکھے اور پیراؤسکو سنگسار کیا۔ (اعمال ۱۷۱ و ۱۷۲)
 ذکر تھا اس واسطے بڑی بڑی آدمی تعمیل حکم یعنی مجرم کو اپنے ہاتھوں سے سزا دیتے تھے اسکی
 ایک مثل اسموئیل ۵ و ۳۳ میں دیکھو لیکن چاہے جس طور سے مجرم سزا موت پانا چاہے
 تالمود کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاعدہ یہودیوں میں ہمیشہ رہا کہ سزا موت کے مجرم کو اول
 انگوری شراب مرلی ہوئی اور سکے بے ہوش کرنے کو ضرور پلاتے تھے اس دستور کی ابتدا
 مثال ۳۱ و ۶ کی نصیحت سے ہر چہ صہین مسیح کو مر اسیر شراب پلانے کی وجہ کافی موجود ہے
 (مرقس ۱۵ و ۲۳)

دوسری فصل

رومیون کی عدالت - طریق رو بکاری - قیدیوں سے پیش
آنے کے طریقے

جہاں جہاں رومیون کی قوت پہنچی وہاں ان کے قوانین ہی مروج ہو گئے
اور جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ رومیون نے اپنی رعایا سے مفتوحہ کو کامل آزادی
اور مذہبی مین دے رکھی تھی اور کچھ تہیارات عدالت کے بھی ان کو حاصل تھے
لیکن بڑے مقدمات میں سزائے موت منظوری رومی حاکم کی ضرور ہوتی تھی کم سے کم
یہودیہ میں یہ اختیار کسی یہودی حاکم کو نہ تھا کہ بلا منظوری رومی حاکم کے حکم سزا یا موت
دے سکتے رومیون کے قانون سے کسی شخص کو خصوصاً رومی کی نسبت بلا سماعت
اور رو بکاری کے سزا یا تازیانہ اور موت دینے کا امتناع تھا اسکا ذکر مقدس پولوس
نے اعمال ۲۲ و ۲۵ میں لکھا ہے ۴

نہ قانوناً حکم تھا کہ کسی رومی سے بے جبر اقرار جرم کرانے کے واسطے کوڑے لگاؤ یا تو
یا کسی طرح کی تکلیف دی جاوے رومی حاکم لامی سی اس کو معلوم نہ تھا کہ رسول رومی
حقوق کا ستھی ہے اسلئے اس نے حکم دیا کہ اسکی مشکین باندہوا اور کوڑے لگاؤ گریچے
کہ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ رومی جیسا کہ انجیل میں نویسون نے لکھا ہے کہ ”سردار
بھی یہ جانکر وہ رومی ہے اور میں نے اسے باندہوا ڈر گیا“ اعمال ۲۲ و ۲۹ سوا
اسکے رومی شہری کو یہ بھی استحقاق تھا کہ اپنے مقدمہ کا مرافعہ عدالت العالیہ

شاہی مین کرے چنانچہ اسی استحقاق سے رسول نے عدالت شاہی مین نالش کی تھی (اعمال ۱۲ و ۹ و ۱۳)

۔ ومیون کے بیان مجرم کے قید کرنے اور بٹریان ڈالنے کا طریقہ بھی عجیب تھا۔ رنجیر کا ایک سر قیدی کے دائین بازو سے اور دوسرا سپاہی کے بائین بازو سے باندھ دیا جاتا تھا۔ اس طرح ایک سپاہی قیدی کے ساتھ ساتھ جہان وہ جاتا۔ ہوتا تھا اور اس کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس قسم کی قید کا ذکر انجیل مین کئی جگہ آیا ہے اور رومی مورخوں کی تواریخ مین بھی بہت سے عجیب قفے اس قسم کے پائے جاتے ہیں۔ مقدس پطرس بھی اس طرح قید ہوا تھا اور اسی ہی ہنگڑی پڑی ہوئی اس نے فیروہس اور بادشاہ اگر برنس کے سامنے اپنا عذر بیان کیا۔ (اعمال ۲۶ و ۲۹)

اور کبھی ایک قیدی کے ساتھ دوسرا سپاہی ایک بائین بازو کی رنجیر سے اور دوسرا دائین بازو کی رنجیر سے بندھا ہوتا تھا۔

پو اس رسول اول تو ایک سپاہی کی حراست مین تھا مگر بعد جب یہودیوں نے اسے حاکم کے حوالہ کیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کے دونوں بازوؤں سے دوسرا سپاہی باندھ جائے (اعمال ۲۱ و ۳۳) نیز وہ اگر پائے پطرس کو اس طرح قید کیا تھا تو رات پطرس دوسرا سپاہیوں کے پیچ و رنجیروں سے جکڑا ہوا سوتا تھا (اعمال ۱۲ و ۱۱) جو سپاہی مجرم کی حراست کیواسے مقرر تھے اگر اس کی حراست سے مجرم بھاگ جاتا تو اس کو سزائے موت ہوتی تھی (اعمال ۱۲ و ۱۹) اور یہی سزا داروغہ جبلناز کو بھی دی جاتی اگر قیدی جبلناز سے بھاگ جاتا (اعمال ۱۶ و ۲۰) اگرچہ اتھنس کی عدالت

ایرلو پگس رومی عدالت نہ تھی مگر چونکہ رومی گورنمنٹ کے حکم سے مقرر ہوئی تھی اس واسطے
 اوسکو بھی اختیارات مثل رومی عدالتوں کے حاصل تھے اوسکے متعلق مذہبی معاملات کا
 انتظام بھی تھا مثلاً کوئی نئے معبود مقرر کرتا یا کوئی نیا معبود یا قربان گاہ بناتا یا خدا کی پرستش
 میں نیا طریقہ نکالتا تو اوسکو اختیار مدخلت تھا اسی بنا پر کہ نئے معبود یعنی مسیح کو اور
 قیامت کو قائم کرتا ہے مقدس پولوس عدالت ایرلو پگس کے سامنے رو بجا رہی کہ اس واسطے
 حاضر لایا گیا (اعمال ۱۹) یہ عدالت شہر آٹمنس کے وسط میں اری پگس
 یعنی عطار کی پہاڑی پر کہ یہی اوسکی وجہ تسمیہ ہے ہوا کرتی تھی +

فصل تیسری

یہودیوں کا قانون سنرا

۱۔ جرائم برخلاف خدا کے چونکہ اسرائیل کی سلطنت سلطنت اللہ کہلائی جاتی
 یعنی اصل اختیار ہر طرح کا خدا سے قادر مطلق کو تھا اور وہی اوسکا بادشاہ سمجھا جاتا
 تھا اس واسطے ایسے ملک میں کہ محض مذہبی کہلاتا تھا وہ جرائم جو خدا کی نسبت
 ہوئے موئی کی شریعت میں اول ہی بیان ہونا چاہئین اس کے مطابق —
 (۱) بت پرستی یعنی غیر معبودوں کی پرستش کرنے والوں کو حسب شریعت موئی
 میں تین اول بیان کیئے گئے ہیں +

(۲) جب کہیں کوئی اسرائیل سے حقیقی معبود ہودے کسی غیر معبود کی
 پرستش کرتا تو وہ جرم بت پرستی کہلاتا تھا +

(۳) سچے خدا کی مورتوں کو پوجنا جس میں اسرائیل ہمیشہ گرفتار رہتے تھے خروج ۳۲

۲۵ و ۲۶ قاضی ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

آئی ہے *

(۳) ایسی مورتوں کے سامنے جھکنا یا اونکی تعظیم کرنا یا سورج چاند ستاروں

کی تعظیم کرنا۔ جھکنے سے مراد یہاں پر گھٹنے ٹیک کر سر سجدہ ہونا ہے *

(۴) قربانگاہیں یا کسی قسم کا مکان بنوں یا مورتوں کے واسطے مخصوص کرنا۔

موسوی شریعت کے بموجب اس قسم کی سب چیزیں قابل سزا کرنے کے تین خروج

۳۳ و ۳۴۔ استثناء ۵ و ۱۲ و ۱۳۔ اور اسرائیلیوں کو استثناء ۵ و ۲۵ و ۲۶ کے

مطابق سخت مانعت بتوں اور مورتوں کے اور پسونا اور چاندی لائیک تھی تاکہ ایسا نہ ہو

کہ بت پرستی میں مبتلا ہو جاویں

(۵) بتوں کو چڑھا دے چڑھانا جسکی اجارہ ۱۔ ۷ میں مانعت ہے خصوصاً انسانی

قربانیان جسکی مانعت اجارہ ۱ و ۲۱ و استثناء ۱۲ و ۱۳۔ اور ۱۰ و ۱۱ میں آئی ہے۔

(۶) جو کوئی بتوں کو چڑھا دے یا چڑھا دے اسے کھانا اگرچہ کوئی قانون خاص

اس بات میں نہیں تھا کہ غیر معبودوں کے چڑھا دینا کھائے جاویں مگر خروج ۳۴ و

۵ کے مضمون سے اسکی ناجوازی صاف ظاہر ہے بت پرستی کی سزا یہ تھی کہ اسکی

مجرم کو سنگسار کرتے تھے جب سارا شہر مجرم بت پرستی ہوتا تو اسکو باغی سمجھتے تھے اور قواعد جنگ کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا تھا تمام باشندے اور تمام مویشی قتل کر دیئے جاتے تھے ایسے شہر کے مال کو کوئی لوٹنا نہیں تھا بلکہ سب مال مع شہر کے جلا دیا جاتا تھا اور پھر اجازت نہ ہوتے تھی کہ کوئی وہاں شہر بنانے پاوے استثناء ۱۳۰، ۱۳۱ و ۱۹- مگر اس قانون پر عمل درآمد نہیں ہوتا تھا چونکہ اسرائیل عموماً بت پرستی کی طرف میلان رکھتے تھے اس واسطے بت پرست شہر کے سزا دی تھیں لوگ طرح دیکھتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام یہودیوں میں بت پرستی پھیل گئی۔

جب ساری قوم بتلا سے مجرم ہو جاتی تو اسکی سزا خدا پر چھوڑ دی جاتی تھی اور خدا کی طرف سے اسکی سزا یہ تھی کہ خانہ جنگیان اور قحط اور طرح طرح کی مصیبتیں واقع ہوتی تھیں (اجبار ۲۶ استثناء ۲۸، ۲۹ و ۳۰) اور جو کوئی مجرم ترغیب و تحریریں دلانے کسی شخص کا طرف پرستش معبودوں باطلہ کے ہوتا تو اسکی سزا یہ تھی کہ سنگسار کیا جاتا تھا (استثناء ۱۳، ۱۴ و ۱۵) وحشیانہ بچوں کو ذبح کر کے قربانیاں چڑھانے کے جرم پر موسیٰ کا یہ حکم تھا کہ جو شخص مرتکب اس جرم کا ہو وہ سنگسار کیا جاوے بلکہ یہ حکم تھا کہ جو کوئی کسی شخص کو اس جرم کا ارتکاب کرتے دیکھے اسکو لازم تھا کہ اسی وقت اسے گرفتار کر کے با تحقیقات سنگسار کر دے (اجبار ۲۰ و ۲۱)

۲- چونکہ حقیقی حاکم اور شارع اسرائیلیوں کا خدا تھا اس واسطے خدا کے نام کی یا اس کی صفات یا اسکی حکومت یا اس کے الہام کی نسبت کفر کا کلمہ زبان پر لانا نہ صرف خدا کا جرم تھا بلکہ ملکی قانون کے خلاف بھی تھا اس واسطے اس

جرم کے مرتکب کو بھی سنگسار کرنے کا حکم تھا (اجار ۲۴-۱۰۷-۱۴)

۳- استثناء ۱۸۰-۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حیو تھا دعویٰ نبوت کا کرتا وہ سنگسار کیا جاتا تھا۔

۴- جو کوئی شخص کسی قسم کے علامات آئندہ کا حال جاننے کا دعویٰ کرتا اور اگر لئے قطعاً ممانعت تھی جیسا کہ اجار ۱۹-۲۶-۳۱ سے عیان ہے مگر جو لوگ اس قسم کی باتیں مدعی پیشین گوئی سے پوچھتے تھے انکی سزا خدا پر چوڑ دی جاتی تھی اور باب ۶ و ۲۳ و ۲۷-۱۰- استثناء ۱۸۰-۹-۱۲ میں ایسے فعل کی قطعی ممانعت ہے۔

۵- حلف دروغی کی میسوی شریعت میں سخت ممانعت ہے اور گناہ کبیرہ میں داخل ہے مگر خلاف کی سزا خدا پر چوڑ دی جاتی تھی۔
دوسرے - والدین اور حکام کی -

۱- یہودیوں کے امور ملکی میں بھی بزرگوں کی باتیں بہت پائی جاتی ہیں سچ سے باپوں کو اپنی اولاد پر بڑے اختیار ہوتے تھے۔ اگر کوئی باپ پر لعنت کرتا یا کسی قسم کی مبرائی یا تحقیر کا کلمہ اسکی شان میں زبان پر لاتا تو اسکو بھی سزا نبوت اخروج ۲۱ و ۱۰۷ و اجار ۹۰۲) اور سزا سے ضرب بھی دی جاتی۔ (خروج ۲۱ و ۵) باپ کی شان میں لعنت کا کلمہ زبان پر لانے کو جرم کی ایک مثال یسوع مسیح نے متی ۱۵-۲۷-۱۰۶ اور مرقس ۹-۱۲ میں فرمائی ہے +

جو کوئی اٹکا شراب سے مدہوش ہو کر سرکشی کرتا اور والدین اسکی حرکتوں سے اسے باز رکھ سکتے اور اور لوگوں کی جانوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ

ہوتا تو اس وقت یہ تصور ہوتا تھا کہ دشمن گویا کہ مرکب دو لون جراثیم مذکورہ کا ہوا اور یہ مجرم کی نسبت بنی حکم تھا کہ سنگسار کیا جاوے استثنائاً ۲۱ و ۲۱-۲۱-

۲۔ چونکہ ملکی حکومت خدا کے حکم سے تھی اس واسطے جس ملک کا انتظام آیتا ہوتا تھا وہاں کے حکام کیواسطے ہر طرح کی لوازم جمعیت اور تعظیم کے مٹیا کیے جاتے تھے حکم تھا۔ اشخاص ذمی اختیار کی شان میں کوئی کلیہ تعظیمی اور ابانت یا اعنت کا حکم زبان پر لانے کی سخت مخالفت ہے خروج ۲۲ باب ۲۸ آیت۔ اس قسم کے مجرم کی نسبت کسی خاص منرا کا حکم نہیں ہے صرف حاکم کی رائے پر چھوڑ دیا جاتا تھا کہ جس قسم کی سزا تجویز کرے وہی دی جاوے اور منرائین حاکمون کی حیثیت اور اعتبار سے مختلف ہوتی تھیں *

۳ جراثیم تعلق مال کی حسب بیعت موسوی مال کے چوری کرنا یا آدمی کا چور کر بگا لیا یا کسی حاصل کی ہوئی یا پائی ہوئی چیز سے انکار کر دینا۔

۱۔ شریعت موسوی میں مرکب جرم سرقت کی سزا یہ تھی کہ دو چاند مال مسروقہ کا مالک مال کو ادا کرے اور جو استطاعت او اکرے کی نہ کرے گا ہو تو اس کی نسبت یہ حکم تھا کہ بطور غلاموں کے فروخت کر ڈالا جاوے اور جو روپیہ اس طرح حاصل ہو وہ اصل مالک کو دید یا جاوے (خروج ۲۲ و ۱۷) جارڈن صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسیوں میں بھی جرم سرقت کیواسطے یہی سزا ہے۔ اگر کوئی چور چورانی ہوئی چیز سے خلفاً انکار کے بعد ازراہ ایمان داری توبہ کرے اور معترف بقصور ہو تو اس کی نسبت حکم تھا کہ صرف اوس قدر مال پر کہ اوسنے چورایا ایک خمس زیادہ ادا کرے (اجبار

۶ و ۵) قرضہ کی حالت میں قرضخواہ کو قرضدار کی ذات پر قبضہ کرنے اور جبر و بول
کے اوسکے پیچھے لانے کا اختیار تھا اجابہ۔ ۲۵ و ۳۹ کے مضمون سے ایسا حکم نکلا ہے
اس دستور کا ذکر ایوب ۲۴ و ۹ میں ہے اور ایک مثال اس معاملہ کی جسکی اس وقت
بحث ہے ۲ سلاطین ۴ و ۱۱ میں مذکور ہے۔ یہ دستور یہود بون میں نحمیاہ کے وقونین
بھی مروج تھا (۵ و ۱-۵) اور یسوع مسیح نے سنی ۱۸ و ۲۵ میں اسکا حوالہ دیا ہے۔

۲- آدمی کا سرقہ یعنی کسی شخص کو جو حرم ہوا اور بنی اسرائیل ہوا و سکو گرفتار کر لیا
یا چور ایجابانے والے کے واسطے مطلق حکم نہ ملا موت کا تھا خروج ۲۱ و ۶ اور تثنیا
۲۴ و ۷)۔

۳- جو کوئی شے انسانی کے حوالہ کرنے یا کسی پائی ہوئی چیز کے دینے سے انکار
کرتا تو اسکی سزا بھی وہی تھی جو چور کی تھی یعنی مال سرقہ کا المضاعف دے اور
جو مجرم بعد حلف دروغی کے ازراہ دیانت اور ایمان داری کے اپنی حلف دروغی کا
اقرار کرتا تو اسکے واسطے انکار کی ہوئی چیز سے صرف ایک خمس زیادہ دینا مالک
مال کو دینا لازم آتا تھا۔ (اجابہ۔ ۶ باب ۵ آیت)

چوتھے وہ جرائم جو کسی ذات کے خلاف وقوع میں آدین۔

۱ اول نمبر انہیں خون کرنا ہے۔ چونکہ یہ جرم نہایت سخت ہے اسواسطے موسیٰ نے
اسکے چار ضروری علامات مجر د قتل انسان سے امتیاز کرنے کے واسطے رکھی ہیں یعنی
اول یہ کہ آیا ازراہ بغض و عداوت کے اسکا وقوع ہوا گنتی ۳۵ و ۴۰-۲۱- تثنیا
۱۹ و ۱۱) دوسرے یہ کہ اسکا وقوع بغض انتقام ہوا۔ (گنتی ۲۵ و ۲۰) تیسرے یہ

کہ ازراہ پیش بندی و فریب سرزد ہوا (خروج ۲۱ و ۱۲) چوتھے یہ کہ کسی دوسرے کے اور گھات میں ہو کر یکایک اوپر حملہ کر کے قتل کر ڈالے خون کی سزا موت تھی (استثنا ۱۱-۱۴) کے اور وہ کی طرح نہیں چھوڑتا تھا۔ ۲ قتل انسان اسکی خست حالات ذیل سے ہوتی ہے اول یہ کہ بلا کسی بغض و عداوت کے سرزد ہو گنتی ۲۵ و ۲۲-۱ استثناء ۱۹ و ۶) دوسرے یہ کہ بغیر غرض انتقام کے ہوا (خروج ۲۱ و ۱۳) گنتی ۲۵ و ۲۲)۔

تیسرے یہ کہ غلطی و خطا سے اسکا وقوع ہوا (گنتی ۲۵ و ۱۱ و ۱۵) چوتھے اتفاقیہ (استثناء ۱۹ و ۵) قتل انسان کی سزا یہی تھی کہ پناہ کے شہر میں نظر رہنا تھا۔ ۳۳ اور طرح طرح کے جرائم جو ذات سے تعلق رکھتے ہیں انکے واسطے بھی طرح طرح کی سزائیں اور طریقہ دریافت کے مقرر تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت موسوی کمال دانائی اور انسانیت پر مبنی ہے۔ دیکھو خروج ۲۱ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۴-۱ اور اجارہ ۲۲ و ۱۹-۲۲)

چوتھے زنا اور جراثیم جنگ نام لینا بھی نہیں چاہیے ان کے واسطے سزائے موت تھی (اجارہ ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۲۲ و ۲۳ اور ۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶) پانچویں جرائم بغض اور بدخواہی کے انکے لیے بھی قرار وفاق سزا مقرر تھی۔ شریعت کی رو سے دروغ خبر دینے والے مجرم تصور کیئے جاتے تھے (اجارہ ۱۹ و ۱۸) جو ٹی خبر دن کا شہر کرنا جس سے اور دن کی چال چلن میں حرف آتا ہو خروج ۱۳ و ۱۳ صاف منع لکھا ہے۔

اسی طرح شہادت کا ذبیہ بھی گواہوں سے کسی غریب محتاج کا نفع کیون ہی نہ ہو منع ہے
اور جو کوئی کسی مقصور کے خلاف میں لازم اور اسے شہادت کا ذبیہ ہو تو اس
دروغ شہادت دینے والے کو ہی سزا دے جانے کا حکم تھا جو اس مقصور کو درجہ
وہ قصور دار ٹھہرتا (استثنا ۱۹ و ۱۴ - ۲۱)

فصل چہارم

جنہیں اون سزاؤں کا ذکر ہے جو کتب مقدسہ میں
مندرج ہیں

جن سزاؤں کا کتب مقدسہ میں ذکر ہے وہ دو طرح پر منقسم ہیں یعنی سزائے سنگین
اور غیر سنگین۔ سزائیں غیر سنگین مفصلہ ذیل ہیں۔

۱۔ سزائے تازیانہ۔ شریعت موسوی میں بھی سزاؤں میں یہ سزا بہت مروج تھی۔
کتب معتق اور جدیدین اسکا اکثر حوالہ ذکر آیا ہے اور اسلئے کہ حد شرع سے ضربین کوڑوں
لی متجاوز نہ ہوں اور ضرب لگانے والے کو سہو نہ ہو ایک ذرہ تین قسموں کا ہوتا تھا جس کا
نجرم کے تیرہ ضربین لگانے سے پورے ایک کم چالیس^{۳۹} ہو جاتی تھیں۔

۲۔ معاوضہ جسمی (خروج ۲۱ و ۲۲) یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک
اور جان کے بدلے جان وغیرہ بیوع بیع نے متی ۵ و ۳۸ و ۳۹ میں اس قسم کے سزا
دینے کی صاف ممانعت کی ہے۔

۳۔ معاوضہ مال یعنی کوئی چیز کسی کی چوری جاوے یا اور طرح سے کسی کو مال کو

نقصان پہونچے اوسکا معاوضہ خروج ۳۲ و ۲۱ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۶ و ۲۲ و ۶ و ۱۰ اخبار
۲۴ و ۱۸

۴۔ جبر نقصان کا تاکہ وہ شخص جسکا نقصان ہوا اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو گیا
لیکن ایسے جبر کی صورت میں اجازت تھی (خروج ۲۱ و ۲۲) لیکن خون
اور قتل کے مقدمہ میں ایسے جبر کی مانفت تھی۔ (گنتی ۳۵ و ۳۱ و ۳۲)

۵۔ ناجائز چڑاؤ قابل اسکے تھے کہ اوس کے مرکب کو سزا دی جاتی تھی جن مختلف
حالتوں میں وہ چڑاؤ بے چڑاؤ جاتے تھے اوکلی تفصیل اخبار ۴ و ۲ و ۵ و ۱۰ و ۱۴
۱۵ و ۱۶ و ۱۷ اور ۲۲ میں مندرج ہے :

۶۔ سزائے قید۔ اگرچہ موسیٰ نے اس سزا کیواسطے نہیں فرمایا مگر یہودیوں کی سلطنت
میں اونیفرسیج کے زمانہ میں ہی مروج تھیں پیدائش ۴ و ۴ ایریماہ ۳۸ و ذکر کیا
۹ و ۵۔ اور اعمال ۱۸ و ۵ میں قید خانوں کے ذکر آئے ہیں جنہیں لوگ مجسوس کیے جاتے تھے
اور بہت سختیاں اونیفرسوتی تھیں شرقی ملکوں میں ایسے قید خانوں کا اب بھی رواج
ہے انہیں خوفناک قید خانوں کا ذکر زبور ۹ و ۱۱ اور یرمیاہ ۳۷ و ۱۶۔ ۲ میں کیا ہے
۷۔ سزائے جلا وطنی۔ زمانہ اسیری تک یہ سزا یہودیوں میں نہ تھی بعد کو مقرر ہوئی۔
یہ سزا رومیوں میں تھی۔ مقدس یوحنا بپاسس کے جزیرہ کو جلا وطن کیا گیا جسکا ذکر
سکاشفات ۱ و ۹ میں ہے۔

۸۔ شرقی ملکوں میں قدیم زمانہ میں دستور تھا کہ قیدیوں کی آنکھیں نکال ڈالتے تھے یہ دستور
آج کل بھی پایا جاتا ہے دیکھو قاضی ۱۷ و ۲۱ اور ۲۲ سلطین ۲۵ و ۷۔

۹۔ سر کے بالوں کا زور سے اوکھٹ لینا بھی تکلیف دہ اور نامناسب سہڑا تھی۔

اسکا ذکر بھی ۱۳ و ۲۵ مین ہے۔

۱۰۔ کلیسیا کی پرستش سے خارج کرنا بھی دینی و دنیوی دونوں طرح سے داخل سہڑا تھا اور یہ سہڑا باعتبار رختی کے مختلف المراتب ہوتی تھی قسم اول ندونی صرف تیس دن کیو سطر معبد سے خارج کرنے کو کہتے تھے (یوحنا ۹ و ۲۲ و ۶ و ۲ وغیرہ) کبھی تیس دن کی سعاد مین تخفیف کر دی جاتی تھی۔

دوسری قسم جرم تھی اس سہڑا مین مجرم حوالہ شیطان کے کیا جاتا اور او سپر کامل لعنت کیجاتی تھی۔ مقدس پولوس نے ۵ و ۴ اور رومیون ۹ و ۲ مین اس سہڑا ذکر کیا ہے۔ تیسری قسم سہڑا کی شامشا۔ یا مراثی تھی جسکے معنی مین خداوند آتا ہے یا خداوند آؤ۔ اس سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ مجرم کیو سطر محشر کا خوناک روز بہت قریب ہے۔ اس سہڑا کے نتائج بہت بڑے ہوتے تھے۔ شخص خارج شدہ سے معاملات دینی یا دنیاوی مین کوئی کسی طرح کی راہ و رسم نہیں رکھتا تھا اور طرح طرح کی ذلتیں اٹھانا پڑتی تھیں۔

۱۱۔ گیارہ قسموں کے جرائم سنگین کا کتب مقدس مین ذکر ہوا تھا اور سے قتل کرنا اور تلوار سے قتل کرنے مین جلا کو اختیار دیا جاتا تھا کہ ہر طرح چاہے قتل کرے یہ خون کرنا مین سہڑا تھی لیکن اگر قاتل کو قاتل کا قریب رشتہ دار قبل جاسے پناہ مین بھونچنے سے قتل کر ڈالتا تو اسکے باز پرس اوس رشتہ دار سے کچھ نہیں ہوتی تھی اس واسطے ایسے قاتل کو جو بے ارادہ قتل کرتا یہ اجازت تھی کہ چہ شہرون مین سے کہ جاسے پناہ کھلاتی تھی

کسی میں پناہ لے اور جب کوئی قاتل بطور مذکورہ پناہ لیتا تھا تو مقتول کے وارث بلا اجازت عدالت یعنی بازخدا و اسے نہیں مار سکتے تھے بلکہ اس وقت میں قاتل کی نسبت تحقیقات کیجاتی تھی کہ آیا اسے عمداً یا بارادہ یعنی مجباً اتفاق قتل کیا اگر قتل کا وقوع عمدتاً تھا ہوتا تو قاتل مقتول کے وارث کے حوالہ کیا جاتا کہ وہ اسے حسب طرح چاہیے مار ڈالے اور جو ثابت ہوتا کہ وقوع جرم اتفاقی تھا تو اس قاتل کو تا حیات سزا کا مہنہ وقت جاتی پناہ میں رہنے دیتے۔ مگر اس وقت میں بھی مقتول کے وارث کو اختیار تھا کہ اگر قاتل کو جاتی پناہ کے حدود کے باہر یا عین حدود پر پادوسی تو قتل کر ڈالے۔ (گنتی ۲۶۳ و ۲۶۴)

(۲۷) عبرانیوں ۶ و ۱۷ و ۱۸ میں اسکا بیان خوب عمدگی سے آیا ہے *

۴۔ سنگسار کرنا۔ یہ سزا بت پرستوں اور کافروں اور سببت کے ناجائز والوں کو
 اور دیگر مجرمان مذکورہ اجباراً ۲۰، ۲۴، ۲۸، ۳۲، ۳۶، ۴۰، ۴۴، ۴۸، ۵۲، ۵۶، ۶۰، ۶۴، ۶۸، ۷۲، ۷۶، ۸۰، ۸۴، ۸۸، ۹۲، ۹۶، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۲۰، ۲۲۴، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۵۲، ۲۵۶، ۲۶۰، ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۷۲، ۲۷۶، ۲۸۰، ۲۸۴، ۲۸۸، ۲۹۲، ۲۹۶، ۳۰۰، ۳۰۴، ۳۰۸، ۳۱۲، ۳۱۶، ۳۲۰، ۳۲۴، ۳۲۸، ۳۳۲، ۳۳۶، ۳۴۰، ۳۴۴، ۳۴۸، ۳۵۲، ۳۵۶، ۳۶۰، ۳۶۴، ۳۶۸، ۳۷۲، ۳۷۶، ۳۸۰، ۳۸۴، ۳۸۸، ۳۹۲، ۳۹۶، ۴۰۰، ۴۰۴، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۱۶، ۴۲۰، ۴۲۴، ۴۲۸، ۴۳۲، ۴۳۶، ۴۴۰، ۴۴۴، ۴۴۸، ۴۵۲، ۴۵۶، ۴۶۰، ۴۶۴، ۴۶۸، ۴۷۲، ۴۷۶، ۴۸۰، ۴۸۴، ۴۸۸، ۴۹۲، ۴۹۶، ۵۰۰، ۵۰۴، ۵۰۸، ۵۱۲، ۵۱۶، ۵۲۰، ۵۲۴، ۵۲۸، ۵۳۲، ۵۳۶، ۵۴۰، ۵۴۴، ۵۴۸، ۵۵۲، ۵۵۶، ۵۶۰، ۵۶۴، ۵۶۸، ۵۷۲، ۵۷۶، ۵۸۰، ۵۸۴، ۵۸۸، ۵۹۲، ۵۹۶، ۶۰۰، ۶۰۴، ۶۰۸، ۶۱۲، ۶۱۶، ۶۲۰، ۶۲۴، ۶۲۸، ۶۳۲، ۶۳۶، ۶۴۰، ۶۴۴، ۶۴۸، ۶۵۲، ۶۵۶، ۶۶۰، ۶۶۴، ۶۶۸، ۶۷۲، ۶۷۶، ۶۸۰، ۶۸۴، ۶۸۸، ۶۹۲، ۶۹۶، ۷۰۰، ۷۰۴، ۷۰۸، ۷۱۲، ۷۱۶، ۷۲۰، ۷۲۴، ۷۲۸، ۷۳۲، ۷۳۶، ۷۴۰، ۷۴۴، ۷۴۸، ۷۵۲، ۷۵۶، ۷۶۰، ۷۶۴، ۷۶۸، ۷۷۲، ۷۷۶، ۷۸۰، ۷۸۴، ۷۸۸، ۷۹۲، ۷۹۶، ۸۰۰، ۸۰۴، ۸۰۸، ۸۱۲، ۸۱۶، ۸۲۰، ۸۲۴، ۸۲۸، ۸۳۲، ۸۳۶، ۸۴۰، ۸۴۴، ۸۴۸، ۸۵۲، ۸۵۶، ۸۶۰، ۸۶۴، ۸۶۸، ۸۷۲، ۸۷۶، ۸۸۰، ۸۸۴، ۸۸۸، ۸۹۲، ۸۹۶، ۹۰۰، ۹۰۴، ۹۰۸، ۹۱۲، ۹۱۶، ۹۲۰، ۹۲۴، ۹۲۸، ۹۳۲، ۹۳۶، ۹۴۰، ۹۴۴، ۹۴۸، ۹۵۲، ۹۵۶، ۹۶۰، ۹۶۴، ۹۶۸، ۹۷۲، ۹۷۶، ۹۸۰، ۹۸۴، ۹۸۸، ۹۹۲، ۹۹۶، ۱۰۰۰، ۱۰۰۴، ۱۰۰۸، ۱۰۱۲، ۱۰۱۶، ۱۰۲۰، ۱۰۲۴، ۱۰۲۸، ۱۰۳۲، ۱۰۳۶، ۱۰۴۰، ۱۰۴۴، ۱۰۴۸، ۱۰۵۲، ۱۰۵۶، ۱۰۶۰، ۱۰۶۴، ۱۰۶۸، ۱۰۷۲، ۱۰۷۶، ۱۰۸۰، ۱۰۸۴، ۱۰۸۸، ۱۰۹۲، ۱۰۹۶، ۱۱۰۰، ۱۱۰۴، ۱۱۰۸، ۱۱۱۲، ۱۱۱۶، ۱۱۲۰، ۱۱۲۴، ۱۱۲۸، ۱۱۳۲، ۱۱۳۶، ۱۱۴۰، ۱۱۴۴، ۱۱۴۸، ۱۱۵۲، ۱۱۵۶، ۱۱۶۰، ۱۱۶۴، ۱۱۶۸، ۱۱۷۲، ۱۱۷۶، ۱۱۸۰، ۱۱۸۴، ۱۱۸۸، ۱۱۹۲، ۱۱۹۶، ۱۲۰۰، ۱۲۰۴، ۱۲۰۸، ۱۲۱۲، ۱۲۱۶، ۱۲۲۰، ۱۲۲۴، ۱۲۲۸، ۱۲۳۲، ۱۲۳۶، ۱۲۴۰، ۱۲۴۴، ۱۲۴۸، ۱۲۵۲، ۱۲۵۶، ۱۲۶۰، ۱۲۶۴، ۱۲۶۸، ۱۲۷۲، ۱۲۷۶، ۱۲۸۰، ۱۲۸۴، ۱۲۸۸، ۱۲۹۲، ۱۲۹۶، ۱۳۰۰، ۱۳۰۴، ۱۳۰۸، ۱۳۱۲، ۱۳۱۶، ۱۳۲۰، ۱۳۲۴، ۱۳۲۸، ۱۳۳۲، ۱۳۳۶، ۱۳۴۰، ۱۳۴۴، ۱۳۴۸، ۱۳۵۲، ۱۳۵۶، ۱۳۶۰، ۱۳۶۴، ۱۳۶۸، ۱۳۷۲، ۱۳۷۶، ۱۳۸۰، ۱۳۸۴، ۱۳۸۸، ۱۳۹۲، ۱۳۹۶، ۱۴۰۰، ۱۴۰۴، ۱۴۰۸، ۱۴۱۲، ۱۴۱۶، ۱۴۲۰، ۱۴۲۴، ۱۴۲۸، ۱۴۳۲، ۱۴۳۶، ۱۴۴۰، ۱۴۴۴، ۱۴۴۸، ۱۴۵۲، ۱۴۵۶، ۱۴۶۰، ۱۴۶۴، ۱۴۶۸، ۱۴۷۲، ۱۴۷۶، ۱۴۸۰، ۱۴۸۴، ۱۴۸۸، ۱۴۹۲، ۱۴۹۶، ۱۵۰۰، ۱۵۰۴، ۱۵۰۸، ۱۵۱۲، ۱۵۱۶، ۱۵۲۰، ۱۵۲۴، ۱۵۲۸، ۱۵۳۲، ۱۵۳۶، ۱۵۴۰، ۱۵۴۴، ۱۵۴۸، ۱۵۵۲، ۱۵۵۶، ۱۵۶۰، ۱۵۶۴، ۱۵۶۸، ۱۵۷۲، ۱۵۷۶، ۱۵۸۰، ۱۵۸۴، ۱۵۸۸، ۱۵۹۲، ۱۵۹۶، ۱۶۰۰، ۱۶۰۴، ۱۶۰۸، ۱۶۱۲، ۱۶۱۶، ۱۶۲۰، ۱۶۲۴، ۱۶۲۸، ۱۶۳۲، ۱۶۳۶، ۱۶۴۰، ۱۶۴۴، ۱۶۴۸، ۱۶۵۲، ۱۶۵۶، ۱۶۶۰، ۱۶۶۴، ۱۶۶۸، ۱۶۷۲، ۱۶۷۶، ۱۶۸۰، ۱۶۸۴، ۱۶۸۸، ۱۶۹۲، ۱۶۹۶، ۱۷۰۰، ۱۷۰۴، ۱۷۰۸، ۱۷۱۲، ۱۷۱۶، ۱۷۲۰، ۱۷۲۴، ۱۷۲۸، ۱۷۳۲، ۱۷۳۶، ۱۷۴۰، ۱۷۴۴، ۱۷۴۸، ۱۷۵۲، ۱۷۵۶، ۱۷۶۰، ۱۷۶۴، ۱۷۶۸، ۱۷۷۲، ۱۷۷۶، ۱۷۸۰، ۱۷۸۴، ۱۷۸۸، ۱۷۹۲، ۱۷۹۶، ۱۸۰۰، ۱۸۰۴، ۱۸۰۸، ۱۸۱۲، ۱۸۱۶، ۱۸۲۰، ۱۸۲۴، ۱۸۲۸، ۱۸۳۲، ۱۸۳۶، ۱۸۴۰، ۱۸۴۴، ۱۸۴

۳۔ زندہ جلانا۔ یہ سزا اس قسم کے مجرموں کو دی جاتی تھی جنکا احوال اصبار

۱۴۲- اور ۲۱ و ۹ میں ہے۔ پیدائش ۲۸ و ۲۴- اور یرمیاہ ۲۹ و ۲۱- اور دانیل ۲

۷ میں ہی اسکا ذکر موجود ہے۔ شریعت موسوی میں منرائی سنگین صفت انقدر میں جو مذکور ہوئے۔ مگر پیچے کر بوجہ راہ و رسم غیر قوموں کے اور منرائیں ہی یہودیوں میں رائج ہوئیں

۴- سرکامنا جبکا ذکر پیدائش ۲۸ و ۱۹- اور متی ۱۴ و ۸- ۱۲- اور مرقس ۶ و ۷ میں ہے

۵- دیچک سے سید بچپن کا۔ یہ منرا خاص صورتوں میں اور بہت کم دیجاتی

تھی۔ ۲ سلاطین ۹ و ۱۱- ۳۳- اور ۲ قرقیون ۲۵ و ۲۴ میں اسکی مثالیں موجود ہیں

۶- غرق کرنا جبکا ذکر متی ۱۸ و ۶ میں ہے بلکہ اسکا کوئی ثبوت نہیں کہ یہودیوں

میں یہ منرا مروج تھی۔

۷- اوکھلی میں کچلنا جبکا ذکر اشال ۱۷ و ۱۲ میں یہ منرا ترکوں میں اب تک مروج ہے۔

۸- چیر ڈالنا۔ یہ منرا ملک یہودیہ کے گرد و نواح میں مروج تھی (دیکھو دانیل ۲ و

۱۱ و ۳ و ۲۹) ملک بربری اور فارس میں یہ منرا اب تک مروج ہے۔

۹- مار مار کر ہلاک کرنا۔ یونانیوں میں تھی انتیوکس نے یہودیوں کو یہ منرا دی تھی

(دیکھو مکابہ ۱ و ۶ و ۱۹ و ۲۸ و ۳۰) مقدس پولوس نے عبرانیوں ۱۱ و ۳۵ میں اسکا

ذکر کیا ہے۔

۱۰- وحشی جانوروں سے پھڑوا ڈالنا۔ یہ منرا پہلے میانیوں اور فارسیوں میں تھی

(دانیل ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۶- ۳۴) اون سے پہر رومیوں میں مروج ہوئی جو یا تو اپنے

غلاموں اور بد معاش آدمیوں کو درندوں کے سامنے اس غرض سے ڈالتے تھے کہ وہ

انہیں کھا جاویں۔ یا بطور تماشے کے ہتھیار بند سپاہیوں کو اون سے لڑاتے تھے

اگر سپاہی غالب آتے تھے تو او کی جان بخشی کی جاتی اور انہیں آزادی دی جاتی تھی
ورنہ درندے پناڑ ڈالتے تھے۔ صورت آخر الذکر کا مقدس پولوس نے متطاؤس
۱۱۷ اور پہلے قرتیون ۱۵۵ اور ۳۲۵ میں حوالہ دیا ہے ۹

۱۱۔ صلیب دنیا۔ قدیم زمانہ میں یہ نہ صرف مشہور اور بد معاش مجرموں کو دی جاتی تھی اور اس میں
ہر طرح کی تکلیف اور ذلت داخل ہے اس وجہ سے مقدس پولوس نے ہماری شافع کی کمال
محبت کو باین عبارت ظاہر کیا ہے کہ ”جبکہ ہم گنہگار ٹھہرے تھے مسیح ہماری واسطے مواتے
اوس خوشی کے لئے جو اوسکے سامنے تھی شرمندگی کو ناچیز جان کے صلیب کو سہا،“
(رومیون ۵ و ۸ عبرانیون ۱۲ و ۲)۔ صلیب دو کڑیوں کی یا تو اس شکل پر ہوتی تھی +

یعنی ایک کڑی کے اوپر کے سرے پر دوسری اس طرح لگائی جاتی تھی کہ زاویہ قائمہ بنی
تھی یا اس شکل کی ہوتی تھی X یعنی عین وسط پر دونوں کڑیاں اس طرح تھیں
کہ دو زاویے منفرد اور دو حادثے بناتے تھے۔ ہمارے خداوند مسیح قسم اول
کی صلیب پر مصلوب ہوا صلیب کی سختی اوس وقت ظاہر ہوگی جب خیال کیا جاوے
کہ جبکو صلیب دنیا منظور ہوتا تھا اول اوسکو صلیب پر لٹکا کے دونوں ہاتھ اور پاؤں
کیل دیتے تھے یہاں تک کہ اوس عذاب اور بھوک کی سختی سے سوکھ سوکھ کر مر جاتا
تھا۔ کئی حوالے اس قسم کے موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی کئی دن تک آدمی اوس
عذاب و دردناک میں مبتلا رہتا تھا اور پھر اوس شخص کی لاش کو قبر میں دفن کرنے کی
اجازت نہیں ہوتی تھی اکثر تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ درمے جانور چیل کوئے صلیب پر لٹکے
ٹنگے لاش کو کھا جاتے تھے۔ اس طرح سے مجرم کے ہلاک کرنے کا رواج کئی جگہ

تو نون میں خصوصاً رومیوں میں تھا جو بد معاش نالایق بیکار غلاموں کو یہ سزا دیا کرتے تھے
 اسی خیال سے رسول یسوع کی مہربانی اور اسی ذلت کی موت اختیار کرنے کا ذکر کیا
 یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا دوسرے ہمارے غلط فہم بنکر صلیب کی موت کو اپنے ادھر گوارا کیا۔
 (فلپیوں ۲، ۷، ۸) تمام حالات متعلق صلیب بیت یسوع مسیح مندرجہ اناجیل اربعہ یونانیوں
 اور رومیوں کے بیانات متعلق جبرائیم ہذا کے مطابق ہیں +

باب چہارم

اس بیان میں کہ یہودی اور رومی وقت کا حساب
 کس طرح کیا کرتے تھے موافق بیان کتب مقدسہ کے

زمانہ کی تقسیم مذکورہ کتب مقدسہ کے جاننے سے بہت سے آیات متعلق موسم اور وقت
 اور نصائح کا مطلب بخوبی کھل جائیگا۔

۱۔ عبرانی دنوں کا حساب شام سے شام تک لگایا کرتے تھے۔ مطابق حکم
 موسیٰ نے (اجا۔ ۱۲، ۶۹) رومی دو طرحہ دنوں کا حساب کرتے تھے اور دونوں
 کے نام جدا جدا تھے ایک کو ملکی حساب اور دوسری کو قدرتی کہتے تھے۔ اول لکھ
 اس طرح پر تھا جیسا آٹکل ہمارے بیان ہے اور دوسرا چھ بجے صبح سے چھ بجے
 شام تک کہلاتا تھا یہودیوں کا عدالتی دن سال کے مسمون کے مطابق بدلتا
 رہتا تھا اول تو اس وقت کہ چار حصوں یعنی پہرے پر موافق درازی سال کے مسمون

کی تقسیم کیا کرتے یعنی اگر اون بڑا ہوتا تو چار پہر ہی بڑے ہوتے اور اگر دن چھوٹا ہوتا تو پہر ہی چھوٹے ہوتے تھے۔ انجیاء ۹ و ۳) بعدہ عدالتی دن کو بارہ گھنٹوں پر تقسیم کرنے لگے اور شناخت گھنٹوں کی یا تو سورج سے یا گھڑیال سے ہوا کرتی تھی۔
۳۔ یہ گھنٹے باہد گر برابر ہوتے تھے لیکن سال کے موسموں کے اعتبار سے مختلف ہوتے تھے یعنی موسم گرما کے دنوں کے بارہ گھنٹہ بڑی ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم کے دنوں کے گھنٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ یہودی عدالتی یوم کے گھنٹوں کا حساب صبح کے چھ بجے شام کے چھ بجے تک لگاتے تھے یعنی اون کا پہلا گھنٹہ ابوقت بجنا تھا جب ہمارے سات بجتے ہیں۔ اور دوسرا گھنٹہ آٹھ بجے اور تیسرا نو بجے علیٰ ہذا القیاس +

رات کے اول تین گھنٹے یا پہر مقرر کیے تھے۔ زبور ۶۳ و ۶۶ و ۹۰ و ۱۰۷ نو ص ۲
۱۹ و ۱۹ یو د ۱ و ۱۹ خروج ۱۴ و ۲۴) غالباً یہ گھنٹے شب کے غیر مساوی ہوتی تھی۔
یسوع مسیح کے وقتوں میں رات کے چار پہر مقرر تھے۔ چوتھا پہر رومیوں نے یہودیوں میں نکالا۔ کتب مقدسہ میں ایک گھنٹہ سے مراد اکثر جاگہ بڑی مدت ہے اور کبھی اوس قدر عرصہ سے مراد جو بقدر عرصہ تک ایک پہرہ تعین رہتا تھا۔ (سنتی ۲۵ و ۱۲ ص ۲۴ و ۲۵) مرقس ۱۴ و ۳۷ و لوقا ۲۲ و ۵۹ و مکاشفات ۳ و ۳) یہودیوں کے حساب سے دو شام ہوتی تھیں ایک تو قدرتی یوم کی نوین گھنٹہ میں یعنی تین بجے بعد دہر کے اور دوسری شام قدرتی دن کی گیارہویں گھنٹہ میں ہوتی تھی۔ عید کا بارہ دو شاموں کے درمیان بیچ کیا جاتا تھا۔ (خروج ۱۲ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۳ و ۲۴)

۳ سات دن رات کا ایک ہفتہ ہوتا تھا جس میں چھ روز دنیا کے کاروبار اور محنت و مشقت کی واسطے تھے اور ساتواں دن یعنی سبت کا خدا نے اونکی آرام کی واسطے مقرر کیا تھا۔ سو اسے دنوں کے ہفتوں کے یہودیوں کے نزدیک برسوں کے ہفتے ہوا کرتے تھے اور ساتویں برس کو سبت کا سال کہتے تھے اور برسوں کے ہفتوں کے سات گنتی یعنی ۴۹ برس کے بھی ہفتے ہوتے تھے اور اسیکے دوسرے سال کو یوبل کہتے تھے اور پچاسویں برس یعنی یوبل میں بڑی دھوم دھام کی دعوت کرتے تھے۔

۴۔ عبرانیوں کے مہینوں کا حساب اور قدیم قوموں کی طرح قمری تھا یعنی مہینوں کا حساب چاند کی گردش سے لگاتے تھے اس طرح کہ پہلی ۲۹ روز کا اور کہیں ۳۰ روز کا ہوتا تھا۔ جب تک یہودی ملک کنعان میں رہی تب تک حساب قمری اون کے درمیان جاری رہا یعنی جب چاند دیکھتے تب ہی نیا مہینہ شروع ہوتا تھا لیکن جب سے تمام قوموں میں متفرق ہو گئے اور وقت سے اون کے حساب علم ہٹ گیا کی رو سے شمسی مقرر ہوا تا کہ برسوں اور دنوں کا حال صحیح معلوم ہوتا رہے۔

ابتداء یہودیوں میں مہینوں کے خاص نام نہ تھے صرف یون ہی لگنا کرتے تھے کہ پچھلا مہینہ دوسرا تیسرا علیٰ ہذا القیاس۔ خروج ۱۳ و ۴ میں اول ماہ کا نام ایب لکھا ہے۔ اور اسلاطین ۶ و ۷ میں دوسرے ماہ کا نام زلیف لکھا ہے۔ اور اسلاطین ۸ و ۹ میں ساتویں مہینہ کو اتھانم لکھا ہے اور اسلاطین ۶ و ۷ میں آٹھویں مہینہ کا نام ابل ہے لیکن اس باب میں کہ انکی اصلیت کہاں سے ہے نکتہ چینی متفق اگر انہیں میں جب بابل کی اسیری سے یہودیوں نے تو انہوں نے مہینوں کے یہ نام

جونا سیون اور خال دیون سے پائے تھے اپنے بیان مقرر کیے ایسے بعض ناموں کا ذکر کتب مقدسہ میں ہی آیا ہے۔

۵۔ یہودیوں کے سنہ ہی چار قسم کے ہوتے تھے ایک سنہ اشجاری یہ اس واسطے کہتے تھے کہ اس کے حساب سے یہودی درختوں کے پھلوں کا دسواں حصہ دیا کرتے تھے دوسرے چوپاؤں کا سال حبین دسواں حصہ اوس سال کی پیدائش کو جانور کا دیا کرتے تھے۔ تیسری قسم کا سال معاملات مذہبی کو لئے تھا۔

چوتھی ملکی سال جو تمام ملک فلسطین کے باشندوں میں عموماً مروج تھا دوا آخر کو سال چونکہ یہودیوں میں زیادہ رائج تھے اس واسطے اس کا ذیل میں کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔
(۱) دینی سال ماہ مارچ سال کی اول تاریخ سے شروع ہوتا تھا یعنی یہ وہی وقت ہے جس میں بنی اسرائیل نے مصر سے خروج کیا تھا اس ہی مہینے سے یہودی اپنی عیدوں اور بنا اپنے روٹھ اور انعام کی تاریخ کا حساب لگایا کرتے تھے (ذکر یاہ ۱۷) ذیل کے نقشوں سے یہودیوں کی سال دینی مہینوں کے نام اور ہماری مہینے جو ان کے مقابل ہوتے ہیں معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) نسان یا ابیب	{	جزو ماہ مارچ اور جزو اپریل کے مقابل واقع
نخیاہ ۲ و ۱۱ اور استر		ہوتا تھا۔

۷۳

۳۔ طیار یا زائف (اسلاطین ۱۷) اپریل اور مئی۔

۴۔ سیوان (استر ۱ و ۲) مقابل مئی و جون۔

۴ - تموز (خرقیل ۸ و ۱۴) - جون جولائی -

۵ - اپ - - - - - جولائی اگست -

۶ - ایلول (انجیاء ۱۶ و ۱۵) - اگست اور ستمبر -

۷ - تیسرے یا اتمانم (اسلاطین ۸ و ۲۰) ستمبر اور اکتوبر -

۸ - مارخشتون (اسلاطین ۶ و ۳۸) اکتوبر اور نومبر -

۹ - کیلیو یا چلو {
نومبر اور دسمبر -
اذکریاء و انجیاء (۱۵)

۱۰ - تہت (استر ۱۶) دسمبر اور جنوری -

۱۱ - سبت (ذکریاء ۷) جنوری اور فروری -

۱۲ - آدرغزاه ۶ و ۱۵ {
فروری اور مارچ
استر ۳ و ۷

۳ - ملکی سال - ہمارے ستمبر مہینہ کی پندرہویں سے شروع ہوتا تھا کیونکہ یہ پرانی

روایت تھی کہ دنیا اوسے تاریخ پیدا ہوئی تھی -

اس سنہ سی یہودی اپنے سب یولون کا اور اتوار نامون کا اور لڑکی لڑکون کے

پیدا ہونے اور بادشاہون کی سلطنتون کا حساب لگایا کرتے تھے ذیل کے نقشہ سے

یہودیون کے ملکی مہینون کے نام اور ہاجر مہینے جو انکے مقابل واقع ہوئے ہیں

علوم ہوتے ہیں -

۱ - تیسری مقابل جزو ستمبر کے اور جزو اکتوبر کے -

۲۔ مارخشان	اکتوبر اور نومبر
۳۔ چلو یا کلیو	نومبر اور دسمبر
۴۔ تہٹ	دسمبر اور جنوری
۵۔ سبت	جنوری اور فروری
۶۔ آدر	فروری اور مارچ
۷۔ نسان یا امیب	مارچ اور اپریل
۸۔ طیار یا زیف	اپریل اور مئی
۹۔ سیوان	مئی اور جون
۱۰۔ تھوز	جون اور جولائی
۱۱۔ امیب	جولائی اور اگست
۱۲۔ ال	اگست اور ستمبر

ان ملکی مہینوں میں بعض اب تک فارس میں مروج ہیں۔ چونکہ یہودیوں کے
 مہینے کا حساب چاند کے دکھلائی دینے پر قوت تھا اس واسطے ان کے سالوں کو
 سال قمری کہتے ہیں اور قمری ۳۵۴ دن آٹھ گھنٹوں کا ہوتا ہے اس واسطے شمس سال
 سے اس کی مطابقت دینا ضروری تھا کہ ٹھیک حساب یہودیوں کے عید دن کا معلوم
 ہو جاوے۔ سو اس غرض سے ایک ماہ کامل جسے مرتبہ ضروری ہوتا تھا بڑا دتی
 تھے مگر وہ مہینہ اکثر تیسری برس یا دوسری برس آ کے بڑھتا تھا جیسے ہمارے ملک
 میں لون کا مہینہ ہوتا ہے اور چونکہ یہ لون کا مہینہ سال مذہبی کے آخر بعد ماہ آور

کے پڑتا تھا اس واسطے اسکو دے اور یعنی دوسرا اور کہتے ہیں۔

چھٹے۔ اور قوموں کی طرح یہودی جزو زمانہ کو اسکی کل سے تعبیر کیا کرتے تو خروج

۱۶ اب ۳۵ آیت +

اس بات پر لحاظ کر نے یہی سمت سے ظاہر ہی تھا فافات کتب مقدسہ کے صل ہو جاوین گے

علی الخصوص ہماری خداوند کے جی اوٹھنے کے باب میں جسکا متی ۲۷ و ۲۸ میں اور

مرقس ۸ و ۳۱ میں اسطرح ہے کہ تین دن کے بعد اور متی ۱۷ و ۲۱ اور لوقا ۹ و ۲۲ میں

اسطرح ہے کہ تیسرے روز جی اوٹھا کہ یہ اختلاف نہیں آتا ہے۔ سوائے سنوں مذکورہ کے

اول عبرانی اور بعدہ یہودی اور مشہور سنوں سے بھی اپنے حساب لگانے لگے۔

مثلاً اول آبائی اور مشہور لوگوں کے زمانہ سے اپیدائش ۷ و ۱۰ و ۱۳

دوم مصر کی روانگی سے اور ادن کے قانون کے مقرر کرنے سے خروج ۱۹ و ۱۰

۳ و ۷ گنتی ۱۰ و ۱۱ و ۳۳ و ۳۸ و اسلاطین ۶ و ۱۰

سوم بعد اسکے ہیکل کی تعمیر سے اسلاطین ۹ و ۱۰ و ۲۱ تواریخ ۸ و ۱۰ اور یہود ۱۱ اور

اسرائیل کی بادشاہوں کے سنہ جلوں سے۔

چہارم ابتداء اسیر می بابل سے (ذکر یا ۱۰ و ۳۳ و ۲۱ و ۲۰) بعد رفتہ رفتہ

اونہوں نے ایک ہزار برس تک اختیار کیا۔

پانچویں سلوٹھی کے سنہ کو اس سنہ کو سکائیوں کی کتابوں میں یونانیوں کا

سنہ کر کے لکھا ہے (خیر زمانہ میں) سکائیوں ۱۳ و ۲۲ و ۴۰ و ۶۰ و ۸۰ اونیوں نے

مکابی شہزادوں کے سنوں کے حساب سے انہو حسابوں کا شمار کیا۔ اور جب سے

تاکو جمع کی ہے تب سے دنیا کی پیدائش سے حساب لگاتے ہیں ۵۵

پانچواں باب

اوس مالگذاری اور اون محصولات کے بیان میں
جبکا ذکر کتب مقدسہ میں آیا ہے

۱۔ مالگذاری اور محصولات

اول روانگی مصر کے بعد اسرائیلیوں میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی نیا معاملہ پیش آتا تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق کچھ نقدی دیا کرتے تھے۔ مگر بعد تعمیر بیکل کے یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ جب مردم شماری ہوتی تو ہر واحد از قسم ذکر کو چوبیس برس کی عمر کا یا اوس سے زیادہ عمر کا ہوتا نیم مثقال دنیا پڑتے تھے (خروج ۳۰ و ۳۱ و ۳۲) اسیری بابل سے محنت کے بعد سالانہ خراج ایک ثلث مثقال کا واسطے مصارف بندگی اور عبادت کے بیکل کے لئے مقرر ہوا (نحمیاہ ۱۰ و ۳۴) اور ہمارے منہجی کے وقت میں ہر یہودی کو خواہ فلسطین میں یا کمین اور رہتا ہر سال دو درہم دنیا پڑتے تھے۔ سواری اسکے ہر شخص عورت و مرد اپنی خوشی سے موافق حیثیت کے بطور نذرانہ کے بھی دیا کرتا تھا۔ (مقس ۱۲ و ۴۱ - ۴۲) اور جو رومی سلطنت سے نیم مثقال مقرر می سالانہ محصول کے ادا کرنے کیواسطے یروشلم میں آئے تھے تو اوں کو اوس سکہ سے جو اور ملکوں سے لاتے تھے سکہ مزہبیہ یروشلم کے بدلوانے کے ضرورت پڑتی تھی سو اس غرض کی سہولت

کیواسطے ہیکل کے والوں میں صراف چونکہ پرہیزگار تھے اور تھوڑا سا بٹیکریکری
کا مروج کیا کرتے تھے یہ وہ چوکیاں تھیں جنہیں یہودی بیٹھ کے ناجائز بیوپار کیا کرتے تھے
یسوع مسیح نے انکے تختے اولٹ دیئے تھے (متی ۲۱ و ۱۲)

جب یہودیوں کی نہایت مرفہ حالی کا زمانہ سنا تو موابی اور اوراقوام گرد و نواح کے
یہودی حاکموں کے خراج گزار تھیں مگر بعد کو یہودی اور قوموں کے خراج گزار ہو گئے۔
سکائی شہزادوں کے زمانہ میں کچھ مدت تک یہودیوں کو خراج معاف رہا مگر بعد کو جب
رومیوں نے انکا ملک فتح کیا تو طرح طرح کے محصول اور بار آور پڑ گئے۔
جنکے دعوے تھے اور بڑی دقت سے ہتھوڑے اور یہ وجہ تھی کہ یہودیوں کو محصول
لینے والوں سے عداوت خالص ہو گئی تھی۔ رومی سلطنت کے صوبجات میں رومی
سپاہی محصول تحصیل کرتے تھے اور انکے ماتحتی میں اور لوگ بھی اس کام کیواسطے ہوتے تھے
بعض خاص تحصیلدار کہلاتے تھے جیسا کہ ذکی اسوجہ سے کہ بڑی بڑے اضلاع کا محصول
لینا انکے متعلق تھا بعض چھوٹے چھوٹے مقامات کی تحصیل کے واسطے متعین تھے مٹی
اس اور نے قسم کے محصول لینے والوں میں تھا۔

دوسرے ٹھیکہ جات اور خرید و فروخت عبرانیوں اور نیر مدت پہلے کنعانیوں میں
تھیں دستور تھا کہ جو کوئی چیز بڑی قیمت کی فروخت ہوتی تھی اور اسکی قیمت جو ادائیگی جاتی
تھی وہ شہنشاہ کے دروازے پر کہ وہ جامع عدالت اور گزرگاہ عام لوگوں کا تھا پہنچی
جاتی تھی اور اسکی قیمت ادائیگی جاتی تھی۔

(پیدایش ۲۳ و ۱۶ اور ۲۴ و ۲۵ و ۲۶) رفتہ رفتہ ہاتھ ملانا بطور علامت لطیف

خاطر خرید فردخت کے قرار پایا۔ بدستور ایوب زمانہ میں بھی غیر معلوم تھا (۱۷۱۳) اور سلیمان نے اسکا اکثر ذکر کیا ہے (دیکھو اشال ۶ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ و ۱۶ و ۲۲ و ۲۴ و ۳۴) ابتدا میں دستاویز تحریری اور نسخہ خطی اور تھری جو اس غرض کی ہو گئی ہوتی تھی کہ خرید فردخت برضا ہندی فریقین ہوئے یرمیاہ ۳۲ و ۱۰ و ۱۲ میں اسکا ذکر ہے۔ اور اون وسائل تحریر کی نسبت یرمیاہ نے اسی کو حکم کیا تھا کہ اونکو تہی کر کسی برتن میں رکھ کے زمین کے اندر گاڑ دو تاکہ آئندہ کو شہادت اس امر کی ہو کہ کہ فردخت ہوئی (۱۵ و ۱۶) اسکا کوئی ذکر کہیں صاف صاف نہیں آیا ہے کہ پرانے حساب کتاب کے کاٹنے کا کیا دستور تھا۔ بعض مفسرین کا یہ گمان ہے کہ کلسیون ۲ و ۱۴ میں مقدس یولوس نے کاٹنے کا اشارہ جو کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ یا تو سیاہی ڈالنے یا لکیر کھینچ کے یا ایک کیل اون کے پیچ میں جو رخ دیتے تھے جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ حساب طے ہو گیا ہے لیکن اصل حال یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ثبوت کسی طرح کا نہیں جس سے ایسا نتیجہ نکالا جاوے۔

چھٹا باب

یہودیوں کے معاملات فوجی اور دیگر افواج
مذکورہ کتب مقدمہ کا احوال

۱۔ یہودیوں کے قوانین جنگی کی نسبت کتب مقدمہ میں جا بجا ذکر آئے ہیں انکی

کیفیت تفصیلی جس کسی کو معلوم کرنا منظور ہو تو اس مصنف کی دوسری کتاب میں کہ اس سے بڑی اور صرف اس بیان میں ہے دیکھ لے اس مقام پر صرف چند خاص خاص حالات انتخاب کر کے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں ابتدائی لڑائیاں جنگا ذکر کتب مقدسہ میں ہے بعینہ ابسی ہی تفرقاۃ تین جیسے آجکل بروی عرب کیا کرتے ہیں۔

اسرائیلیوں کی لڑائیاں دو قسم کی تھیں اول تو وہ جو حکم الہی ہوتی تھیں دوسرے وہ جو کسی قومی نقصان و انتظام اور بادشاہ کی عزت قائم کرنے کی واسطے کیجاتی تھیں۔

مصر سے رہائی پانے کے بعد یہودیوں میں یہ دستور ہو گیا کہ بیٹل برس سے پانچاھ سال (بشرطیکہ اس عمر میں کوئی درخوست علیحدگی کی کرتا تو علیحدہ کر دیا جاتا و یقیناً لائق کار ہوتا فوجی خدمت میں رہتا) ضرورت فوجی خدمت اختیار کرنا پڑتی تھی حتیٰ کہ ماہن اور میومی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ (گنتی ۱۳ و ۲۲ و ۲ سموئیل ۲۳ و ۲) اسلاطین ۲ و ۵ (س) جیت

بعضے ملکوں کی فوجوں کا دستور بھی ایسے ہی اونہیں تھا کہ ذریعہ اطلاع پاتے ہی ساری فوج جمع ہو جاتی تھی اور جب کوئی ضرورت اشد یا موقع ایسا آکر پڑتا کہ اونکی قومی عزت میں یعنی اس ساری قوم کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہوتا تو ساری فوج طلب کیجاتی تھی ورنہ منتخب کر کے بلائی جاتی تھی اسطریق سے (جبکہ کتب مقدسہ میں جا بجا ذکر ہے) مینما فوج تھوڑے عرصہ میں ہو گئی۔ بعض اس قسم کے خدمات سے مستثنیٰ بھی تھے اونکے احوال

استثناء ۲ و ۵ و ۱۱ و ۲ (۵) میں آئے ہیں اور جو لوگ بطور افسر کے عبرانی فوجوں میں تھے وہ ایسے ہی تھے جیسے آجکل افسر فوجوں پر ہوتے ہیں فوجی افسروں میں بڑا عمدہ کپتان انواع (۲ اسلاطین ۴ و ۱۳) ہوتا تھا جسکو بڑے اختیارات تھے کہ بعض اوقات

بادشاہ کے برابر ہوتے تھے جیسا مرتبہ اور عزت اور عمدہ کمانڈر انچیف کا ہمارے یہاں ہے ایسے ہی ان افسروں کا سمجھنا چاہیے جب یہودیوں میں سلطنت قائم ہوئی تب ہی سے بادشاہوں کی طرف سے اس قسم کے افسر یک ہزاری اور پانچ ہزاری اور تیس ہزاری مقرر ہوئے (۲ سموئیل ۱۷ اور تواریخ ۲۵) اس قسم کے عمدہ دار پہلے پہل پایہ یا اپنے ادنیٰ سپاہیوں کی طرح اڑنے کو جاتے تھے گرداؤ کے دقتوں میں لوگوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ اس حیثیت سے جنگ کرنے جاویں (۲ سلطین ۱۷ و ۲۱)

سلیمان کے دقتوں سے قبل اسرائیلیوں میں گولڈن کارواج نہ تھا لیکن اور اتنا ام میں تھا کہ استعمال ہوتا تھا اطافنی کے رحمہ کا اونکے یہاں دستور تھا اگرچہ ذکر تو کئی جگہ کتب مقدسہ میں آیا ہے سلیمان کے یہاں بیشک بہت سے رحمہ تھے لیکن کسی جگہ نہیں لکھا ہے کہ اسے کوئی ایسی جنگ کی جسمیں رحمہ لگایا۔ کتب مقدسہ سے اس باب میں بھی نہیں معلوم ہوتا کہ یہودیوں کے کنعان میں آباد ہونے کے بعد کپوڈالنے کا کیا قاعدہ تھا البتہ گنتی ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہودی بیابان میں اقامت گزین ہوئے تھے تو اونھوں نے فیکل مرع کپو ہمایا تھا چاروں طرف تین گروہ ایک ہی جھڈہ کے تین تعین کیئے تھے تاکہ اچھی طرح سے اس ہیکل کا کہ وسط میں تھے محاصرہ ہو جاویں۔ ان چار بڑے کپوڈون اور ہیکل کے بیچ میں اور چھوٹے چوڑے کپوڈا بنوں اور لیویوں کے تھے جو خاص اس ہیکل کی خدمت کیواسطے تھے موسیٰ اور ہارون اور اسکے بیٹوں کا کپوڈیکل سے جانب شرق کو جہان کر اس ہیکل کا یہ

تھا واقع تھا

اس مقام پر ایک نقشہ یعنی پلین اوس کمپو کا مصنف کی بڑی کتاب سے ذیل میں
نقل کیا جاتا ہے تاکہ دیکھنے والوں کو عمرگی اور آراستگی اوس کمپو کی بخوبی معلوم ہو جائے
جب اسرانیلیون کا کمپو بیابان میں بڑا تھا تو موسیٰ نے حفاظت کیواسطے کئی کمپو بنائے
تھے جنکا ذکر استثناء ۲۳ و ۱۰ و ۱۵ میں موجود ہے پہلے عبرانیوں کو فوجی خدمت کی
موض کچھ تنخواہ نہیں ملتی تھی۔ سب سے پہلے کرتی اور فلیپی تنخواہ کے سپاہی
مقرر ہوئے تھے جب سلطنت قائم ہو گئی تو افسروں اور سپاہیوں دونوں کو بادشاہ
کی طرف سے تنخواہ ملا کرتی تھی اور انعامات بھی کار نمایان کے واسطے دیئے جاتے تھے
(دیکھو سموئیل ۱۸ و ۱۱ و یوسع ۱۵ و ۱۶ و سموئیل ۱۸ و ۲۵ اتوا سرخ ۱۱ و ۱۲) مکابوین
زمانہ میں خیر خواہ وطن بینی شمعون نے ہتھیار اور تنخواہ سب اپنے پاس سے سپاہیوں کو دی (مکابوین
۳ و ۴) جیسے یہ قاعدہ ٹھہر گیا کہ تمام سپاہیوں کو تنخواہ ملا کر (لوقا ۱۴ و ۱۳ قرتیون ۹ و ۱۰) کتب مقدسہ
ن اکثریات میں خصوصاً سیاہ ۲ و ۴ و ۱۲ و ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ چند فوجی ۱۰۔ اس سے بھی تھے جنہیں عوامی
تعلیم پاتے تھے یعنی ہتھیار افسر اپنے سپاہیوں کو وہ قواعد جنگی سکھاتے تھے جو اگلے
دفعوں کے غیر قوموں میں مروج تھے دشمن پر حملہ آور ہونے اور اوسکا تعاقب کرنے
کے واسطے کب زخمی بہت عمدہ سمجھی جاتی تھی عبرانیوں میں کوئی خاص فوجی
نمادت نہ تھی اونکا لباس یہ تھا کہ بڑے بڑے ٹیڑھے ڈھیلے کرتے پہنا کرتے تھے جو حرکت کرنے
میں ضرور مانع ہوتے ہونگے لڑائی کی وقت اون کو تون کے دامنون کو کمر سے باندھ
لیا کرتے تھے اور جب لڑائی سے لوٹتے تھے تو کھانڈ لیتے تھے اور ہتھیار مقابلہ اور محافظت کے
میسری ہوتے تھے جیسے اور قوموں میں مروج تھے یعنی لوہا اور پیتل کے ٹکڑے

اس مقام پر ایک نقشہ یعنی لمپن اوس کپو کا مصنف کی بڑی کتاب سے ذیل میں
نقل کیا جاتا ہے تاکہ دیکھنے والوں کو اندازہ ہو سکے اور آراستگی اوس کپو کی بخوبی معلوم ہو جائے

جی

تھ

عوہ

سفر

کی ط

ادب

زمانہ

۱۴۰۰

کی ا

تعلیم پاتے تھے یعنی ہتھیار افسر اپنے سپاہیوں کو وہ قواعد جنگی سکھاتے تھے جو ان کے
وقتوں کے فوجیوں میں مروج تھے دشمن پر حملہ آور ہونے اور اوس کا تعاقب کرنے
کے واسطے کب رفتار سی بہت عمدہ سمجھی جاتی تھی عبرانیوں میں کوئی خاص فوجی
نمادت نہ تھی اور کالیاس یہ تھا کہ بڑی بڑی ٹوپیاں ڈھیلے کرتے پہنا کرتے تھے جو حرکت کرنے
میں ضرور مانع ہوتے ہونگے لڑائی کی وقت اون کو تون کے دامنون کو کمر سے باندھ
لیا کرتے تھے اور جب لڑائی سے لوٹتے تھے تو کمر سے لے لیتے تھے اور ہتھیار مقابلہ اور محافظت کے
ویسے ہی ہوتے تھے جیسے اور قوموں میں مروج تھے یعنی لوہے اور پستیل کے گہرے پستیل

۲۔ سہولتیں ۵ اور ۸ اور ۱۱ اور ۱۶ میں موجود ہے۔

۲۔ رسولون اور انجیل نویسوں کے رازہ میں ملک یہودیہ رو میوں کی حکومت میں تھا جسکے فوج کی چھاونیان اوس ملک کے مختلف مقامات میں تھیں چنانچہ بعد جدید میں رو میوں کی فوجی قواعد کی نسبت کچھ احوال ہے خصوصاً مقدس پولوس کے نوشتوں میں تو خوب مفصل حال اسکا موجود ہے ۱۔ دیکھو فسیون ۱۱۔ ۱۲ (۱) جس میں رو میوں کے بڑے بڑے فوجوں کی بہاری رہیوں کے اخبار کو جدا جدا نام بتا کر نہایت خوبی سے ہدایت کی ہے کہ ایسے ہی سچے عیسائیوں کو روحانی ہتھیاروں سے کمر بستہ اور آواز دہنا چاہیئے ہر رومی سپاہی کیواسطے فرمانبرداری اور پابندی قواعد کا لحاظ رکھنا نہایت ضرور ہوتا تھا طرح طرح کی سختی اور محنت کے کام لئے جاتے تھے انہیں حالات کا ذکر سنی ۱۰۸ و ۱۰۹۔ دوسری طرطاوس ۲ و ۳ و ۴ اور مکاشفات ۳ و ۵ میں آیا ہے اور غالباً اوس دستور کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ وفات پاتے یا خراب چال چلن کے ملزم ہوتے ان کے نام فہرست سپاہیان جنگی سے خارج ہو جاتے تھے اور جو لوگ جنگ میں کار نمایان کرتے تھے انکی عزت بڑھانے کیواسطہ تاج جو اکثر سونے کے ہوتے تھے دیئے جاتے تھے انہیں حالات کی طرف مکاشفات ۲ و ۱۰ یعقوب ۱۲ اور اپیرس ۵ و ۴ اور دوسرا طرطاوس ۴ و ۵ میں اشارہ ہے۔ لیکن سب سے بڑی ناموری فوجی افسر کی صرف اسمیں تھی کہ فتحیابی حاصل کرے جس میں قطع نظر تھا جھگڑوں آلات جنگی اور عمدہ سے عمدہ مال غنیمت کے دشمن سے لے لیتے تھے اور بڑے بڑے سردار یہاں تک حکام اور بادشاہ وقت بھی فتح کی سواری کے آگے آگے رومی کی

کی سڑکوں میں لوگوں کے دکھائے کو پہراتے جاتے تھے اس تشہیر کے بعد مظلوم قیدی
یا تو سخت قید میں ڈال دیے جاتے یا قتل کئے یا غلام کے طور پر فروخت کر ڈالے جاتے
تھے۔ ان حالات کی کیفیت بہت غمگینی سے افریقیوں ۲، ۱۲۰-۱۱۹ اور کلیون
۱۲۰۲ میں مذکور ہے ۵

ساتواں باب

یودیوں اور دیگر اقوام مذکورہ کتب مقدسہ کے
قدیم متکبر مقامات اور تبرکات

قبل اور بعد طوفان کے ہی آبادی کا یہ قاعدہ رہا کہ خدائے قادر مطلق کی عبادت
قرابانگا ہوں کے سامنے اور سپاڑوں پر اور گوشوں اور گلی کو چوں میں کیا کرتے
تھے (پیدائش ۸ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰) یہاں میں جہاں کہ ادنیٰ
جائے سکونت مستقل نہ تھی۔ وہاں ہی ان کے پاس ایک خیمہ روان تھا جس کو
اونہوں نے خدایتعالیٰ کے حکم سے بنایا تھا۔

جب وعدہ کی زمین میں بالاستقلال آباد ہوئے تو خدا نے فرمایا کہ یر و سلم میں ایک
ہیکل تعمیر کیجا جو جسکی داؤد نے بنا ڈالی اور اسکے بیٹے سلیمان نے اوسکی تکمیل کی جب
ہیکل اول برباد ہوئی تو اوسکی جگہ دوسری ہیکل تعمیر ہوئی غرض ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰
اس سے اپنی دعا کا گھر مقرر کیا مئی ۱۲۰۱-۱۲۰۲ اس ہیکل کے سوا اور بھی پرستش کو مقامات
تھے جو اونچی جگہ کہلاتے تھے جنکو یودی خیمہ اور بیت المقدس کے ہیکل کے زمانہ میں

بھی عہد اسیری تک واسطہ عبادت کے استعمال کرتے رہی اور اخیر زمانہ میں خصوصاً بعد
اسیری کے مجمع اور اور مقام جنگو پر ویسوتسی اور بڑی کہتے تھے دعا و بندگی کیواسطہ
مستعمل ہے جنگی مختلف تعمیرات کا کچھ بیان فضول مابعد سے معلوم ہوگا۔

فصل اول خمیہ کے بیان میں

عہد عتیق میں لکھا ہے کہ ہیکل سلیمانی سے پہلے یودیون کے بیان تین خیمے تھے۔
اول وہ خمیہ جسکو موسیٰ نے اپنے واسطہ تعمیر کیا تھا وہ جماعت کا خمیہ کہلاتا تھا۔
(خروج ۳۳ و ۷) بیان لوگ جمع ہوتے اور وہ اون کے مقدمات سنتا تھا اور جو
لوگ خدا کے تلاشی تھے اونکو فراہم کرتا اور شاید یہیں پر امور مذہبی اور مقرر
ہوئے تھے۔ اور دوسرا خمیہ جسکو موسیٰ نے خاص خدا کے نام پر اور اسی کے حکم
سے جزا اس غرض کے لیے کہ آپ بطور شاہ بنی اسرائیل دہان بیٹھ کے حکومت کرو
(خروج ۲۷ و ۳۴ و ۳۵) اور جزا اس غرض کے لیے کہ جسکو خدا سے عرض حاجات کرنا ہو
وہ دہان ہی کیا کرے۔ (۲۶ و ۲۹) یہ خمیہ روانگی مصر سے سال دوم میں ماہ اول کی پہلی
تاریخ نصب کیا گیا تھا۔

تیسرا خمیہ وہ تھا جسکو داؤد نے خاص اپنے شہر میں اوس عہد نامہ کا صندوق رکھنے کے
واسطے بنایا جو اسے عجید دوم کے گھر سے پایا تھا۔ ۲ سموئیل ۶ و ۷ و اتوارتخ ۱۶ اور ۱۷
خمیہ کا حال یہ ہے کہ وہ دراصل بنبرہ خمیہ روان کے تھا اور اس حکمت سے بنایا گیا کہ
سب پرزی پرزی کر کے جمع کر رکھتے تھے اور اس طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ میں لے

مین آبانی ہوتی تھی۔ اس خیمہ کا سامان لوگوں نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق دیا تھا
خروج باب ۲۵ اور ۳۴ میں اسکی خوب تفصیل ہے۔ اس خیمہ کی صورت یہ تھی کہ اول ایک
گھر ہمارے آجکل کے خیموں کی طرح بنا تھا مگر بڑا بہت تھا اور دوسرے اوسکے چاروں طرف
بہت بڑا صحن تھا خروج ۲۵۔ ۳۴ باب اور یہ باب میں اوسکے سب کمروں وغیرہ کا
مفصل ذکر ہے +

۱۔ خاص خیمہ بمثل ستیل تین ہاتھ طول اور دس ہاتھ عرض اور ارتفاع
میں تھا۔ کل اڑتالیس تختے یعنی اجزائے وہ بنا تھا ہر تختہ ڈیڑھ ہاتھ عرض میں اور
دس ہاتھ اونچائی میں تھا اور اوسکی چیت ہموار تختوں کی تھی۔ اوسکے اندر بہت
بیش قیمت کارچوبلی نفیس لعل کا پردہ تھا جسکے سبب سے دو علیحدہ کمرے ہو گئے
تھے ایک کو پاک جگہ اور دوسرے کو قدس الاقداس کہتے تھے۔ پاک جگہ میں
ایک قربانگاہ سو نہری تھی جس میں خوشبو ملاتے تھے اور نظر کی روٹیوں کی میز پر پارہ
روٹیاں رکھی رہتی تھیں اور ایک سونے کے چراغ ان بہت بڑی جہین سات
بتیان تھیں رکھی رہتی تھی سوائے کاتھنوں کے اور کسی کو اوسکے اندر جانے کی
اجازت نہ تھی۔ دوسرے مقام یعنی قدس الاقداس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اوس خیمہ
میں نہایت پاک جگہ وہی سمجھی جاتی تھی اور سوائے سردار کاہن کے اور کوئی اندر
جانے کا مجاز نہ تھا اوس میں وہ صندوق رکھا رہتا تھا جسکو خروج ۲۵ و ۲۶ میں
عبدالنامہ کا صندوق کہہ کے لکھا ہے اور یوحنا ۳۱ و ۳۲ میں عہد کا صندوق لکھا ہے
عبدالنامہ کا صندوق ایک چوٹا سا صندوق شیشہ کی لکڑی کا بنا ہوا سونا اور کواپر

جڑا ہوا تھا اور سین شریعت کی دو تختیاں کہ یہودیوں کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 ٹوٹی بھی تھیں اور ساری بھی تھیں اور ایک من کا برتن اور عصائے ہارونی جسمیں کیا
 تھیں کہتا تھا۔ (عبرانیوں ۹ و ۴) اور صندوق کا ڈبک سونے کا تھا اور سکو
 کفارہ کا سرپوش کہتے تھے اور اسکے دونوں سروں پر دو کروبی یعنی اونکی تصویریں تھیں
 یہ امر اس وقت میں دریافت کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ کس شکل کی تھی دونوں کروبی ایک
 دوسرے کے مقابل اپنے بازو پھیلائے ہوئے کفارہ کے سرپوش کے سارے محیط پر مٹھی
 تھے کفارہ کے سرپوش کے وسط پر جا کر دونوں ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ یہاں ہی پر
 سکینہ یعنی خدا کی حضوری رہا کرتی تھی اور وہ بادل کی شکل میں ہو کر لوگوں کو دکھائی دیتی
 (احبار ۱۶ و ۲) یہاں ہی پر خداوند اپنے لوگوں کو مصیب آواز سے طرح طرح کے
 ہدایات کیا کرتا تھا خروج ۲۵ و ۲۶ گنتی ۹ و ۹، اس معنی کر کہ تہ مقدسہ میں اکثر جگہ
 آئے ہیں کہ خداوند کرہ بن کے درمیان رہا کرتا ہے ۲ سلاطین ۱۹ و ۱۵ زبور ۱۰۰ (۱)
 ۲۔ اور اس خیمہ کے آس پاس ستھیل صحن تھا اور اس اسرائیلیوں کے کپڑوں اور اس
 صحن کے بیچ میں حد فاصل ایک پردہ رہتا تھا۔

کاہن اور خدمت گزار اسکے اندر جاسکتے تھے جو لوگ قربانیان چڑھانے آتے تھے وہ
 دروازہ پر کھڑے رہتے تھے اور اسکے سامنے پتیل کی بڑی قرباگاہ سوختنی قربانی کے
 واسطے بنی تھی۔ اور اس صحن کے وسط میں بہت بڑا پتیل کا برتن جسے پتیل گلگن
 کہتے ہیں رکھا تھا تا جسمیں کاہن مذہبی کام کرنے سے قبل ہاتھ پاؤں دھو کر تھے
 چونکہ وہ خیمہ اس طرز کا تھا کہ اس کے پُرنے پر زمری علیحدہ کر کے ایک جگہ اکٹھا

کر کے رکھ سکتے تھے اس واسطے وہ ہمیشہ اس وقت تک کہ اسرائیل کنعان میں پھونچ نہیں گئے ان کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔

جب کنعان میں پھونچے تو اول اسے گلگال پر اور بعدہ سیلا کے قریب نصب کیا فلسطیوں کے قبضہ سے جنھوں نے اسے اپنی ایک بُت کے مندر میں رکھا تھا جس کا نام سمونیل ۴ اور ۱۱ اور ۵ و ۶ میں ہے اس کے چٹرانے کے بعد گلیاک نبو دالے اینداب کی تحویل میں پیش برس تک رہا اس کے بعد تین مہینے عبید دوم کے گھر میں رہا اسے داؤد اسے بڑی احتیاط سے شہر یروسلم کے اس حصہ میں لے آیا جسے داؤد کا شہر کہتے تھے۔ (۲ سمونیل ۶ و ۷ اور تاریخ ۵ اور ۲۵ و ۱۶ و ۱۷) وہاں وہ اس عمر تک رہا کہ ہیکل سلیمانی میں رکھا گیا گریچ مین وہاں سے بھی اٹھ گیا تا تو دیندار بادشاہ یوسیاہ کے حکم سے پھر اسی ہیکل سلیمانی میں رکھا گیا (۲ تاریخ ۳۵ و ۳۶) لوگوں کا گمان ہے کہ جب نبوکدنذر نے یروسلم کو تباہ کیا تو وہ خیمہ بھی برباد ہو گیا۔

فصل دوسری

ہیکل کا بیان

ہیان پر سونے کے جہاز کے جسمین سات چراغدان کتب مقدسہ میں دو ہیکلون کا ذکر ہے اول وہ ہیکل جس کو سلیمان نے بنوایا تھا دوسرے وہ جو بعد اسیری کے تعمیر ہوئے۔

۱۔ پہلے ہیکل وہ ہے جو سلیمان کے نام سے مشہور ہوا اس کا بہت سامان اڑا

کی وفات سے پہلے مٹیا ہو گیا تھا مگر وہ عمارت اس کے بیٹے سلیمان نے بنوائی۔ یہ سیکل
کوہ سوز یا پر جو سلسلہ کوہی کے ایک چوٹی کا نام ہے جسے کتب مقدسہ میں جیون کر کے
لکھا ہے واقعہ جو (زبور ۱۳۲ و ۱۳۵ و ۱۳۷) جسکو ارونا یووسی سے مول لیا تھا (۲ سموئیل
۲۴ و ۲۳-۲۴ و ۲۵) تاریخ ۲۱ و ۲۵) اس سیکل کا نقشہ بعینہ خمیہ کی مانند تھا فرق صرف
اس قدر تھا کہ سیکل اس سے وسعت و فصاحت میں بہت زیادہ تھی۔ بڑی سنجیدگی
سے سلیمان نے اس سیکل کو (خدا کے واسطے) مخصوص کیا تھا۔ بہت مصنفوں نے
کوششیں کیں کہ اس سیکل کی کیفیت تفصیلی یعنی کل کرون اور ساخت اور لگاتار
اور سائے وغیرہ کی بابت لکھی اور بہتوں نے لکھا ہی ہے مگر ایسے کوئی مصنف نہیں
ہے جو اس کیفیت کو بالاتفاق بیان کرتے ہوں یعنی کوئی کچھ لکھتا ہے اور کوئی
کچھ مواضع میں نے قصداً اس بیان کو اس جگہ چھوڑ دیا ہے۔ تین سو تیس یا چوبیس
برس اس سیکل کی رونق اور شان و شوکت بدستور ہی بعدہ شیشا کی شاہ مصر نے
یروسلم کو برباد کر ڈالا اور اس سیکل کا سارا خرنیہ نکال لیگیا۔ پھر اخیر میں خالد بن
نے بنو کہ نظر کے عہد میں ۳۴۱۶ برس پیدائش دنیا میں یعنی ۵۰۴ برس قبل از طلوع
مسح کے اسے برباد کیا (۲ سلاطین ۲۵ و ۱۳ و ۱۵ و ۲۱ و ۲۲ تاریخ ۳۶ و ۱۷-۲۱)
دوسرے بعد اسیری کے زرو بابل نے پُرانی سیکل کی کھنڈرون کو پر درست
کیا یعنی سیکل بنوائی مگر یہ سیکل خوبصورتی اور شان و شوکت میں پہلے سیکل کی
پانچ کی برابر نہ تھی جیسا کہ اون عمر رسیدہ آدمیوں نے جنہوں نے پہلی سیکل کو
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا رورو کے بیان کیا ہے (عزرا ۳ و ۱۲)

اوس دوسری ہیکل کو بھی انیشوکس اپنی فیس کے حکم سے اوسکے لوگوں نے ناپاک کیا
 ۳۸۰۰ دنیا کی پیدائش اور ۶۳ برس قبل از ولادت مسیح) اور روزانہ قربانی بند کر دی
 اور سوختنی قربانیوں کی قربانگاہ پر جو پٹرالمپس کی مورت رکھوائی۔ تین برس
 کامل یہی حال اوس ہیکل کا رہا (مکابوں ۱۲) آخر کو یو داس مکابوں نے
 اوسکے قبضہ سے چھوڑا کر پاک و درست کیا اور روزانہ قربانیاں اور عبادت جھ
 جاری کر دی (۳۸۴) برس پیدائش دنیا اور ۱۶۰ برس قبل از ولادت مسیح) ہمارا
 سنجی نے پیدا ہونے سے چند سال پیشتر ہیکل ثانی کی مرمت اور درستی یعنی دوبارہ تعمیر
 ہیرودیس اعظم نے کرائی کیونکہ پانسو برس گزرنے سے اوسکی عمارت بوسیدہ ہوئی
 تھی۔ ہیرودیس اعظم نے نو برس کامل اٹھارہ ہزار آدمیوں سے اوسکی مدد جاری
 رکھی اور حتی الامکان اوسکے صرف میں دریغ نہیں کیا تاکہ تمام روئے زمین کی تمام
 چیزوں سے شان و شوکت خوبصورتی اور رونق میں اگر زیادہ نہیں تو کم نہ ہو۔
 اگرچہ ہیرودیس نے عرصہ نو برس میں اپنے ارادے کے موافق اوسکی تکمیل کر دی
 تھی مگر یہودی اوسکو آراستہ کرتے اور وسعت دیتے یہ ہیکل کے متعلق جو روئے جمع
 تھا اوس سے انہوں نے اس پاس کے مکان بنائے تاکہ انہیں اس کہنے کی
 گنجائش ہو جائے کہ ہماری ہیکل چھالیس برس میں بن پائی ہے (یوحنا ۲ و ۲۰)
 ہیکل ثانی جسے دراصل زرد بابل نے بنوایا تھا اور ہیرودیس اعظم نے اوسکی بہر مرمت کی تھی ہیکل سلیمانی
 سو بہت باتوں میں مختلف تھی اگرچہ چند امور میں موافق ہی تھی ہیکل سلیمانی ہیکل ثانی سے بہت رونق دار
 اور عظیم الشان تھی ہیکل ثانی میں پانچ چیزوں کی کمی تھی جو اول کے عظمیٰ کا خاص باعث تھیں

یعنی صندوق اور کفارہ کا سرلوپش اور سکینہ یعنی قدس الاقداس میں قربت الہی اور
 قربانگاہ پر کی مقدس آگ جو پہلے آسمان کی آگ سے سکائی گئی تھی اور یورم اور تمم
 اور نبوت کی روح مگر بیکل ثانی اول سے جاہ و جلال میں برتر تھی کیونکہ اسے
 ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنے قدوم سمیت ازوم سے مشرف کیا جیسا کہ حجتی نبی
 نے پیش خبری دی تھی (حمی ۲-۹) یہ دونوں پہلکین بڑی سخت چٹان پر تعمیر ہوئی
 تھیں اور چاروں طرف پہاڑ کی چوٹیوں سے گہری تنہیں اور بہت بڑی صرف اور
 کوشش سے اسکی بنیاد رکھی گئی تھی اسکی دیوار خاص کر جنوب کی جانب بہت اونچی
 تھی شیب کی جگہوں میں تین سو ہاتھ یعنی چار سو پچاس فیٹ بلند تھی اور بعض جگہ
 اس سے بھی زیادہ تھی۔ سفید سخت اور بہت بڑی بڑے پتھر دن سے وہ عظیم شان
 ستون بناتا۔ وہ خاص مقام حکونیکل کہنا چاہیے فقط توڑی جگہ میں کوہ مویا
 پر واقع ہے اور اوسمیں ایک حجرہ اور ایک مقدس اور قدس الاقداس داخل
 ہے اس کے چاروں طرف بہت بڑا صحن ہے جو نصف میل مربع جگہ میں ہوگا۔
 اس کے جانے کے واسطے دروازے میں نجد اون کے ایک کانام خوبصورت دروازہ
 ہے اعمال ۳ و ۲ میں دیکھ لیجئے جو سب دروازوں سے اچھا اور قیمتی ہے۔
 قرنتہ کے پتیل کا بننا ہے جو قدیم وقون میں بہت قیمتی متعذر تھا۔ پہا بابر کا دروازہ
 جو غیر قوموں کا دلائل کھاتا تھا۔ کیونکہ اس سے آگے بڑھنے کی اجازت
 نہ تھی اس مقام پر بازار لگتا تھا جس میں خوشبو کی چیزیں اور نمک اور جانور اور
 اشیاء جو یہودیوں کو قربانی کے واسطے درکار ہوتی تھیں فروخت ہوا کرتی تھیں

اور بیان ہی پر صراف ہی بیٹھا کرتے تھے (ستی ۲۱ و ۲۲ و ۳ اور قس ۹ و ۱۵-۱۷)
 اس دالان کے آس پاس بہت سے حجرے بنے تھے جنہیں سے ایک حجرہ حجرہ سلیمانی کے
 نام سے مشہور تھا (یو حنا ۱۰ و ۲۳ و اعمال ۳-۱) جنوب و شرق جانب اس حجرے کے
 گمان کرتے ہیں کہ وہی مقام ہے جہاں شیطان نے مسیح کو آزمایا تھا اور کہا تھا کہ آپ کو
 گرا دے (ستی ۴ و ۵)

غیر قوتوں کے دالان کے اندر اسرائیلیوں کے دالان واقع تھے جسکے دو حصے تھے
 باہر والا دالان عورتوں کا تھا اور اندر والا دالان مردوں کے لیے مخصوص تھا۔
 عورتوں کے دالان اور غیر قوم کے دالان کے بیچ مین ایک چوٹی سی تہر کی دیوار تھی
 وہ دیوار بہت عمدہ بنی تھی اور اسکے اوپر یونانی اور لاطینی مین لکھا تھا کہ کوئی اجنبی
 آدمی اندر یعنی مقدس جگہ مین نہیں جاسکتا ہے مقدس پولوس نے افسیوں ۲ و ۱۳-۱۴
 ۱۴ مین اس دیوار کا ذکر کیا ہے *

اس دالان مین خزانہ رہتا تھا جسکا ذکر قس ۱۲ و ۱۴ اور یو حنا ۷ مین موجود
 ہے۔ عورتوں کا دالان غیر قوم کی دالان کی نسبت بندی پر تھا مردوں کے دالان
 مین جلنے کے لیے پندرہ سیڑھیوں کی چڑھاٹی تھی اور مردوں کے دالان او سے
 اسوج سے کہتے تھے کہ اسرائیل مردوں کی عبادت کے واسطے بنایا گیا تھا ان مردوں
 دالانوں کو مجموعاً اسرائیلیوں کا دالان کہتے تھے جس مین اسرائیل اپنے گناہ کی معافی کی
 واسطے علیحدہ علیحدہ ہو کر دعائیں مانگا کرتے تھے اور ذکر یاہوشبوع مین چڑھایا کرتا تھا
 (یو حنا ۱۰) اسرائیلیوں کے دالان کے آگے کامنوں کا دالان تھا اور مین سو آگے

اونکے اور کوئی نہیں جاسکتا تھا اور وہاں سے ہیکل تک بارہ سٹڈھیون کی چڑبائی تھی۔ خاص ہیکل میں صرف تین مقام یعنی ایک حجرہ دوسرا مقدس تیسرا قدس الاقدس حجرہ میں نفیس ہرئی اور منتون کی چیزیں پر نیز گارون کی طرف سے نہایت سنگی سے آویزان کچا قی تہین (لوقا ۲۱ و ۵) اس قسم کے چڑھاوے بت پرستوں کو مندرجہ بھی ہوا کرتے تھے۔ اس حجرے کے بعد۔

۲۔ مقدس تھا اس مقدس اور قدس الاقداس کے پیچ میں دو پردے پڑے رہتے تھے جنکی نسبت لوگوں کی اسے ہے کہ جب ہمارا بچی مسیح مصلوب ہوا تھا تو پردہ پھٹ کر دو ہو گئے تھے۔ جس سے مراد یہ تھی کہ اب آئندہ کو یہودیوں اور غیر قوتوں میں امتیاز نہیں رہے گا اور سردار کاہنوں کے حقوق اور سب آدمیوں کو بچو بچیں گے جو خدا کے فضل کے تحت پر بڑی شان عیسیٰ عیسیٰ کے وسیلہ رسائی حاصل کرینگے (عبرانیوں ۱۰) (۱۹ و ۲۲) اور یہ مقدس اس خیمہ کی جگہ سے یعنی نہ مطابقت رکھتا تھا اس میں سونے کی ایک شمعدان اور خوشبودن کی قربانگاہ اور مدرکی روٹیوں کی میز رکھی تھی۔ روٹیوں کی میز اسے اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ حسب تعداد فرقون بنی اسرائیل کے بارہ روٹیاں رکھی رہتی تھیں عبرانی میں محبوبا اور روٹیوں کو چہرون کی روٹیاں کہتے ہیں اس واسطے کہ ہر روٹی مربع ہوتی تھی اور اس کے چاروں طرف چار رخ ہوتے تھے

۳۔ قدس الاقداس میں اتنے مربع جگہ میں تھا اس کے اندر سوا سردار کاہنوں کے اور کوئی نہیں جاسکتا تھا اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ کفارہ کے بڑے دن کو جاتے تھے (خروج ۳۰ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰)

اس عظیم الشان بکلی کو جسکی یہودی کمال ہی عظیم کیا کرتے تھے سنہ ۷۰۳ء میں پیدائش دنیا
میں یعنی سنہ عیسوی میں اسی مہینے اور اسی تاریخ ص ۱۰ تا ۱۲ میل سلیمانی کو بابل و بون
نے مساکر کرادیا تھا بالکل گرا دیا ۔

فصل تیسری

یہودیوں کی اونچی جگہوں اور عبادت خانوں کا بیان

(۱) اونچی جگہیں جگہ عمدتاً تین میں جایا ذکر آیا ہے خدا کی عبادت کیو اسٹے راستون
اور جنگلون میں اور پہاڑوں پر بنائی جاتی تھیں اول اس قسم کی عبادت کا ہنر گونا
نے بنوائی تھیں بعدہ بت پرست ہی ایسے ہی بنوانے لگے جنھوں نے طرح طرح کا
نما پاک کام جادو ٹوٹے عمل عملیات وغیرہ انھیں بیٹھ بیٹھ کر ناشروع کیے۔ چونکہ
کٹانی جنگل درمیان اسرائیل رہتے تھے عادی بت پرستی کے تھے اور اسی قسم
کے مکان بنوا کر بت پرستی کیا کرتے تھے سو اسٹریہ حکم ہوا کہ سو اسے اس مقام کے
خدا نے مقرر کیا ہو اور کسی اونچی جگہ میں قربانیاں نہ چڑھائی جاویں ۔

اسی سبب سے یہودی بادشاہوں اور عوام الناس کو بھی کتاب سلاطین اور
تواریخ میں بار بار ممانعت ہر کہیں قربانیاں چڑھانے کی آئی ہے ۔ اور حقیقت میں
بعض دیندار بادشاہوں نے مخصوص پوشیاہ نے (اور جنگلون میں) قربانیاں چڑھانا
قطعاً ترک کر دیں ۔ چنانچہ بعد زمانہ پوشیاہ کے کتب مقدسہ میں قربانیوں کا ذکر
کہیں نہیں آیا ہے ۔

۲۔ ہر چند عام عبادت کی اجازت سوائے مقررہ جگہ کے اور کہیں نہیں تھی تاہم کتب مقدسہ میں ایسے بہت مقامات کا ذکر پایا جاتا ہے جو خانگی عبادت کے واسطے بنائے گئے تھے ایسے مقامات کو آرٹری کہتے تھے۔

وہ مقام بھی جہاں ہماری خداوند نے تمام رات دعا مانگی تھی پہاڑ پر واقع تھا اور یوں ۶ و ۱۲ میں بھی اوسکا ترجمہ پہاڑ ہی چاہیے (اس سے غالب یہ ہے کہ اونچی جگہ ایسے ہی مقامات کی نسبت لکھا ہے جو یہودی غیر قوموں میں رہتے تھے اونکا قاعدہ تھا کہ ایسے بلند دریا کے یا سمندر کے کنارہ پر یا کسی محفوظ جگہ میں بناتے تھے چنانچہ مقام فلپی کا وہ آرٹری یعنی عبادت گاہ جہاں کہ خداوند نے لڑی نام ایک عورت کا دل کھولا تھا کہ پولوس کی باتوں پر جی لگایا دریا کے کنارہ واقع تھا (اعمال ۱۶ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵) دریا کے کنارہ پر بنانے کی یہ وجہ بھی تھی کہ یہودیوں کی عادت تھی کہ غل کر کے دعا مانگتے تھے +

فصل چہارم

یہودیوں کے مجموعہ کا ذکر

ایسے مجموعہ میں یہودی دعا مانگنے اور کتب مقدسہ کے پڑھنے اور سننے اور اور ہر بات کیواسطے جمع ہوا کرتے تھے۔ اگرچہ عہد جدید کی تواریخی کتب میں ایسے عبادت خانوں کا اکثر جگہ ذکر آیا ہے لیکن انکی اصلیت اتنی طرح معلوم نہیں ہوتی ہے بلکہ اکثر علما کی یہ رائے ہے کہ ایسے عبادت خانے حال کے ایجاد ہیں۔ مکابوں کے عہد میں ان

عبادتخانوں کی ایسی کثرت تھی کہ ملک یہودیہ میں جا بجا بنے تھے۔ یہاں پر صاحب کہتے ہیں کہ جہاں کہیں کچھ یہودی رہتے وہاں عبادت خانہ ضرور بناتے تھے۔

رومیوں کے محاصرہ کے پیشتر صرف یروشلم میں چار سو اسی عبادتخانوں سے کم نہ تھے۔ تاریخ انجیل میں لکھا ہے کہ جہاں یہودی رہتے تھے وہاں وہ یہود عبادتخانوں کے طرز پر کوئی عبادتخانہ ضرور بناتے تھے۔

اسکا کچھ حال نہیں معلوم کہ کس خاص صورت پر وہ عبادتخانے بنائے جاتے تھے جیسا جھکا دل چاہتا تھا بنا لیتا تھا۔ مگر ان عبادتخانوں کے افسر ہوتے تھے جنکا کارعلقہ اس امر کی نگرانی تھی کہ لوگ عبادت کرتے آتے ہیں یا نہیں اول قسم اوس قسم کے افسروں کی عبادتخانے کے سردار تھے (لوقا ۱۳ و ۱۴ اور مرقس ۵ و ۶) ان سرداروں کی اجازت سے لوگ واعظ مقرر ہوتے تھے اور تمام جماعت متعلقہ عبادت خانوں کا انصرام ان کے تعلق تھا دوسرے عبادت خانے کے سردار کے ماتحت ایک اور افسر ہوتا تھا جو ساری جماعت کی طرف سے خدا کے حضور دعا کیا کرتا تھا اوس شخص کو عبرانی میں سیلیاخ زبور یعنی جماعت کا فرشتہ کہتے تھے کیونکہ وہ بطور ایچی کے سب اوگوں کی طرف سے خدا سے عکلام ہوتا تھا اس معنی کے مکاشفات ۲ و ۳ میں جماعت ایشیائی کے خادم الدینون کو فرشتہ کے لکھا ہے +

تیسرے قسم عبادتخانہ کے افسروں کی خزن ہوتے تھے جنکا مرتبہ سیلیاخ زبور کے مرتبہ سے کمتر سمجھا جاتا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہی افسر کی نسبت لوقا ۴ و ۵

میں لفظ خادم کا استعمال کیا ہے۔ جسکی تحویل میں مذہبی کتابیں رہتی تھیں اور یہ خدمت
 بھی اسی کی متعلق تھی کہ جن لوگوں کو ضرورت ہوتی تھی اس کے ہاتھوں میں کتاب پڑھنا
 اور پیراؤں سے لیکر مقررہ جگہ پر رکھ دینا تھا۔ عبادت خانوں میں تین قسم کی عبادت
 ہوا کرتی تھی۔ دعا مانگنا کتب مقدسہ کا پڑھنا اور اسکی شرح کرنا اول دعا تھی بعض
 علماء کی راسخ یہ ہے کہ یہودیوں کے بیان مقررہ دعائیں جتنی تھیں جیسے سب طریق
 دعا کرنے کے منضبط تھے۔ حال کے یہودیوں میں اٹھارہ دعائیں اگلے وقتوں کی
 ستر تھیں لیکن کوئی اونچین یسوع مسیح کے وقت کی بھی نہیں معلوم ہوتی ہے۔
 (۲) ایسے کتب مقدسہ کے پڑھنے میں آسانی ہو شریعت کو دفعت پر اور انبیاء کو
 حصص پر تقسیم کیا تھا۔

(۳) اخیر خدمت بندگی کی جماعت کی یہ تھی کہ کتب مقدسہ کی تفسیر کرتے اور لوگوں
 اسکا مطلب سمجھاتے یعنی وعظ کرتے تھے۔ پہلا کام یعنی تفسیر کتب مقدسہ کی پڑھنے
 وقت گرتے جاتے تھے اور شریعت کتاب الانبیاء کے پڑھنے کے بعد اسکا وعظ
 سناتے تھے لوقا ۴ و ۱۵۔ ۲ مسیح کی وقت میں جو طریقہ جماعت کی بندگی کا تھا
 اسکا بیان ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسیح یہودیوں کو دونوں طریقوں مذکورہ پر
 تعلیم دیتا تھا۔ آیات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یسوع مسیح اپنی شہزادہ میں آیا
 تو لوگوں نے بطور شریک جماعت کے اسے بدین غرض بلایا کہ اس روز کا سبق
 کتاب الانبیاء جو تھا اسے پڑ کر سناؤ۔ چنانچہ کیا دن سبق یعنی اسیعیاہ ۴۱ باب کے
 پہلی آیت سے مسیح نے اس روز شروع کیا تھا۔ اور کمال تعظیم سے ہوا فن دستور

کے بطور قائم مقام خادم الدین کے خدا کا کلام پڑھنے کھڑا ہوا تھا اور اس اول
جسپر کتاب اون وقتوں کی دستور کے موافق لکھے تھے کہ کو تمار با (لوقام وءا) تھا
کہ اس سبق پر پھونچا جو اس روز کی واسطے مقرر تھا اور اس سبق کو پڑھ کر پھر اس
نے بند کر دیا (آیت ۱۰) اور جس شخص کے متعلق اس کتاب کی حفاظت رکھنے
کی تھی اس کے حوالہ کر دیا ۔

اور پھر بیٹھ کر یہودیوں کے طور و طریق کے موافق اون آیات کے جو پڑھ چکا
شرح کی ۔ اگلے وقتوں میں یہ دستور تھا کہ دفتیون پر یا مشی یا لسی نرم چیز پر جو
اس کے مناسب ہوتی کتابین لکھ کر ڈنڈے پر لپیٹ دیتے اور جو بہت بڑی لہنی ہوتی
تو دو ڈنڈوں پر لپیٹ دیتے تھے ۔ جو لوگ کسی مشہور جرم کے مرتکب ہوتے
یا کسی طرح سے نالائق تصور کیے جاتے تھے وہ جماعت سے خارج کیے جاتے
یعنی جماعت کی دعا و بندگی اور دیگر مذہبی امور میں جماعت کی شرکت سے علیحدہ
کر دیے جاتے تھے اور اون کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جاتا تھا جیسے
غیر قوموں کے ساتھ اور یہودی مذہب کے کسی فائدہ سے ایسے خارج شدہ کو
ستفید نہیں ہو سکتے تھے ۔

حاصل یہ ہے کہ بہت سخت ذلت اور ٹھانا پڑتی تھی ۔

آٹھواں باب

بزرگون کا تذکرہ

فصل اول

یہودی جماعت اور اسکے شرکاء کے بیان میں

چونکہ قادیان مطلق مذکار شتہ اونکے ساتھ یہ تھا کہ اونکے ساتھ عمد باندہا تھا
 اسوجہ سے کل یہودیوں کو کتب مقدسہ میں جا بجا پاک لوگ کر کے لکھا ہے اور شمعون
 نے بھی چونکہ پیدائش سے یہودی تھا (اگرچہ اونکی تصنیفات یونانی میں ہوئی)
 عمد عتیق کے اس فقرہ کو عیسائیوں کی نسبت بدین غرض استعمال کیا ہے کہ انکے
 خدا کی محبت کی عظمت کا اندازہ اس اعتبار سے معلوم ہو جاوے کہ اونکے
 خاطر مسیح بھیجا اول شریک یہودی جماعت کے ابرہیم و اسحاق اور یعقوب کی عین
 اولاد اور وارث گذرے جنھوں نے یہودی مذہب اختیار کیا اور جہاں کہیں
 رہے قومی زبان بولتے رہے بلکہ فلپین و وہ میں مقدس پولوس نے عیسائیوں
 کا ماحول تاکہ اولن لوگوں سے پہلے باب میں صرف ایک یہودی ہوتا تھا خواہ مان
 یا باب اور یونانیوں میں رہتے اور اونکی زبان بولتے تھے جیسا کہ (طحاؤس و
 اعمال ۱۶) میں بتایا ہو جاوے مگر جو لوگ یہودیوں کے مذہبی دستور و ن کی
 پابندی کرتے تھے اونکو بھی یہودی لوگ اپنے زمرہ سے خارج نہیں شمار کرتے

تنگ اس وجہ سے غیر قوم کے لوگ بھی یہودیوں کے مذہب میں داخل ہو جاتے تھے
 ایسے ہی لوگوں کو مسافر اور اجنبی اور وار و حال کر کے کتب مقدسہ میں اکثر لکھا جاتا
 ہے یعنی آزاد یہودی جنکا ذکر اعمال ۶ و ۹ میں کیا ہے اور یہودیوں کی اولاد کو
 کہتے تھے جو اسیر بنکر بد فعات ملک اطالیہ کو گئے تھے مگر بعد کو آزاد ہو کر وہاں سے
 چلے آئے تھے۔ دیندار اور خدا ترس آدمی جنکا عہد جدید میں انجیل ذکر کیا ہے غیر قوم
 کے لوگ ہوتے تھے جو اگرچہ اس لائق تھے کہ یہودیوں کی جماعت میں داخل
 ہوتے مگر بت پرستوں کی بنسبت خدا شناسی میں بہت بہتر اور بعض امور میں
 یہودی مذہب کے پیرو تھے اس قسم کے آدمیوں میں سے قزلیو کس صوبہ دار
 تھا۔ (اعمال ۱۰) اس قسم کے تمام لوگ باستان داخیر قسم کے لوگوں کے یہودی
 جماعت میں اور عبادت میں شریک ہوتے اور شریعت موسوی اور دیگر کتب الہامی
 پر چلتے (یا کم سے یہ کہتے تھے کہ ہم اس پر چلتے ہیں) مگر بغیر ختنہ کے کوئی شخص یہودیوں
 کے امور مذہبی میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ اور ختنہ جسے فریڈکا پیدا ہوتا اور سکے
 آٹھویں روز کیا جاتا اور اسی روز اسکا نام بھی رکھا جاتا۔ پیدائش ۱۲ اور ۱۱ اور ۱۰
 اور ۹ اور ۸ اور ۷ اور ۶ اور ۵ اور ۴ اور ۳ اور ۲ اور ۱۔ جو کوئی غیر قوم کا آدمی یہودیوں کے مذہب میں داخل ہونا چاہتا
 اور انکو اول تین رسموں کا ادا کرنا ضرور ہوتا تھا یعنی ختنہ کرنا اور اصطباغ لینا اور
 قربانی کرنا۔

سوا ختنہ کے اور سب دستورین عورت بھی جو داخل مذہب ہونا چاہتی برابر تھی۔ اور سب یہودیوں
 یہ خیال تھا کہ جو کوئی ان رسموں کو اچھی طرح کرتا اور سکونچے کی طرح معصوم جانتے تھے

فصل دوسری

ہیکل کے خادموں اور اوربزرگوں کے بیان میں
 جب یہودیوں کی سلطنت قائم ہوئی تو بجائے بنی اسرائیل کے پہلو ٹون کے
 لیوی کا خاندان خدا کے کام کی واسطے مخصوص ہوا معاملات دنیاوی سے اون کو
 کچھ پردہ کا تھا مگر عمدہ کمانت صرف ہارون کے خاندان میں رہا اور اس خاندان کے باقی لوگ
 ہیکل کے اونی کاموں پر مامور تھے یا تاک کہ کل کاہن لیوی ہوتے تھے لیکن کل لیوی کاہن نہیں ہوتے
 دراصل لادیون کا گروہ تین خادمان یعنی حر سوم قہات اور مراری پر منقسم تھا۔ اول
 تواریخ ۶ و ۱۶ وغیرہ) لیکن بعدہ داؤد نے اونہیں چاہی تقسیم کیا (تواریخ ۲۳) اون کا
 خاص کام کاہنوں کی خدمت کرنا اور خیمہ کے کام میں یعنی اس کے سامان وغیرہ سے
 مدد کرتے (جبکہ اسرائیل بیابان میں سفر کرتے ہوئے پہرتے تھے تو وہ خیمہ ساتھ جاتا
 تھا اور اسکو جس جگہ ضرورت ہوتی وہی لوگ کھڑا کرتے تھے) اور ہیکل کی اور
 خدمتیں ہی کیا کرتے تھے۔ پس یہ کہنا چاہیے کہ وہ لوگ دراصل کاہنوں کے
 خادم اور نوکر تھے اور ہر طرح سے اون کے حکموں کی مطابعت اونہیں لازم ہوتی
 تھی (گنتی ۳ و ۹ و تواریخ ۲۳ و ۲۸) ہیکل کا کھولنا اور بند کرنا اور اسکی حفاظت
 اور پاک برتنوں کا صاف رکھنا اور تبرک رکھنے کی سپردگی وغیرہ سب اونہیں
 کے متعلق تھی بعض زبور کے گیت گاتے اور بعض باجے بجاتے مگر سب کی عہدین
 علیحدہ علیحدہ تھیں اور ہر جماعت پر ایک ایک افسر ہوتا تھا۔ لادیون کی تختہ میں

کچھ برگ اس قسم کے بھی ہوتے تھے جنکے متعلق ہیکل کی محنت کے کام تھے۔ ایسے لوگوں کو نشیتی نمس کہتے تھے اسلئے کہ لاوی لوگ عبادت میں مشغول رہ سکیں مزمین کنعان میں ۴۸ شہر اونکی امداد کیواسطے مقرر تھے ان شہروں میں ۳۱ تو خاص کاہنوں کے نام تھے اور اوسکے ساتھ دسوا ان حصہ ناج اور پیل اور مویشی کا بھی اذکو ملتا تھا (گنتی ۱۸ و ۲۱ - ۲۴) لیکن لاوی اپنے عشرین سے بھی کاہنوں کو دسوا ان حصہ دیتے تھے اور چونکہ اونکے کوئی زمینداری یا محاصل یا ارضی توہی نہیں اسواسطے اسو عشر کو نذر اکی یعنی پہلا پیل تصور کرتے تھے۔ لاویوں کے لیے لیکن مرتبہ میں اونسے بڑی معمولی کاہن ہوتے تھے جو صرف ہارون ہی کی اولاد سے منتخب کیے جاتے تھے اونکے تعلق قربانگاہ کی خدمت یعنی ذبیحوں کا طیار کرنا اور قربانیان چڑھانا تھا۔ دوسو ختنی قربانیوں کی قربانگاہ پر ہمیشہ آگ جلتی رکھتے تھے اور سونے کے چراغدان کی بتیان روشن رکھتے تھے مختصر یہ ہے کہ اول خیمہ میں اور بعدہ ہیکل میں ہر کام جو خدا کی بندگی سے متعلق ہوتا وہی کیا کرتے تھے اور چونکہ اونکی کام اس قسم کے تھے کہ شریعت سے بخوبی واقف ہوں تاکہ طرح طرح کی شرعی ناپائیداری کو پہچان سکیں وغیرہم اسواسطے شریعت کی باتیں بتانے والے کہلاتے تھے۔ (ہو سیاه ۴ و ۶ ملاکی ۲ و ۷ وغیرہ اجمار ۳ و ۴ گنتی ۵ و ۴ و ۱۵) اور جبکہ قضیوں کے نیاؤ کو نیاوے بھی وہی لوگ کہلائے۔ (استثادہ ۷ و ۱۰ - ۱۳) لڑائی کے وقت میں اونکی خدمت یہ تھی کہ عہد نامہ کا صندوق لیجاتے اور تیر ہی بجاتے اور فوجوں کو اڑانے پرستار کرتے اور خدا کے نام سے لوگوں کو برکت بھی دیتے تھے

داؤد نے کاہنوں کو ۲۴ درجوں پر تقسیم کیا تھا (۱ تواریخ ۲۴ و ۷-۸) اور سلیمان
 نے بھی اسی تقسیم کو قائم رکھا (۲ تواریخ ۱۸) اور جسوقت کہ خد قیہ اور یوت
 مذہبی یہودی کی پیرا اصلاح کی تھی وہی قائم رہا (۲ تواریخ ۳۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶)
 چونکہ صرف چار درجہ کے لوگ اسیری بابل سے لوٹے تھے (عزرا ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰)
 ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳) اور انکو پہر ۲۴ درجوں پر منقسم کیا تھا اور ہر درجہ کا جدا
 لقب تھا۔ منجملہ اونکے درجہ کے لوگ نوبت نبوت ہر اتوار کو واسطے انصرام امور مذہبی
 کے پر و سلم جایا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک مدت میں سب درجہ کے لوگ یہ وسلم کی
 حاضری سے بہرہ یاب ہو لیتے تھے۔ ہر درجہ پر ایک افسر ہوتا تھا (۱ تواریخ ۲۴ و
 ۶-۳۱ و ۲ تواریخ ۳۶ و ۱۲) بعض نکتہ چین کی یہ رائے ہے کہ سردار کاہن انہیں
 افسروں کو عہد جدید میں جا بجا لکھا ہو۔

ہر درجہ کا سردار یا شہزادہ اپنے درجہ کے لوگوں کو قربانی کی روزانہ خدمتوں
 متعین کیا کرتا اور جب ہفتہ تمام ہوتا تھا تو سب لوگ ملکی کام کیا کرتے اور چونکہ خاندان
 میں کاہن بکثرت ہوتے تھے اس واسطے قرعہ ڈال کر ہر روز کا کام آپس میں بانٹ لیا
 کرتے تھے۔

ایسے ہی قرعہ کی رو سے خوشنویان جلالت کی خدمت یوحنا اصطباغی کے باپ
 زکریا کے ذمہ جبکہ وہ خداوند کی بکلی کو گیا تھا مقرر ہوئے تھے (لوقا ۱ و ۹) کاہنوں
 کے رہنے کے واسطے دیون کے ۳۳ شہر مذکورہ بالا مقرر تھے اور تیرہویں میں سے
 ہر ایک میں تین تین ہزار ہاتھ زمین اور سکی سکونت کے لئے چھوڑ دی گئی تھی اور

لیکن رومیوں کے عہد میں خصوصاً ہمارے بھائی یسوع مسیح کے وقتوں میں اور نیز
یہودی انتظام کے پچھلے برسوں میں جبکہ حق خلافت اور انتخاب کا کوئی خیال نہیں
کرتا تھا اس حکم کو کوئی نہیں مانتا تھا۔ سردار کاہن کا مرتبہ اور بزرگی اور اختیار
بالکل جاتا ہی سارا تھا۔ اور اکثر ایسا ہوا کہ یہ عہدہ اعلیٰ حاکم بلکہ ایسے لوگوں کے ہاتھ
جبکی نہ عمر نہ علم نہ مرتبہ اس کے لائق تھا کہ لگایا تک کہ کبھی ایسے لوگ بھی سردار
کاہن ہونے لگے جو اوس خاندان سے بھی نہ تھے جنکے واسطے ایسا عہدہ دینے کا ثلثت
سے حکم نہ تھا۔ کبھی صرف سال ہی بہر کے واسطے یہ عہدہ ہوتا تھا۔

اس امر کے جاننے سے ایک ہی وقت میں کئی سردار کاہن کے (مثلاً کیفاس
اور اناس) موجود ہونے کی وجہ معلوم ہو جاوے گی یعنی جو شخص چند مدت کی واسطے اس
عہدہ پر مقرر ہوتا تھا وہ عمر بہر اس نام سے مشہور رہتا تھا اس طرح کئی سردار ایک
زمانہ میں جمع ہو گئے تھے۔ بنی اسرائیل میں خاص آدمی سردار کاہن ہوتا تھا جسکا
کام یہ تھا کہ خدا کے حضور لوگوں کی طرف سے اونکی بندگی پہنچانے اور قربانیان
چڑھانے اور اونکی لئے برکت حاصل کرنے اور شفاعت کرانے کے واسطے جاتا تھا
اور یسوع مسیح کا نشان کھاتا تھا جو ایسا بڑا سردار کاہن ہوا جس نے آپ ہی کو گناہوں
کے معاف کے لئے قربان کر دیا اور اپنے لوگوں کو برکت دیتا ہے اور ہمیشہ اونکی
سفارش کے لئے زندہ اور موجود ہے۔ کاہن کا لفظ ہر سچے ایماندار کے واسطے جو مسیح
کے وسیلہ اپنی روح خدا پر قربان کرے (۱ پطرس ۲ وہ مکاشفات ۱ و ۶)
مراد ہو سکتی ہے لادوں اور کاہنوں اور سردار کاہنوں سے فروتر جامعہ

کے سردار بھی ہوتے تو جنگاں بیان ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ بھی
بزرگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ اسلئے کہ انکے متعلق اون مقامات کا اہتمام اور
افسری تھی جو دعا اور تعلیم کے واسطے معین تھے۔ ناظر می (جیسا کہ عبرانی لفظ کے
معنی میں) اون لوگوں سے مراد ہر جو خاص خاص چیزوں کے استعمال کو ترک کر کے
آپ کو یودا کی یاد کیواسطہ مخصوص کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی عموماً بزرگانِ شمار
کیے جاتے تھے بہت مصنفین بنی رکابی کو بزرگوں کے مرتبہ میں شمار کرتے ہیں کیونکہ
یہ لوگ ناظروں کی طرح متقیانہ زندگی بسر کرنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن یہ صریحی
غلطی ہے کیونکہ یہ لوگ قوم کے یودی نہیں تھے بلکہ کنعانی اور مدیانی تھے جو خمیوں
میں رہتے تھے اور جہان کہین انکے موشیوں کو چارہ پانی ملتا وہاں ہی ڈیرے
ڈالتے تھے جیسا کہ دقتون کے بناتین عرب اور حال کے عرب اور تاتاری لوگ
اب تک کیا کرتے ہیں۔

اونکی معاشرت کا طریقہ کچھ مذہب کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اونکی قوم میں دستور
ہی ایسا ہو گیا تھا وجہ تسمیہ اس فرقہ کی یہ تھی کہ یوزاب بن ریکاب ایک نہایت بچکا
اور سرگرم موجد بت پرستی کا دشمن تھا جسے بادشاہ یا ہو کی اخیاب کا گھر غارت
کرنے اور بت پرستوں کے قتل کرنے میں مدد کی تھی
(۲ سلاطین ۱۰ و ۱۱ و ۱۶ و ۲۳) رکابیوں کی جماعتیں اکیسواسی برس رہیں لیکن
یہ وسلم کی تباہی کے بعد بنو کہ نذر نے اونکو متفرق کر دیا اونکی اولاد میں سے بعض
آجکل بھی ملک عرب میں پائے جاتے ہیں *

یہودی بزرگواروں میں اور نبیوں کے درمیان بڑا فرق ہوتا تھا۔ بنی خدا کی طرف سے عجیب طور پر خدا کے نہایت عمدہ اور پاک کاموں کے واسطے مقرر ہوتے تھے۔ وہ آئندہ کی باتیں بتلاتے خدا کی مرضی ظاہر کرتے اور خدا کے پیغام بادشاہوں اور لوگوں کو ایسی آزادی اور بڑی سی سے پھونچاتے تھے کہ صاف معلوم ہو جاتا تھا کہ بیشک یہود وہ کی طرف سے پیغام لیکر آئے ہیں نبوت کچھ کا نہیں ہی کو مخصوص نہ تھی بلکہ سب فرقوں اور غیر قوموں میں ہی بعض انبیاء گذرے ہیں بنی کی خدمت کچھ ہی پر تو فو زستی کہ واقعات آئندہ کی خبر دی بلکہ ان کے متعلق ایک خدمت یہ بھی تھی کہ لوگوں کو ہدایت و تعلیم کیا کرتے تھے اور خدا کی شریعت کا مطلب خوب شرح و بسط کے ساتھ سمجھاتے اور سناتے تھے۔ اس واسطے لفظ نبوت اور بنی کی جو کتب مقدسہ میں آئے ہیں جن میں تعلیم اور تشریح اور معلم اور شارح اور مفسر کے ہیں۔ ان کے متعلق دارالعلم ہی بنام نہادہ اس انبیاء کے تھے ہمیں خاصہ خدا کی شریعت کی باتیں سکھائی جاتی تھیں یہودی اور عیسائی دونوں بالاتفاق اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ عہد عتیق کے نبیوں میں سب سے پچھلا بنی ملا کی گذرا ہے اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جب یہودیوں میں بنی آتے ہیں تب تک انکو درمیان اختلاف فرقوں کا نہیں ہوا اگرچہ بت پرستی میں کئی دفعہ مبتلا ہو گئے اور نبیوں کے وقتوں میں ان کے نہ مختلف ہونے کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ بنی اور پناہ صرف خدا ہی کی طرف سے مقرر ہوتے تھے اور خدا ہی کی مرضی اور حکم پر چلتے تھے اس واسطے یہودیوں کو مجبور اسکے اور کچھ چارہ نہ تھا کہ انکا کہنا مانتا یا خدا سے جو انکو الہام پہنچتا تھا منکر ہو جیتے۔ لیکن جب انبیاء کا ہونا موقوف ہو گیا تو

ضعیف العقل اور سست ایمان والوں نے اپنی اپنی عقلوں کے موافق رائیں لگاتا شروع کر دین اس سے اختلاف پڑ گیا *

نوان باب

اون پاک چیزوں کے بیان میں جو یہودیوں کے
یہان قربانی وغیرہ کے کام میں آتی ہیں

اسرائیلیوں کے جن چڑھاؤں کا اوپر مذکور ہوا وہ چار قسم میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔
از قسم ذبیحہ دوسری غیر ذبیحہ۔ تیسری از قسم شرب۔ چوتھے مختلف اقسام کے نذرانے
ذبیحہ سے مراد اس قسم کی قربانیوں سے ہے جو جیتے جانور دن کو ذبح کر کے اوسکا خون
حسب حکم انہی اس غرض سے چڑھاتے تھے۔ کہ گناہوں کا کفارہ ہو جاوے اس قسم کی
قربانی کے واسطے یہ ضرور تھا کہ وہ جانور پاک ہو یعنی کمانے کے کام کا ہو۔

اقسام پرندہ سے فاختہ کی قربانی نہایت رائج اور عمدہ سمجھی جاتی تھی اور چوپاؤں
میں بیل بہتر مکیوں کے سواے اور کسی قسم کا جانور قربانی کے کام میں نہیں آتا تھا
دوسری شرط یہ بھی تھی کہ وہ جانور بیدار ہو (اجار ۲۲ و ۲۳) اور کہی جو تانہ گیا جو جب
کوئی عیب نہ ہوتا تو قربانی چڑھائی اور اسکو قربانگا پر لیجاتا اور اس کے سر پر ہاتھ لگاتا
جس سے مراد یہ ہوتی کہ قربانی کرنے والا تسلیم کرتا ہے کہ میں اپنی ذات کے واسطے اپنے
نام پر قربانی کرتا ہوں تاکہ میری اون گناہوں کا جو مجھ سے بوجہ عدم ادا احکام

شریعت الہی سرزد ہوئے میں کفارہ ہو ذبح کا خون ایک برتن میں رکھ دیا جاتا تھا اور کچھ قربانگاہ پر چڑک دیا جاتا تھا (اجبار ۱۵ و ۱۶) باقی خون قربانگاہ کے نیچے ڈال دیا جاتا تھا اور گوشت کو قربانگاہ پر رکھنے سے پہلے انگاروں پر بھوننے کے لیے اوسپر نک لگایا جاتا تھا۔ (اجبار ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰) اول قربانیان خیمہ کے دروازہ پر ہوتی تھیں۔ لیکن جب ہیکل بن گئی تو جائز نہ تھا کہ کہیں اور قربانی کیجاتی۔ یہودیوں کی قربانیان چار قسم کی ہوتی تھیں یعنی۔

۱۔ سوختنی قربانیان جو صرف خدا کے نام پر جو شخص چاہتا کرتا اس قسم کی قربانی جو شخص کرنا چاہتا وہ خود ہی اوسے خدا کے حضور لا کے اور بطریق مذکورہ بالا ذبح کرتا اور ہر شخص اپنی حیثیت کے موافق قربانی کرتا تھا کوئی بیل اور کوئی بھیر اور کوئی بکری اور کوئی فاختہ اور کوئی کبوتر۔ (اجبار ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳۔)

اور جو کوئی نہایت ہی محتاج ہوتا یا بیمار یا کسی طرح کی قربانی مذکورہ اوس سے نہیں ہو سکتی تو وہ صرف ترکاری کی قسم سے نذر دیتا جسکا ذکر آدیکہ یہ سوختنی قربانی صاف مسیح کے قربان ہونے کی علامت تھی یعنی یہ کہ کامل قربانی جو تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوگی صرف مسیح ہے۔

۲۔ قربانی سلامتی (اجبار ۱۴ و ۱۵) یہی جس شخص کے دل میں آتا کرتا تھا۔ اور وہ خدا اور آدمی کے درمیان صلح ہونے کی علامت تھی یہ قربانی بھی دو طرح کی ہوتی تھی ایک تو نذر دل رحمت اور برکت کے بعد بطور شکر گذاری کے کیجاتی تھی اور دوسری طلب رحمت کے واسطے کیجاتی تھی۔ اس قربانی میں یا کوئی جانور یا روٹی

یا ایک کو بڑا آٹا چڑائے جاتی تھے اگر جانور ذبح کیا جاتا تو اوسکا کچھ گوشت علی الخصوص
چربی خدا کے نام پر قربان گاہ پر جلانی جاتی تھی اور باقی کو کاہن اور قربانی کرنے والا
کھا لیتے اس شکر گزاری کی قربانی کی نسبت مقدس پو اس نے عبرانیوں ۱۳ و ۱۵
و ۱۶ میں ذکر کیا ہے اس قربانی میں ذبیحہ نر یا مادہ دونوں طرح کا درست تھا
صرف اس قدر شرط تھی کہ بے غیب ہو افسیوں ۱۴ و ۱۵ - ۱۹ میں بھی اسکا رسول
موصوف نے بہت اچھی طرح ذکر کیا ہے افسیوں ۱۴ و ۱۵ - ۱۹

۳ - گناہ کی قربانی جو گناہوں کی سمانی کے لئے کی جاتی تھی خواہ وہ گناہ سہواً ہو یا
جان بوجھ کر جب تک کفارہ نہ دیا جاتا تب تک اوسکا مرکب سزا سے بری نہیں ہو
تھا - گناہ کی قربانی کے ساتھ سوختنی قربانی اور جبر نقصان کا بھی ہوتا تھا -
(احبار ۵ و ۳ و ۱۹ و ۱۶ و ۷ - ۷)

۴ - تقصیر کی قربانیان اس وقت میں کی جاتی تھیں جبکہ کسی کو شک ہوتا کہ
میں نے خدا کی شریعت کو توڑا یا نہیں - (احبار ۵ و ۱۷ - ۱۸)
گناہ کی قربانی کی طرح تقصیر کی قربانی بھی ہوتی تھی دونوں قسموں مذکورہ کی
قربانیوں میں قربانی کرنے والا ذبیحہ کے سر پر ہاتھ رکھتا تھا -
اگر گناہ کی قربانی ہوتی تو کتا کہ میرے گناہ اسکے سر پر جاویں اور اگر تقصیر کی
قربانی ہوتی تو تقصیر اوپر ہوتی -

پھر اس وقت سے یہ متصور ہوتا کہ ساری گناہ یا تقصیریں (جیسی کہ صورت ہوتی
اس جانور پر اور تر گئی - یہ سب قربانیان کچھ معین نہ تھیں اور دوسرے اونکا

تعلق ایک ایک آدمی سے تھا یعنی شخصی تہین مگر اور قربانیان تہین جو ساری تہین کرنی
تھی اور سب معین تہین یعنی روزانہ اور ہفتہ وار اور ماہ بامہ اور سال بسال
ہوا کرتی تہین۔

روزانہ قربانی سوختنی ہوتی تھی جس میں دو مینڈھے ہر روز صبح اور شام تیسرے اور
نویں گھنٹہ میں فوج کیے جاتے تھے۔ (خروج ۲۹ و ۳۰ - ۱۴ جبار ۶ و ۹ و ۱۰ گنتی
۱۰ و ۱۱ - ۱۰ قربانیان بھی سوختنی قربانی کی طرح جلائی جاتی تھیں مگر تھوڑی تھوڑی
آگ دی جاتی تھی تاکہ آہستہ آہستہ بہت دیر تک جلتی رہے اس قسم کے ہزیم
کے ساتھ کچھ روٹی اور نیز انگوری شراب بھی ہوتی تھی۔ یہودیوں کے قول کے
موجب صبح کی قربانی رات کے گناہوں کے کفارہ کے لیے کیجاتی تھی اور شام
کی قربانی دن بھر کے گناہوں کے کفارہ کے واسطے کیجاتی تھی۔

ہفتہ کی قربانی جو سبت کے روز ہوتی تھی روزانہ کی برابر اور اس کے ساتھ ہوتی
تھی۔ (گنتی ۲۸ و ۹ و ۱۰)

ماہانہ قربانی ہر نئے مہینہ کے شروع میں ہوتی تھی جس میں دو بیل اور ایک مینڈھا اور
سات بکری ایک برس کے عمر کی اور ایک بکری کا بچہ گناہ کی قربانی کے واسطے
اور کچھ روٹیاں اور پتاؤں کے قسم سے ہوتی تھی۔ (گنتی ۲۸ و ۱۱ و ۱۲)

سالانہ قربانیان بھی اور قربانیوں کی طرح سالانہ ضیافتوں کے روز جنکا ذکر
باب آئندہ میں آویگا کیجاتی تھیں۔ یعنی

۱۱ عید کاثرہ جو یہودیوں کے شرعی سال کے شروع میں عید کے روز فوج ہوتا تھا

(۲) عید ٹیکو سٹ کے روز یعنی پہلے پہلون کا روز۔

(۳) نئے چاند کے روز یعنی ساتوین مہینہ کے پہلے دن جو ملکی سال کا شروع کہلاتا تھا اور آٹھ کفارہ کے روز۔

دوم غیر ذبیحہ کے نذرانے یعنی نذرانہ بقری کہ جس میں صرف ترکیاری کی قسم سے چڑھائے جاتے تھے۔ مگر یہ نذرانہ گناہ کے کفارہ کے لئے اوسوقت جائز تصور ہوتا تھا جبکہ گذرانے والا اوسکا ایسا بے استطاعت اور محتاج ہو کہ دو بچے مادہ فاختہ بھی نہ دی سکتا ہو۔ نذرانہ بقری کیواسطے خیر سی روٹی یا شہد کی کچھ شرط نہ تھی لیکن خالص نمک کہ مراد اس سے شورہ ہی ہر حال میں ضرور تھا۔

سوم نذرانہ ہائے تپاون کے جو ذبیحی اور غیر ذبیحی دونوں قسم کے نذرانوں کے ساتھ دیئے جاتے تھے۔ علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔ امین انگوری شراب ہوتی تھی جو کچھ تو ذبیحہ کے روبرو چھڑک دی جاتی تھی اور کچھ کاہن لیکر پی لیتے تھے اور ذبیحی اور غیر ذبیحی میں سے حصہ لیتے تھے۔

چارم سوا حقربانیون مذکورہ بالا کے اور ہدیون کا ذکر بھی کتب مقدسہ میں پایا جاتا ہے اور وہ دو قسم کے ہیں ایک تو معمولی ہدیئے ہیں دوسرے اختیاری ہدیئے ہیں معمولی ہدیون میں نذر کی روٹیاں تھیں جسکا ذکر آچکا ہے۔

(۱) قاعدہ یہ تھا کہ ہر سبت کے روز تازی گرم روٹیاں کاہن سونہری میز پر خداوند کے حضور رکھتا تھا اور ہفتہ گزشتہ کی باسی روٹیاں اٹھا لیتا تھا۔

(۲) خوشبوئین جو چند خوشبودار شالون سے حسب ہدایات مندرجہ خروج ۳۰ و ۳۱

۳۶ ملیا رکھ جاتی تھیں۔ خوشبو میں ہر روز دو مرتبہ قائم مقام کا بن سنہری قہر باگاہ پر چڑھتا تھا۔ اس سنہری قہر باگاہ پر ہر یوم کفارہ کے کہ اس روز سردار کا بن دبیچ کے قسم سے چڑھتا تھا اور کبھی ذبیحہ نہیں چڑھتا تھا اور اس وقت میں لوگ بیچ کے باہر آتے آہستہ دعائیں مانگتے تھے (لوقا ۱۰) اور اسی سنجیدہ خاموشی کا مقدس یوحنا نے کائنات ۸ و امین لکھا ہے۔

(۳۷) اختیار ہی ہدیے وعدوں یا منتوں کے نتائج تھے لیکن اول الذکر ایسے ضروری اور واجبات سے نہیں سمجھ جاتے تھے جیسے آخر الذکر جسکی دو قسمیں تھیں اول مخصوص منت جسمیں کوئی چیز جیسے انگوری شراب اور لکڑی اور نمک وغیرہ خدا کے نام پر یا اہل کے کام کیو اسطے چڑھائے جاتے تھے۔ اس قسم کے ہدیوں میں سے دیر زمان تھا جسکی یسوع مسیح نے برائی کی اور جسکو فریسیوں نے اس وقت تک پھر پکایا تاکہ لڑکے بابا کی بے تعظمی اس طرح کرتے تھے کہ ان خدمات کو انہی اپنے بابا کی فرض تھیں اپنے ہدیوں میں مجا دیتے تھے یعنی یہ کہتے تھے کہ اگر ہم بابا کی خدمت نہ کریں تو کچھ بچا نہیں کیونکہ ہم اسکی عوض میں خدا کو ہدیہ دیکر مرقس ۹ و ۱۱-۱۳

اور دوسرے پر ہنر گاری کی منت جسمیں لوگ وہ چیزیں جو ممنوع نہ تھیں ترک کر دیتے تھے مثلاً کسی قسم کا گوشت کھانا یا کسی قسم خاص کا کپڑا پہنا یا شراب پینا یا بال کٹوانا ترک کر دیتے تھے۔ وغیرہم

۳- مقرر ہی ہدیے جو پہلے پہل یا عشر ہوتے تھے۔ اول پہلے پہل پہلون اور

جانوروں و دونوں کے خدائی نذر لیمہ جائے تھے یعنی پہلون کے قسم سے پہلی بار جو
پہل آتا یا جانوروں میں جو پہلو ٹا ہوتا او سے خدا کے نام پر دو ڈالتے تھے خرچ
۲۲ و ۲۹ گنتی ۱۸ و ۱۲ و ۱۳ و استثناء ۲۶ و ۲۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ اور بھیر کی
اون میں سے پہلے پہل لاویکا حق اون کے استعمال میں لانے کے واسطے ہوتا تھا۔
(استثناء ۱۸ و ۱۹) اس قسم کے پہلو پہل پنٹکو سٹ کی عید سے تجدید کی عید تک دئے
جاتے تھے کیونکہ اس وقت کے بعد پر وہ پہلی کی طرح خوشنما اور عمدہ نہیں رہتے تھے سو
اس کے یودیون کو فصل کے جمع کرنے کی بھی جب تک کہ خدا کے نام پر نظر دیتے
مانعت تھی۔

اناج کے اوس پلے کو جو اناج کے جمع کرنے سے پہلے غیر خیر سی روتی کے بیڑوں
کے بعد یودی خدا کے نام پر دیا کرتے تھے اور یہ بھی حکم تھا کہ نئے اناج کی روٹیاں
پہلے پہل عید پنٹکو سٹ کے دن پنج پر چڑھا لیتے تھے تب آپ کھاتے تھے اگر ایسا
نہ کرتے تو وہ اناج ناپاک اور اسکا کھانا حرام تھا و یودیون ۱۱ و ۱۲ میں مقدس
پولوس نے اسکا ذکر کیا ہے *

دوسرے سوا اس پہلے پہل کے یودیون کو اپنے تمام املاک کا دسواں حصہ
یعنی عشر بھی دینا پڑتا تھا (گنتی ۱۸-۲۱) ہر قسم کے پہلون سے جو زمین سے پیدا
ہوتے خصوصاً اناج اور انگوری شراب اور تیل میں سے دسواں حصہ ہر سال
باستثناء سبت کے سال کے دینا پڑتا تھا *

دسواں باب

یہودیوں کے متبرک واقعات اور موسیٰ بن کے بیان میں

وہ بشارت جو خدا نے اپنے لوگوں کی خاطر سے دکھائے تھے اونکی یاد قائم رکھنے کیواسطے موسیٰ نے خدا کے حکم سے چند عیدین مقرر کی تھیں جنکا ماننا یہودیوں کو واجبات سے تھا۔ اور یہ عیدین ہفتہ دار اور ماہانہ اور سالانہ اور کئی سال کے بعد بھی ہوا کرتی تھیں۔

۱۔ ہر ساتواں روز یہودیوں کے آرام کے واسطے مقرر تھا اور اسکو سبت کہتے تھے۔ اگرچہ یہ نام یعنی سبت کا بعض آیات اور ضیافتوں (یا عیدوں کیواسطے بھی آیا ہے مثلاً اجارہ ۲۵ و ۲۶ میں اور بعض جگہ اسکے معنی ہفتہ کے بھی آئے ہیں مثلاً متی ۲۸ و ۱۱ اور لوقا ۲۴ و ۱۱ اور اعمال ۲ و ۷ میں مگر دراصل سبت کا روز دنیا کی پیدا ہونے کی یادگاری کے واسطے مقرر کیا گیا تھا (پیدائش ۲ و ۳ اور جب خدا نے اسرائیلیوں کو کنعان کی سرزمین میں آرام دیا تو اسنے حکم دیا تھا کہ اس دن کو ضرور مانیں (خروج ۲۰ و ۱۱ و ۱۶ و ۲۳) اسواسطے اس دن کو بڑی احتیاط سے مانتے تھے اور کوئی ادنیٰ کام اس روز نہیں کرتے تھے (خروج ۲۰ و ۱۰ و ۲۳ و ۱۲ وغیرہ) اسواسطے اس روز میں کاجمع کرنا۔

خروج ۱۶ و ۲۲ و ۲۳) یا کہانے پکانے کے لیے آگ جلانا یا بونا یا کھانا اوس روز منع تھا
خروج ۳۵ و ۳ گنتی ۳۲ و ۱۵۔

بیکل کی خدمت مثلاً قربانیوں کا طیار کرنا سبت کے دن بھی منع نہ تھا۔ اجباراً
۸۔ ۱۳ گنتی ۲۸ و ۳۰۔ ۱۔ ۱۲ و ۱۵) سبت کے روز فتنہ کرنا بھی جائز تھا (یوحنا ۱۲)
سبت کا روز غروب آفتاب سے شروع ہوتا تھا اور اسی وقت دوسرے روز
ختم ہوتا تھا (متی ۱۶ و مرقس ۱۳ و ۳۲) جو کچھ کام سبت کے لیے ضرور ہوتا تھا وہ
جموعہ کے روز کر رکھتے تھے اسوجہ سے جموعہ کے دن کو متی ۲۶ و ۲۷ و مرقس ۱۵ و ۲۲
لوقا ۲۲ و ۵۴ اور یوحنا ۱۹ و ۱۴ و ۱۳ و ۱۲ میں نوشتجات موسوی سے ٹھیک نہیں
معلوم ہوتا کہ سبت کے روز قدیم اسرائیل کس قسم کی عبادت کیا کرنے سے مگر عہد یہ
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس روز بھی وہی رسوم نہ ہی ادا کی جاتی تھیں جو اون قرن
میں مروج تھیں اگرچہ کوئی حکم ناسخ نہ تھا کہ صبح اور شام میں دو بڑوں کی سوغات
قربانی چڑھائی جادے (گنتی ۲۸ و ۹) اور نذر کی ردیائیں بدلی جاویں (اجبار
۲۴ و ۸) عبادت خانوں میں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے اوس روز مقدس کو شتر
پڑھ جاتے اور انکی تشریح کی جاتی تھی اور کوئی بڑا ڈاکٹر یعنی عالم علوم السیہ کچھ
نصائح جیسے وعظ میں بیان کیے جاتے ہیں لوگوں کو سناتا تھا لوقا ۱۶ و ۱۷
۱۵ و ۱۴ عبادت کے ساتھ دعا بھی عبادت خانوں میں خصوصاً بیکل میں مانگی جاتی
تھی۔ اسموئیل ۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰
لوقا ۱۰ و ۱۱)

عبادت کی اوقات معین صبح اور شام تھی جبوقت قربانی چڑھائی جاتی تھی یعنی سبک
صبح کے اور ۹ بجے شام کے اعمال ۱۵۲ اور ۳ واگو کو بعض سرگرم یہودیوں کا دستور
حسب زبور ۵۵ (۱۷) اور دانیل ۶ (۱۰) کے یہ تھا کہ دن میں تین مرتبہ عبادت کیا
کرتے تھے پطرس کوٹھے پر دعا مانگنے گیا۔ (اعمال ۱۰ و ۹)

۲۔ چونکہ یہودی کے مہینے قمری ہوتے تھے اس واسطے جب چاند دیکھتے تھے تب
سے اونکا مہینہ شروع ہوتا تھا اور ہر مہینہ کے شروع میں ایک دعوت ہوتی تھی
جسٹے مہینہ کی عید کہتے تھے (خروج ۱۲ و گنتی ۱۰ و ۱۱ و ۲۵ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴)
یہ عید موسیٰ کے زمانہ سے مدت پہلے سے مقرر تھی مگر موسیٰ نے خدا کے حکم سے یہ مقرر
کر دیا تھا کہ اس قسم کے رسمیات اوس روز ادا کرنا چاہئیں۔

جب زمین شروع ہونے کو ہوتی تھیں تو اول تری بجائی جاتی تھی (گنتی ۱۰
و زبور ۱۳۱ و ۱۳۲) اور چند اور قربانیاں بھی ادا کی جاتی تھیں (گنتی ۲۸ و ۱۱ و ۱۵)
قطع نظر یوم السبت کی قربانیوں کے تین اور بڑی بڑی عیدیں اپنی عید فصح اور
عید پشکو سٹا و عید خمیمہ موسیٰ نے مقرر کی تھیں۔

ہر عید ان تینوں عیدوں میں سات سات روز رہتے تھے جس میں سب یہودی
ملکر بڑی خوشیاں کرتے اور خدا کی رحمتوں کا اور اس امر کا کہ اوستے سب طرح کی
اسیری سے چھڑایا شکرانہ ادا کیا کرتے تھے استثناء ۱۶ و ۱۱ و ۱۵) سب یہودی مردوں
کو حکم تھا کہ ان بڑی عیدوں میں شریک ہوں خروج ۳۴ و ۳۳ استثناء ۱۶ و ۱۶
اور اس شرکت کی ترغیب و تحریص دلانے کے واسطے یہ یقین دلایا گیا تھا کہ اونکے

پیچھے کوئی اونکی زمین اور جاگیر میں کسی طرح کی دست اندازی نہیں کر چکا خروج
 ۳۲ ۲۴ یعنی جب تک وہ خدا کی عبادت میں مصروف رہیں گے اوتنے روز
 کوئی اونکے قوموں میں اونپر حملہ آور نہیں ہوگا۔ ایک پختہ دلیل اس بات کی ہے
 کہ اونکا مذہب خدا کی طرف سے تھا اور خدا کا یہ ایک خاص معجزہ تھا اور اسکی
 قدرت تھی کہ اپنے لوگوں کی حفاظت کے واسطے سال میں تین مرتبہ دکھایا کرتا
 ۳۔ ان تینوں عیدوں میں بڑی عید فصیح تھی۔ جو ایک رات پہلے اوس
 تاریخ سے ہوتی تھی کہ اسرائیلیوں نے مصر سے خلاصی پائی تھی یہ عید اس امر کی
 یادگاری کیواسطے مقرر تھی کہ خدا کی خاص رحمت اسرائیلیوں پر اوس ملک
 سے اوترائی تھی اور مصریوں کے پہلوٹے سب مر گئے تھے اور اونکے پہلوٹوں کو
 کسی طرح کا نقصان نہیں پہونچا تھا۔ خروج ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷
 عید کو بی میسری روٹی کی عید ہی کہتے تھے (خروج ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱)
 ۱۲ و ۱۳ کیونکہ سات روز یعنی جب تک عید رہتی تھی خمیری روٹی کھانا درست تھا
 اور اوس عید کے پہلے روز ایک بڑہ فوج ہوتا تھا اوسکو بھی عید فصیح کہتے کا
 محاورہ ہو گیا تھا عزرا ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳
 میں یہ محاورہ کہ عید فصیح کھانا آیا ہے اور افریقیوں ۵ و ۶ میں عید فصیح کی قربانی
 کرنا لکھا ہے۔

ایسے ہی مقدس پولوس نے یسوع مسیح کو ہماری عید فصیح کہتے اوس سے کہا
 حقیقی بڑہ ہے محاورہ کہا ہے لیکن یہ لفظ زیادہ تر عید کے دوسرے دن یعنی

ماہ نسان کے پندرہویں روز سے مختص ہے۔ اسرائیلیوں کی رہائی کے پورے سال کے بعد یہ عید ہوا کرتی تھی۔ بجز خاص صورتوں مذکورہ گنتی ۱۰۹۱ کے سوا۔ اور لوگوں کے جو ایسے بیمار ہوں کہ ان کی بچہ کی امید نہ ہو اور سوائے ان لوگوں کے جن کا قتل نہ ہوا تھا اور سب اسرائیلیوں کو اس عید کا ماننا واجب تھا۔ جب یہودیوں کی عملداری تھی تو یہ بھی دستور تھا کہ لوگوں کی خوشی کے واسطے بعض مجرموں کو چھوڑتے تھے اور یہ دستور ایسا مروج ہو گیا تھا کہ پلاطوس بھی اس کو خائف نہ کر سکا اور برنباس کو بنا چارہ بی چھوڑنا پڑا (متی ۲۷، ۱۵، ۱۶، ۲۳، ۲۷ اور یوحنا ۱۸، ۳۹) بعض خاص رسمیات جو اس عید میں ادا کی جاتی تھیں خروج ۲ میں تفصیل مذکور ہیں۔ متاخرین یہود نے بعض رسمیات بڑے قربانی کے ساتھ اپنی طرف سے بڑھالین ہوئی نے اور نہیں نہیں مقرر کیا تھا یعنی قربانی کے ساتھ انگوری شراب کے چار پیالے پیتے تھے منجملہ ان کے تیسرا پیالہ بیکر بڑا گیت ہلی لویاہ کا یعنی زبور ۱۱۳- اور ۱۱۸ گاتے تھے اور جب کہی چوتھے پیالہ کے بعد لوگ زبور ۱۱۲ اور ۱۱۳ گاتے تو پانچواں پیالہ اور پیا جاتا تھا۔ یسوع مسیح نے بھی سکرا منٹ یعنی عشاء و ربانی مقرر کی ہے اور ان رسموں کو سیکندر مانا ہی عید فصیح کا بڑے یسوع مسیح کا اور اوسکی تخلیفون اور موت کا نشان تھا۔ کوئی بڑی اوسکی نہیں توڑی جاتی تھی یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے اصلی بڑے یسوع مسیح اور اوسکے نشان یعنی عید فصیح کے بڑے مین کمال ہی مناسبت ہو (خروج ۱۲، ۴۶ و یوحنا ۱۹، ۳۳ و ۳۶)

۴۔ دوسری بڑی عید پنٹکوسٹ کہلاتی تھی جو بڑی خمیر می روٹی کے عید سے
پچاسویں روز ہوتی تھی۔ یہ عید اوس فصل کی شکر گزاری میں کیجاتی تھی جو عید فصیح
کے بعد شروع ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے ٹوراناج کی روٹیاں پکا کر خداوند کے حضور بطور
پہلے پہلون کے پیش کیجاتی تھیں اور اوس دن کو پہلے پہلون کا دن کہتے تھے۔
بطور سے شکر خدا کیا جاتا تھا اور سکا حال استثناء ۲۶ و ۵۰ میں موجود ہے۔

۵۔ عید خمیر اس امر کی یاد گاری کے واسطے ہوتی تھی کہ جب اسرائیل جنگل میں پہنچے
تھے تو خمیر میں رہا کرتے تھے۔ اجمار ۲۳ و ۲۴ و ۲۵۔ مقدس یوحنا نے بھی (یوحنا
۱۲) میں اس عید کو عید خمیر کر کے لکھا ہے اس عید کو اخروج ۲۳ و ۱۶ و ۳۲ و
۲۲ میں فصل کاٹنے کی عید بھی کہا ہے۔ قطع نظر اسکے اس عید سے مقصود نگوں
اور میوہ جات وغیرہ کے پیدا ہونے کا شکر خدا کے حضور بجالانا اور سال آئندہ
کیواسطے کثرت پیداوار کے دعا مانگنا بھی تھا۔ جتنے روز۔ دن یہ عید رہتی تھی اتنی
دنوں یودی خمیر میں رہا کرتے تھے۔ گہر دن میں بنو کی مانعت تھی (خجیاد ۱۶ و ۱۷)
روز کی معمولی قربانیوں کے سوا بعض عجیب رسمیات اس موقع پر ہوتی تھیں جنکی تفصیل
گنتی ۳۹ میں موجود ہے اور عجیب رسمیات میں ایک یہ تھی کہ سلوم کے تالاب سے
کچھ پانی نزع پر اسکے ڈالتے تھے۔ خود یہودی کہتے ہیں کہ یہ پانی روح القدس کا نشان
تھا یسوع مسیح نے اسکا ذکر کر کے صاف صاف علی الاعلان فرمایا کہ اگر کوئی پیاسا
ہو تو میرے پاس آئے اور پانی پیو دو (یوحنا ۴ و ۳۹)

۶۔ ان تین بڑی عیدوں کے سوا کہ جنکا ذکر مذکور ہوا موسیٰ نے دوا و عید میں

مقرر کی تین جو بڑی سنجیدگی اور خوبی کے ساتھ ہوا کرتی تھیں مگر اون عیدوں میں
ہر اسرائیل کا شریک ہونا ضروری نہ تھا۔

۱۔ ایک اونین زسنگون کی عید تھی جو تسری مہینہ کی یکم اور دوم تاریخ کو
کہ عبرانیوں کے ملکی سال اوس مہینہ سے شروع ہوتا تھا ہوا کرتی تھی وجہ تسمیہ اس
عید کی یہی ہے کہ ہیکلون میں اوس روز زرنگے معمول سے زیادہ بجاے جاتے تھے
(گنتی ۲۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۳ و ۲۴) اس عید کو یہودی کوئی محنت کا کام نہیں کرتے تھے
(اجار ۲۳ و ۲۵) اور مخصوص قربانیان چکا ذکر (گنتی ۲۹ و ۱۰ و ۶) میں آیا ہے خدا
کے نام پر کیا کرتے تھے۔

۲۔ دوسرے عید کو عید کفارہ اور یوم کفارہ کہتے تھے اوس روز یہودی بڑا
سخت روزہ رکھتی کوئی محنت کا کام نہیں کرتے نہ کسی قسم کی کمانے کی چیز کھاتے اور
آپ کو غمزدہ بناتے (اجار ۲۳ و ۲۴ و ۳۳) جتنی موسیٰ کی مقرر کی ہوئی قربانیان
یہودیوں میں ہین اون میں سب سے ضروری یہی کفارہ کی قربانی تھی تسری کے
مہینہ کے دسویں روز فقط سردار کاہن ہی ساری قوم کے گناہوں کی عوض میں
سال بھر میں فقط اسی روز سردار کاہن کو اندرجانے کی اجازت تھی اور وہ بھی
بڑی بڑی طیار یوں کے ساتھ جنہیں اندیشہ موت کا بھی تھا۔ جتنی دیر رسم کفارہ ادا
کیجاتی تھی اتنی دیر اور سب خیمہ کے باہر کھڑے رہتے تھے۔ اور یہ کفارہ بڑا نشان
اس بات کا تھا کہ یسوع مسیح تمام دنیا کا کفارہ ہوگا۔ اجار ۱۶ میں اس عید کے
رسمیات کی خوب تفصیل ہے +

۷۔ سو اے ان طرح طرح کے سالانہ عیدوں کے جو خدا کے حکم سے مقرر ہوئی تھیں متاخرین یہود نے چند اور عیدین مقرر کی تھیں جنہیں بعض کا ذکر ذیل میں موجود ہے :

۱۔ پوریم یعنی فرعون کی عید جو اور مہینہ کی چودھویں اور پندرہویں تاریخ اور یوں سال ہوتا تو دباور کے مہینہ کی اونہیں تاریخوں میں اس امر کی یادگاری کیواسطے کیجاتی تھی کہ خدا نے کمال رحمت مہربانی سے یہودیوں کو ہمیں کے بچہ ظلم سے بچایا جس نے ارناد کس سے حکم پا کر تمام یہودیوں کے قتل کا حکم تھا (استر ۳ اور ۹)۔ آج حال کے یہودیوں میں یہ دستور ہے کہ استر کی ساری کتاب عبادتخانوں میں اس عید کے دنوں میں ختم کرتے ہیں مگر وہ چھپی ہوئی کتاب نہیں ہوتی ہے بلکہ ڈنڈی پر اور کتابوں سے علیحدہ لٹھی ہوتی ہے اس عید میں سب یہودی عورت اور مرد ہر عمر کے جو لائق شریک ہونے کے ہیں انکو حکم ہے کہ اس عید میں شریک ہو کر پڑھنا سنیں تاکہ جو باتیں اس عید کے متعلق ہیں خوب یاد رہیں۔

۲۔ تجدید کی عید جبکا ذکر یوحنا ۱۰ اور ۲۲ میں ہے جبکہ یہود امکابی اس نے سیکل ثانی کی یادگاری میں مقرر کیا تاکہ اوسنے اوس سیکل کو انٹیوکس اپلی فینس کے ہاتھ سے جسے اوسے ناپاک کیا تھا چتر اسکے پر اوسے پاک کیا اور خدا ایتالی کی عبادت کا حق جاری کی الغرض یہاں چسلو کی ۵ تاریخ کو شروع ہوتی تھی اور تمام ملک کے لوگ اسکی بڑی خوشی کرتے تھے۔

۸۔ جن عیدوں کا اوپر مذکور ہوا انکے احوال کتب مقدسہ میں بھی موجود

ہین اور اوکھانا اور اجبات سے تھا۔ اون کے سوا سب بہت اور یتیم و مستحقین
 یہود نے مقرر کیئے جنکا ذکر اس مقام پر قصداً چھوڑ دیا ہے صرف اون عیدوں کا
 ذکر اور کر نیئے جو کئی سال کے بعد مقرر سی مدت پر ہوا کرتی تھیں بنجلہ اونکے ایک
 سال سبتی تھا جیسے ہفتہ میں ساتواں روز آدمی اور جانور دن کے واسطے آرام
 کے تھا ایسے ہی زمین کی آرام کے واسطے سبت کا سال تھا۔ تمام سال سبتی ہر
 زمین غیر نزر و عہ پڑی رہتی تھی اور کچھ اوسکا پیداوار ہوتا تھا راہ خدا میں صرف
 کر دیتے تھے۔ نوکر چاکر مسافر اور مویشی خوب کھاتے تھے (اجبار ۲۵ و ۱۰۰ -
 خروج ۲۳ و ۱۱)

شخصی غلامی سے اس سال میں لوگ آزاد رہتے تھے (خروج ۲۱ و ۲)
 اور کوئی کسی کا مقروض ہی نہیں ہوتا تھا (استثنا ۱۵ و ۱۰۰ - ۲)
 یوبل کے سبتی سال میں لوگ زیادہ خوشی کرتے تھے یہ سال ہر ساتویں سبتی سال
 میں آتی اور پچاسویں برس یا مروج سال کے پچاسویں برس ہوتا تھا (اجبار
 ۲۵ و ۱۰۰)

یوم کفارہ کی شام کو شروع ہوتا تھا اور تمام ملک میں نرسنگا چھوٹا جاتا تھا
 قرضخواہ اپنے قرضے چھوڑ دیتے تھے قیدی اور غلام آزاد ہو جاتے تھے جو غلام
 سات برس کی خدمت کے شرط پر سستی آزادی ہوتے اور چنگے کان اسلینے چھید
 دیئے جاتے کہ معلوم ہو کہ دوامی غلام ہیں وہ بھی سب کے سب یوبل کی سال میں
 آزاد کر دیئے جاتے کیونکہ اوکو حکم تھا کہ تمام ملک میں اوسکے سارے باشندوں

کے ہر میان آزادی کی سنادی کریں۔ اجارہ ۲۵ و ۱۰ سوائے اسکے یہی دستور
 تاکہ اس سال میں تمام جائیدادیں بیعہ اصل مالکون کو بھیر دی جاتی تھیں۔
 پس یہ ایسا عمدہ بندوبست تھا گوئی شخص بالکل تباہ ہونے نہیں پاتا نہ ہمیشہ
 کے افلاس میں مبتلا ہونے پاتا تھا کیونکہ پچاس برس سے زیادہ مدت تک
 کسی کی جائیداد کسی سے علیحدہ نہیں ہوتی تھی۔ اور قیمت جائیداد کی سال یوبل
 کے قرب و بعد کے مطابق گھٹائی بڑھانی جاتی تھی یعنی اگر مدت سال یوبل کے
 قریب ہوتی تو جائیداد کی قیمت کم قرار پاتی کیونکہ یوبل میں وہ جائیداد شتری
 کو چھوڑنا پڑتی تھی۔

اجارہ ۲۵۔ ۱۵ جن شہروں میں شہر نیاہ ہوتی تھی اون کے اندر کے
 اونکے مکانات بھی چھوڑ دیئے جاتے تھے مگر اوس میں یہ شرط تھی کہ اصل مالک
 سال ہر کے عرصہ میں کسی وقت بائع سے اپنا قبضہ اوٹھا لینے کی درخواست
 کرتا ورنہ باوجود سال یوبل کے خریدار کا مکان ہو جاتا۔

سال یوبل اور نیز سال سبتی میں زمین آرام پاتی تھی یعنی اوس میں کچھ جوتا
 بویا نہیں جاتا تھا ❖

دوسرا چوپایہ لیتا تو اسکی سزا یہ تھی کہ دونوں چوپائے مقدس ہو جاتے تھے (اجلہ

۲۷ و ۱۰)

تیسرے ملکیت اور گھر کا خدا کی واسطے مخصوص کرنا اس قسم کی منت میں قیمت بھی ہو سکتی تھی اور شئی مخصوصہ چوڑے بھی ہو سکتی تھی (اخبار ۲۷-۱۲-۲۸)

چوتھے یہ کہ کوئی خود اپنی جان کو خدا کے لئے مخصوص کرے۔ اس قسم کی منت میں بھی قیمت ٹھہرانے اور چھٹے لینے کا استحقاق تھا (اخبار ۲۷ و ۱۰)

۲۔ ریاضت اور پرہیزگاری کی منت اسکو کہتے تھے کہ کوئی شخص شراب اور کھانا یا کسی اور قسم کی چیز سے پرہیز کرتا تھا اس قسم کی منتوں میں نظیر لوگ تھے جسکی صورتیں گنتی ہیں مذکور ہیں۔ ناصریوں کا یہ قاعدہ تھا کہ شراب اور کشید کیا ہوا عرق اور پرہیز سے جو انگور سے طیار ہوتی پرہیز کرتے اور بال چوڑے یعنی نہیں منڈواتے اور مرد کو نہیں چوڑے اور جو کوئی مردہ اتفاقاً انکے سامنے مر جاتا تو دوسرے درجہ کے ناصریوں کو از سر نو نصارت شروع کرنا پڑتی۔ نظیر دن کی طرح ایک اور منت تھی جو یہودی اور سوقت کیا کرتے جب کسی بیمار می سے شفا یا کسی خطرہ یا مصیبت سے خلاصی پاتے اور قربانیان چڑھانے سے تیس روز پہلے شراب سے پرہیز کرتے اور سر کے بال منڈواتے۔ اس دستور سے مقدس پولوس کے اوس طریقہ کی حکاکرا اعمال ۱۰ و ۱۱ میں ہے خوب توضیح ہو جاتی ہے۔

۳۔ یہودیوں کی طہارت بھی کئی طرح کی ہوتی تھی اور غرض طہارت سے شخص یا جنس خدا کی عبادت کیواسطے مخصوص کرنا ہوتی تھی ۵

یسو ریون کی طہارت خاصہ دو قسم کی ہوتی تھیں ایک تو یہ کہ سارے جسم کو یعنی غوطہ مار کر دہوتے جو گاہن لوگ اعتکاف کرتے اور اونکو مذہب میں داخل کرنے کی غرض سے کیا کرتے تھے۔ دوسرے ہاتھوں یا پاؤں پر پانی بہاتے۔ یہ طہارت روزانہ کرنا پڑتی تھی لیکن نقطہ ہاتھ پاؤں ہی نہیں دہوتے تھے بلکہ کہانے کے پیالے اور برتن بھی دہویا کرتے تھے۔ (متی ۵ اور ۲۰ و مرقس ۷ و ۳۰ و یوحنا ۲ و ۶) انہیں دو طہارت کا ذکر یسوع مسیح نے یوحنا ۳ باب ۱۰ آیت میں کیا ہے۔

۴۔ شریعت موسوی میں ناپاک اور لوگوں سے مراد ہی جکا چونا بلکہ جنسی ملنا ملنا بھی اور سوقت تک جائز نہیں تھا کہ وہ خود اپنے آپ کو ناپاک تصور کریں یعنی ہر طرح کی راہ و رسم اپنی برادری سے ترک کریں اور سوائے اسکے اونکو ایسی جگہ آمد و رفت رکسنے کی بھی اجازت نہ تھی جو خدا کی عبادت اور قربانیوں کے واسطے مقرر تھی۔

اور جو ایسا کرتے تو اسکی سخت سزا تھی مدت اور مصیبت ناپاکی کی مختلف تھی بعض صورتیں ایسی بھی تھیں کہ بعض مقررہ رسمیات کے ادا کرنے سے ناپاک آدمی قریب مغرب پاک ہو جاتا تھا۔ بعض صورتیں ایسی تھیں کہ جنہیں جب تک آٹھ روز برابر ناپاکی کا سبب مطلقاً موقوف نہ رہتا اور سوقت تک مراسم مقررہ ادا کرنا منع تھا کوڑھ کو گوشت میں پڑھنا اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنا اور اسے بہت دور فاصلہ پر رہنا پڑتا تھا۔ اونکا لباس جدا تھا جس سے لوگ پہچان لیتے تھے کہ یہ کوڑھی ہے اگر کوئی صحیح و سالم آدمی اسکے پاس جاتا تو کوڑھی باؤا بلند گستاخانہ ناپاک۔ اور ناپاک آدمی کو حکم تھا کہ وہ پاکو نہ چھوئے اور جو ایسا کرتے وہ پاک بھی ناپاک ہو جاتا اور ناپاک کو حکم تھا کہ شہر یاہ کے باہر لوگوں کی آمد و رفت کی جگہ سے علیحدگی

کورہین (گنتی ۵ و ۱۰) شریعت لادویون مین ناپاکیان گیارہ قسم کی لکھی گویا پہلے
یودیون نے اوپر اور اضافہ کیں۔ لیکن سب سے سخت ناپاکی کوڑہ سمجھی جاتی تھی
جو آہستہ آہستہ اس طرح شروع ہوتی ہے کہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا جو اور آخرش کو
لا علاج ہو جاتی ہے اور پھر اسے دیکھ کر نہایت کراہیت آتی ہے۔ موسیٰ نے اوس
عارضہ کی صورتیں احبار ۳ و ۱۴ اور گنتی ۵ و ۱۰ اور استثنائہ ۲۴ و ۸ و ۹ میں بیان
کی ہیں۔ کوڑہ یعنی جسم کا بگڑ جانا اوس خرابی کی ایک بڑی علامت ہے جو گناہ
کے باعث آدم کی اولاد میں پانی جاتی ہیں اور جو قربانیاں کوڑہ ہی بعد اچھے موبوں کے
چڑھاتے تھے وہ علامت اوس بڑہ کی ہے جو تمام دنیا کی گناہوں کو اوتا لیتا ہے۔

بارہوان باب

یودیون کی تخریب مذہبی کے بیان میں

۱۔ یودیون کی بت پرستی - (۲) یودی فرقتے چکا ذکر عند عبدید میں ہے۔

(۳) یودیون کی کمال تخریب بزمانہ ولادت مسیح -

۱۔ یودیون کی بت پرستی کے بیان میں -

بت پرستی عبودان باطل یعنی بتوں کی پرستش کو کہتے ہیں پیدائش ۶ و ۵ اور
رومیون ۱۰ و ۱۱ کی تطبیق سے ۲۱ یقین ہوتا ہے کہ طوفان سے قبل بت پرستی
پھیل گئی تھی اور ہمارے اس یقین کے مزید تصدیق رسول یہودا کی آیت ۴ کے

مضمون سے ہوتی ہے) جو انچو وقت کے ایسے خید آدمیوں کے (جو خداوند خدا سے منکر تھے)
 چلن رویہ کا ذکر کر کے اپنے خط کے آیت میں لکھتا ہے کہ افسوس! اون پر جنہوں نے
 قائن کی راہ اختیار کی ہے۔ رسول کے قول مذکورہ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جنہوں
 نے خدا کو چوڑے بجائے خالق کے مخلوق کی پرستش شروع کی اور نہیں اول اولاد
 قائن تھی۔ اول بت پرستی آسمانی چیزوں کی جاری ہوئی یعنی چاند سورج ستارے
 وغیرہ کی۔ خاص عراق عرب اور کالہ یہ مین بعد طوفان کے بت پرستی کی رسم اول
 جاری ہوئی وہاں سے کنعان اور مصر اور اور ملوکوں میں پھیل گئی ہر خد کہ موسیٰ
 نے خدا کے حکم و ہدایت سے اسرائیلیوں کو ایسا مذہب تعلیم کیا تھا کہ اور کسی قوم
 میں نہیں تھا اور باوجودیکہ تمام احکام موسوی مذہب کے ایسے تھے کہ اسرائیلی
 بت پرستی سے بچے رہتے مگر وہ ایسے ضعیف الاقتماد اور دل کے مذہب تھے کہ
 مصر سے رہائی پانے کے بعد بھی بت پرستی میں گرفتار ہو گئے (خروج ۳۲ و ایرو
 ۱۰۶ و ۱۹ و اعمال ۷ و ۴۱-۴۳) کنعان میں داخل ہوتی ہے اور انہوں نے بھی ان
 معبودوں کی جنکو کنعانی اور اور گرد و نواح کی قومیں پوجتی تھیں پرستش کی (فانی
 ۱۳ و ۱۳ و ۱۳) اس ناشکری کے عوض اور نہیں سخت سزا ملی۔

اور مشہور ہے کہ جب اور مکالمک دو سلطنتوں میں منقسم ہو گیا تو اس کے مغرب
 کے بعد گویچ میں چند مدت کو سنبھل بھی گئی حاکم اور رعایا سب کے سب بت پرستی
 میں مبتلا ہو گئے فرقہ یہود کے لوگ بھی اجنبی معبودوں کی پرستش سے محفوظ نہیں
 رہے جیسا کہ نبیوں کی اکثر ملامتوں اور مذمتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر آخر کار

اون لوگوں کے سخت قاعدہ سے واقف ہو کر جو بابل کی اسیری سے چھوٹ کر آئے تھے
 بت پرستی چھوڑ دی اور تمام معبودوں باطلہ اور اجنبی طریقوں پرستش سے سخت متنفر
 ہو گئے یہ بڑی اصلاح غرا اور نجیاء نے اور اون بڑے دینداروں نے جو ان کے بعد
 ان کے خلفاء ہوئے بخوبی تمام کی لیکن بوجہ مرد زمانہ کے دینداری کی قوت جاتی ہی
 گو کہ ظاہر بتاؤ قائم رہا اور عہد جدید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مہنجی کے زمانہ میں
 یہودیوں کے بہت سے فریق ہو گئے جو ایک دیگر کمال ہی مختلف الراء و العقیدہ تھے
 اور ان کے درمیان سخت عداوت اور تعصب بڑھ گیا تھا۔

۲۔ اس مقام پر اون مختلف فرقوں اور انکی جدا جدا تعلیمات کا جنکا عہد جدید
 میں جا بجا ذکر آیا ہے ہم بالتفصیل احوال قلمبند کرتے ہیں۔

فرقہ صدوقی کی وجہ تسمیہ ایک شخص سے صدوق سے ہے جو انگلوس سوس کا شاگرد
 اور یہودیوں کی صد مجلس کا میجر مجلس تھا جسکا زمانہ دو سو ساٹھ برس قبل زمانہ مسیح
 سے تھا۔ اس فرقے والے تمام بے لکھے قوانین اور حدیثوں کو جنکی فریسی بڑی عظمت
 کرتے اور نہایت حق جانتے تھے غیر متبرہراتے تھے اور انکی رائے اور دعوے
 یہ تھا کہ یہودی مذہب صرف کتب مقدسہ پر موقوف ہے۔ فرشتوں کے اور ارواح
 کے وجود کے و غیر منکر تھے اور یہ بھی انکی رائے تھی کہ جسم کے ساتھ روح بھی
 مرجاتی ہے اس واسطے آئندہ کے عذاب و ثواب کا کچھ اعتقاد نہ تھا اس فرقہ کے
 لوگوں کی تعلیمات لوگوں کو ایسی پسند نہ تھی جیسے فریسیوں کی تھی اور ایسے لوگ
 شمار میں بھی نہ تھے *۔

۳۔ فریسی بھی صدوقیوں سے کچھ بہت مدت بعد کے نہیں معلوم ہوتے ہیں یہودیوں میں یہ فرقہ بہت بڑا اور ممتاز اور مشہور تھا۔ یہ نام ایک عبرانی لفظ فارس سے کہ اوسکی معنی علیحدہ کے ہیں نکلا ہے وجہ اس نام کے رکھنے کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ آپ کو یہودیوں کے باقی فرقہ سے باعتبار دینداری اور اوسے فراسم مذہبی کے علیحدہ سمجھتے تے جانتے تھے اونکو اس بات کا فخر تھا کہ بسبب حق پر ہونے ہمارے فرقہ کے ہمارے فرقہ والے سزاوار بہشت کے ہیں اور آپ کو راستباز جانکر اور ون سے نفرت رکھتے تھے۔ (لوقا ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵)

اگرچہ وہی عتیق کے نوشتجات کو یہودی مذہب کا ناخذ سمجھنے کا اقرار کرتے تے لیکن سماعی نصائح اور روایات پر جو خارجی دستورات سے متعلق تھیں ویسا ہی متبر جانتے تھے۔ وہی روح کے غیر فانی ہونے اور قیامت کے قائل تھے لیکن وہ اسکے بھی قائل تے کہ سب باتین قسمت کے محکوم ہیں۔ وہی شریعت موسوی کی بڑی احتیاط سے شرح کرتے اور اوسکے معنی و مطالب سمجھاتے لیکن اکثر فیلسوفانہ اور سماعی باتون سے اون مطالب کو مخلوط کر کے اوسکی تاثیر کو دور کر دیتے تے۔ اونکی مصنوعی تقدس اور بزرگی کا عوام الناس خصوصاً عورت پر بڑا اثر تھا یسوع مسیح نے اونکی مکاری اور لغو و فضول باتون کی بڑی مذمت کی ہے۔

۴۔ تیسرا بڑا فرقہ یہودیوں کا اسینی تھا جو صدوقیوں اور فریسیوں سے رسمیات اور تعلیمات دونوں میں بہت مختلف تھا۔ اونکے آپس میں ہی دو فرقے تے ایک تو پیکل یعنی دنیا دار جو جماعت کے ساتھ یعنی اکٹھے ہو کر رہتے اور بعض اونیمن شادی ہی

کرتے تھے دوسرے دن میں اور اون لوگوں کے گرد دناوح میں رہتے تھے اور کاشتکاری اور اور درست پیشہ کیا کرتے تھے۔

۲ خیالی اصول جنکو لوگ اطبا بھی اس معنی کر کہتے تھے کہ گویا کہ وہ سعال و حالی تھے اور ہمیشہ دعا و ہنہ لگی اور لوگوں کے گناہوں کی شفاعت میں مشغول رہتے اور بڑے بڑے قصبہ جات میں رہنے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ اون کے نزدیک ایسی سکونت عبادت الہی میں محصل ہوتی تھی۔ دونوں فریق کے لوگ نہایت پرہیزگاری اور دینداری میں مشہور اور بڑی شہمن سے سخت متنفر اور سبقت کے بڑی پختہ ہونے والے ہوتے تھے۔ یہ لوگ بقاء روح کے قائل تھے کہ جسم کے مبعوث ہونے اور فرشتوں کے وجود اور آئندہ کے عذاب و ثواب کے منکرت تھے۔ اور نکایہ بھی عقیدہ تھا کہ ہر شی ازل سے جسطور پر کہ وہ ہے اسی طور پر ترتیب دی گئی ہے اگرچہ اس فرقہ والوں کا عہدہ یہ میں صاف صاف ذکر نہیں کیا مگر ۲ کلیسیوں ۱۸ و ۲۱ و ۲۳ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی کی طرف اشارہ ہے اور ایسا تصور کیا جاتا ہے کہ سی ۱۹ و ۱۳ میں جنکی نسبت لکھا ہے کہ خدا کی بادشاہت کے خاطر اونہوں نے آپ کو خواصہ بنایا ہے وہ انہیں کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ نقیہ جنکا انجیل میں اکثر جگہ ذکر ہے یہودیوں کے فرقوں میں سے تھے فقہ و نکاح کام یہ تھا کہ مقدس کتابوں کے ترجمے اور شکل آیات کی شرح اور رسمی شریعت میں جو دقیقہ واقع ہوتا تھا اور نکاح تصفیہ کرتے تھے۔ یہودیوں میں فقہوں کا کتنا سنا بہت چلتا تھا اور نقیہ شریعت کے خانگی معلم کی طور پر سمجھے جاتے تھے۔

۶۔ ہیرودیس جو مذہبان سلطنت کلاتے اور اوس ہیرودیس کے طرفدار تھے جسکا غلط نام اعظم تھا۔ ان لوگوں کی وجہ تسمیہ یہی تھی کہ وہ ہیرودیس کے طرفدار تھے اور جیسے اوسکے معاملات ملکی اور مصلحت وقت مقتضی ہوتے ویسے ہی شینہ کمال لیتے یعنی ایسی باتیں نکالتے تھے کہ رومی جنگی عملداری تھی اون سے خوش ہوتے تھے۔

۷۔ گلیلی جو یہود کا لونٹ کے پیر تھے اور اوس کی قربا میان چڑھائیں اسوجہ سے یہودیوں کے اور سامریوں کے درمیان سخت عداوت ٹھہری جسکا جاجا عہد جدید میں مذکور ہے سامری (جو اب تک پائے جاتے ہیں مگر شمار میں نسبت یہودیوں کے بہت تھوڑے ہیں) یہودیوں کی کل کتب مقدسہ سے بجز موسیٰ کی پانچ کتابوں کے قطعاً منکر ہیں مگر موسیٰ کی پانچوں کتابیں اوسکے پاس پُرانی عبرانی حروف میں موجود ہیں۔ اور خاص خاص باتوں میں ہمارے حال کے نسخوں سے جو یہودیوں کے پاس تھے بالکل مطابق ہیں اس سبب سے سامری کہتے ہیں کہ موسیٰ کی ضروری اور عمدہ کتابیں ہماری پاس بجنسہ بے تحریف موجود ہیں۔

۸۔ سامری جسکا ذکر عہد جدید میں آیا ہے یہودیوں کی دس قوموں اور غیر قوموں کی آمیزش سے پیدا ہوئے تھے۔ یعنی اون میں یہودیوں کی دس قوموں اور غیر اور غیر قوموں کا میل تھا اون کے اسی میل سے یہودی اونہیں اپنے زمرہ میں نہیں شمار کرتے تھے اور اسیری بابل سے مراجعت کرنے کے بعد یہودیوں نے اونہیں ہیکل کی تعمیر ثانی میں مدد دینے کیواسطے شریک کرنا نہیں چاہا۔ اس انکار کے اور نیز اور سببوں سے سامریوں نے اپنے واسطے ایک ہیکل کوہ گریزن پر علیحدہ

بنائی اور شریعت موسوی کی ہدایات کے بموجب ویسی تعلیمات کو ماننے اور
اون پر چلتے تھے۔

اونکا عقیدہ تھا کہ محصول حق خدا کا ہے رومیون کو ہرگز محصول نہیں دینا چاہیے
اونکی مذہبی آزادی اور شریعت الہی کے اختیارات صرف ہتھیاروں کے زور سے
قائم تھے اور باتون میں اونکی تعلیمات بالکل فریسیوں کی سی تھیں۔ ویلاتی جن کا
یہودیوں کی کتب تواریخ میں بہت ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی تابعین میں سے
تھے اور لوگون کا گمان ہے کہ جن رہتہ باز آدمیون کو فریسیوں اور مزیر دسیوں
نے یسوع کے پاس باتون میں لگانے کے لیے بھیجا تھا اسی فرقہ میں سے تھے۔

(متی ۲۲ و ۱۵ و ۱۶ مرقس ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و لوقا ۲۰ و ۲۱)

۸۔ سکاری جنکا ذکر اعمال ۲۱ و ۳۸ میں ڈاکو کر کے آیا ہے جو اپنے کپڑوں میں
ہتھیار چھپائے رکھتے تھے اور چپکے سے جسکو مارنا ہوتا تھا ہتھیار نکال کر مار ڈالتے تھے
۳۔ یہودی مذہب اور دینداری کی خرابی اون الزامات سے جو یسوع مسیح
نے اونیپر لگائے ہیں جو چاروں انجیلوں میں موجود ہیں بخوبی ظاہر ہے بے شک
یسوع مسیح کے وقتوں میں وہ مذہب بہت بگڑ گیا تھا مقدس مصنفوں کے
بیان کی تصدیق کافروں کے بیان سے خصوصاً یہودی مورخ یوسفس سے
ہوتی ہے جو لکھتا ہے کہ سردار کاہنوں اور ممتاز سرداروں کی خرابی اور لغو
حرکات نے تمام کاہنوں کو خراب کیا اور پھر اون سے عام لوگون میں جو جہالت
اور بد معاشی میں غرق تھے اور غیر قوموں سے سخت نفیض اور کینہ رکھتے تھے

یہ خرابی پہیلی۔ مورخ مذکور لکھتا ہے کہ آخرین یہودیوں کی خرابی اور شامت اعمال اس درجہ کو پہنچی کہ اگر زومی اور انکی مخالفت میں دیر کرتے یعنی انکے ملک پر قبضہ نہ کر لیتے تو شہر یہو سلم یا تفلزلہ سے تباہ ہو جاتا یا طوفان سے غرق یا سدوم و غمورا کی طرحت آسمانی آگ سے جل کر خاک سیاہ ہو جاتا کیونکہ اس زمانہ کے لوگ شرارت اور بد معاشی میں اول سے جنھوں نے یہ مصیبتیں اور تھائی تھیں بہت بڑھ چکے تھے ۔

دوسرا حصہ

یہودیوں اور اقواموں کی پرانی باتیں جنکا کتب مقدسہ میں کہیں کہیں ذکر ہوا ہے

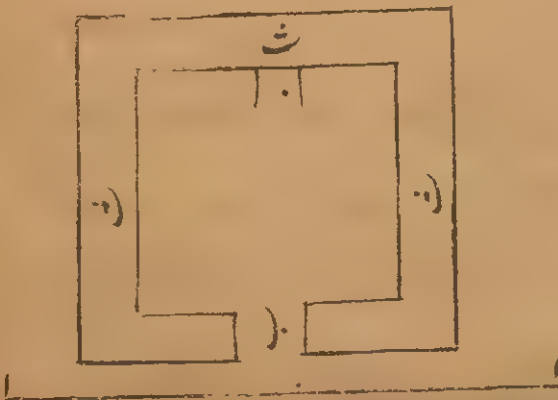
باب اول

یہودیوں کی سکونت کے بیان میں

معلوم ہوتا ہے کہ جب اولاد آدم کی بڑھنے لگی تو انھوں نے اول اول غاروں اور کوہوں میں رہنا اختیار کیا۔ مثلاً لوط اور اسکی اولکیا بن سدوم کے غارت ہونے کے بعد غاروں میں رہنے لگے اور چڑھائے اور حال کے سٹین بن اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ شرقی ملکوں میں ایسے غار اب تک پائے جاتے ہیں جن میں آدمی جنہیں ازہیوں نے اپنی بچہ میرا سٹے استعمال کیا تھا ان کے خیموں میں رہنے لگے۔

پیدائش ۱۸ و ۲۰) پر مبنی ہوتے ہیں انکے نوبت پچھنچی کہ مکان بنے لگے۔ جو ہمیر تھے
اونھوں نے پتروں اور اینٹوں کے مکان بنائے اور جو غریب تھے اونھوں نے لکڑی
اور مٹی کے مکان بنائے۔ جیسا کہ آج تک شرقی ملکوں میں رواج ہے وہ مٹی ایسی تھی کہ
جب کتھان کے پہاڑوں سے پانی آتا تو وہ گر پڑا کرتے تھے یعنی مضبوط نہ تھے کہ گھر جتنی
سے رہ رہتا رہتا خداوند نے پہاڑی وعظ کے اخیر میں اس واقعہ کو بیان کیا تھا۔
(متی ۲۶-۲۷) ایسٹ انڈینز میں کچی دیواروں میں اکثر نقب زنی کیا کرتے ہیں اور
بیچارے پیچھے آدھوں کا مال گھر میں نقب کی راہ سے گسکر لوٹ لیتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو اسی قسم کی تشیلات سے سمجھایا
تھا یعنی یہ کہ تم اپنے مال ایسے مکانوں میں مت رکھو کہ چور اسے توڑ کر جہاں الجاویں
(متی ۶ و ۱۹ و ۲۰) اس قسم کی دیواروں کے سوراخوں میں سانپ اکثر چھپ کر رہتے ہیں
(عموس ۵ و ۱۹) اس مقام پر کتاب دالے نے شرقی ملک کے ایک مکان کا نقشہ بھیجی
ہے مگر ہم لوگوں کو کہ شرقی میں اور ایسے مکانوں میں رہتے ہیں۔ اور اسکا سمجھنا
نقشہ ذیل سے سہل آسان ہے۔



چونکہ طرز عمارت اور رسم و دستور شرقی لوگوں کے ابتک بدلے نہیں ہیں اس واسطے کہ
 کے شرقی مکان کے نقشہ سے بھی اس وقت کے یہودیوں کے گمروں کا طرز عمارت بخوبی
 معلوم ہو جائے گا شرقی مکان میں راستے اکثر تنگ ہوتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ
 سورج کی گرمی سے امن رہتی ہے۔ اور بعض جگہ ٹرک کے دونوں جانب پر برابر
 دکانیں بھی ہوتی ہیں اگر ہم (الف) (الف) ٹرک سے مکان میں جا دیں تو اول
 ہمیں احاطہ مکان کے اندر جانے کے لیے بیرون دروازہ (ب) میں گزرنا ہو گا۔
 احاطہ مکان کے اندر صحن جو ہے اوس میں چٹائیاں یا فرش بچھا ہوتا ہے جس پر بہت بڑی
 جب بھی کوئی شادی یا عقد یا کسی اور قوم کی تقریب ہوتی ہے تو اکثر بیٹھتے ہیں۔
 بادشاہی محل کے صحن میں اخویرس کا چالہ لوگوں کو دیا گیا تھا ۱۱ ستر ۵) اور صحن
 ہی میں ہی جہنم ہو کر یسوع مسیح کی باتیں سنتے تھے جبکہ ذکر کو ۵ د ۱۹ میں آیا ہے مگر آیت کو
 میں صحن کو وسط مکان کر کے لکھا ہے اس صحن کے آس پاس بھی اکثر مکانوں میں چٹائیاں
 مکان یعنی کوٹھے ہوتے ہیں صحن (ث) (ث) (ث) تصویر پر دیکھو جسکے باہر تہجہ نما عمارت
 تھی والا بنے ہوتے ہیں جب کوئی (ث) میں جانا چاہے تو اول والاں میں جانا پڑتا
 ہے جبکہ (د) لکھا ہے: وہ کوٹھے کا دروازہ ہے۔ کوٹھوں کے دروازے اکثر بند رہتے
 ہیں اور خدمتگار دربانوں کے طور پر دروازے پر رہتے ہیں (یوحنا ۱۰ ۱۶ و ۱۷) و
 اعمال ۱۲ و ۱۳ چہتین سید ہی یعنی چٹپی ہوتی ہیں جیسا کہ اب تک رواج ہے وہ مٹی
 کی ہوتی ہیں مٹی خوب مضبوطی سے کوئی ہوتی ہے کہ مینہ اندر نہیں آنے پاتا ہو لیکن
 چہتوں پر توڑی توڑی گھاس جم جاتی ہے جبکہ ذکر زبور ۱۲۹ و ۱۶ اور یسعیاہ ۳۷

۲۷ میں آیا ہے ان چہون کے آس پاس چوڑی اونچی دیواریں ہوتی ہیں ایسے کرکے
 اندر نہ گھس آویں ایسی محافظت کا استثناء ۲۲ و ۲۳ میں حکم ہے اسی قسم کی چیت تھی جسے
 لوگوں نے ایسے توڑا تا کہ لقوہ کے مارے ہوئے کو صحن سے مکان میں پہنچا دیں۔ (مفسر)
 ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ (مکان کے پیچھے عورتوں کے بنو کی جگہ ہوتی ہے جسکو عربی میں حرم
 کہتے ہیں اور عند عتیق میں محل کہتے ہیں اسرائیل کا بادشاہ مشاجم اسی حرم یعنی دیوان خاص
 کے اندر مقتول ہوا تھا ۲۷ سلاطین ۱۵ و ۲۵ سلیمان کا حرم ہستیر کو اور جدا مکان تھا۔
 (اسلاطین ۴ و ۸ و ۲۰ تواریخ ۸ و ۲۰) شرقی ملکوں کے مکانون کا سامان بھی بہت کم اور
 سیدھا سا ہوتا ہے خصوصاً غریب آدمیوں کے مکانون میں تو صرف چند ضروری
 چیزیں ہوتی ہیں۔ کرسیوں کی جگہ اونگے میاں چمڑے اور چٹائیاں ہوتی ہیں اور
 کپڑے پھتے تھے اور زمین کو چھپاتے اور اوڑبتے ہی تھے (خروج ۲۲ و ۲۵ و ۲۶۔
 استثناء ۲۴ و ۲۵) یہ بیان اُس مفلوج کے حال سے بنی ہوتا ہے جسکو خدا
 نے فرمایا کہ اٹھ اپنا کھٹول لے اور چلا جا اسی ۹ باب ۶ آیت)

یہودیوں کے گھروں میں نفیس مفلج کے بستر اور کوسچین اور سونی ہوتے تھے جس پر
 بیٹھے اور لیٹتے اور سوتے تھے (۲ سلاطین ۴ و ۱۰ و ۲ سموئیل ۱۴ و ۲۸) پچھلے زمانہ میں
 بہت خوبصورت کوسچین ہاتھی دانت کے کناری لگی ہوتی ہوتی (عموس ۶ و ۴) اور
 عمدہ اور خوشبو میں سے ہونے غلاف اور بچھونے ہوتے تھے (اشال ۱۴ و ۱۵)
 ان سونوں پر یہودی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے زمانہ یعنی قریب سلطنت
 یہودیوں کے (کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کے وقتوں میں نیز پر لیٹنے کا دستور

ہو لوگ مزاحمہ پہنہ ہوتے تھے اور لوگ کہی نکا کہتے تھے جیسا کہ دیونا ۲۱ و ۲۰ میں لکھا ہے۔
 پنخ کے نیچے ایک اور لباس بھی ہوتا تھا جسے کرتہ کہتے تھے۔ مگر ایسے کہ وہ آدمی کی کرتہ
 کے مانع نہ ہوا اسکے اوپر کمر بٹکے باندھتے تھے جسکو کتب مقدسہ میں طرح طرح کے
 استعارات سے ظہیری اور ردانگی اور کام پر آمادگی ظاہر کر نیکی واسطے ذکر کیا ہے
 کہی یہ پٹکے روپیہ پیسہ اور اور چیزیں رکھنے کے واسطے بطور جھوٹے کے بھی کام میں
 آتے تھے (متی ۱۰ و ۱۱ مرقس ۶ و ۷) پنخ کے اوپر ایک اور لباس از قسم لبادہ ہوتا تھا
 جو قریب قریب چکر کو کہی فیٹ بننا چڑا تمام جسم کے آس پاس لپٹا ہوا یا کندھوں پر
 بند ہا ہوتا تھا۔ پاؤں کو چوٹ سے محفوظ رکھنے کی واسطے ایک قسم کی جوتی پاؤں پر باندھی
 جاتی تھی اور سکا کھولنا باندھنا کمر نوکرون کا کام تھا۔

ڈاڑھی مرد کا ہزار یور سمجھی جاتی تھی اس واسطے اسکا کھسوٹنا بڑا برا جانتے تھے
 (۲ سموئیل ۱۰ و ۱۱) بہت سی بالون کا سردا خل خولعبور تھی (۲ سموئیل ۱۴ و ۱۵)
 اور گنچہ کو حقیر جانتے تھے (سلاطین ۲ و ۳) بالون میں گنگلی کر تے وقت تیل ڈالتے
 خصوصاً تیوہا کے دن اس دستور کی نسبت کتب مقدسہ میں بہت حوالات پائے
 جاتے ہیں ایک قسم کی ٹوپی جو غالباً پگڑی کے مثل ہوتی تھی سر کے بچاؤ کے واسطے
 اوڑھتے تھے۔ بہت سے عمدہ عمدہ جوڑے کپڑے رکھنا داخل شان امارت تھا
 اور بکے لکھنے کا طریقہ ذکر ایوب ۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ میں آیا ہے زبور ۴۵ و ۴۶
 معلوم ہوتا ہے کہ شرقی ملکوں میں کپڑے رکھنے کے صندوق وغیرہ کو خوشبوؤں
 سے بساتے تھے۔

عورتوں کی پوشاک مردوں سے خاصکر اس میں مختلف تھی کہ عورتوں کے پہنے کا اور
قسم کا ہوتا تھا اور ایک برقعہ بھی اوڑھتی تھیں۔

انگوٹھی والا اور تہمکا اور زیورات جو خوبصورت عورات اب تک پہنتی ہیں یہودیوں کی
عورات ضرور پہنی تھیں اور جیسا کہ ہمارے وقتوں کے شرعی عورات اپنے انگوٹھوں
میں سرالگاتے ہیں ایسے ہی یہودی عورات میں بھی دستور تھا۔ ایسا ہی اذیل
نے کیا تھا جیسا کہ ۲ سلاطین ۹ و ۱۰ میں لکھا ہے کہ اونے اپنی آنکھوں میں مٹھر
لگایا اور اپنا سر سنوارا اور ایوب کے چھوٹے (ایوب ۴۱ و ۴۲) لڑکے کا نام
اسی قسم کا تھا جس سے اس دستور کی طرف اشارہ ہے زنانی پوشاک کے لوازمات
میں سے شیشہ یعنی آئینہ بھی تھا لگے وقتوں میں دسے ڈھلے ہونے چکنے پٹیل کے
ہوتے تھے اور عورتوں کے ہاتھوں میں رستے تھے ۶

تفسیر باب

یہودیوں کی شادی کے دستورات کے بیان میں

شادی کرنا یہودیوں کے نزدیک پاک و اقدس سے سمجھا جاتا تھا۔ اور مجرد
رہنا بڑی حقارت کی بات سمجھتے تھے۔ کثرت ازدواج بھی جاری تھی لیکن بیکار
تہا اس کی اجازت نہ تھی۔ لیکن ایک عورت سے زیادہ زیادہ عورات جو ہوتی تھیں

تو وہ مرتبہ بن پہلی بی بی سے کمتر ہوتی تھی اور اونکی اولاد باپ کے مال و ہب باب کی وارث نہیں ہوتی تھی بجز اس صورت کے کہ پہلی بی بی یا مغربی بی بی سے اولاد نہ ہو۔ مثلاً سارہ ابراہیم کی اصل بی بی تھی جس سے اسحاق تھا وہی اصل وارث اس کے دولت کا ہوا لیکن سارہ کے سواے اسکی دو عورتیں اور بھی تھیں یعنی ہاجرہ اور تظورہ ان سے بھی اولاد تھی مگر اس اولاد میں اور اسحاق میں نہایت فرق تھا کیونکہ پیش ۲۵ و ۵۰ و ۶۰ میں لکھا ہے کہ اس نے اور نہیں کچھ انعام بخش دیا اپنی زندگی میں علیحدہ کر دیا نکاح کا کوئی خاص طریقہ یہودیوں میں بھی موسیٰ نے نہیں مقرر کیا تھا صرف ایجاب قبول کافی سمجھا جاتا تھا۔ جب طور سے لڑکے کا پیام دیتے تھے اسکا کچھ حال سکھ کے احوال سے جتنے یعقوب کی بیٹی دنیاہ کی شادی کیو اسطے پیام دیا تھا ظاہر ہوتا ہے (پیدائش ۳۷ و ۶ و ۱۶) اور اصلیت نکاح اور طریقہ ادائے رسم شادی پیدائش ۲۷ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۴ میں مذکور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نکاح کی مدت پہلے عورت مرد کی منگنی ہی ہوتی تھی۔ اور یہ منگنی یا تو بذریعہ تحریر کی ہوتی تھی یا لڑکے کی طرف والدین کی طرف والدین کو کچھ نقدی گواہوں کے سامنے لکھ دیا جاتا کہ خوب بختگی اس امر کی ہو جاوے کہ یہ لڑکی ہماری ہو گئی۔ بعد منگنی کے (جو عموماً اس وقت میں ہوتی تھی جب دو لہا دو لہن جوان ہوتے تھے) کچھ مہینوں یا کچھ برسوں تک جب تک کم سے کم بارہ برس کی نہوتی وہ لڑکی باپ کے گھر رہتی اور اسکا نکاح نہیں ہوتا تھا۔ یہ بات کہ شادی سے کچھ مدت پہلے منگنی کرنے کی رسم تھی۔ مستناد ۲ و ۳ و ۷ سے صاف ظاہر ہے۔ مثلاً دیکھتے ہیں کہ سمسون کی جو رومنگی ہو

کے بعد کچھ مدت تک اپنے والدین کے گھر میں ہی (قاضیون ۱۴ و ۱۵) اگر شادی اور
شکنی کے درمیانی عرصہ میں دو لہن کسی دوسرے شخص سے مرکب فعل یہ ہوتی
اور اوس وفاداری میں جو اوسکو اپنے دولہ کے ساتھ چاہیے تھی اوسمیں فرق
آتا تو وہ زانیہ قرار دیا جاتی تھی۔ یہودیوں میں اور عموماً تمام شرقی ملکوں میں شادی
کرنا بستر لڑائے کے ہے کہ مرد گویا عورت کو خریدتا ہے اسلئے جیسے شادیوں میں
عورتیں خاوندوں کے گھر میں جھیر لاتی ہیں اسی طرح مرد بھی عورت کو یا اوسکے
مان باپ کو کچھ زرقہ یا تحفہ جات اس جہیز کی عوض میں نذر کرتا ہے۔ دیکھو اسکی
تمثیلات پیدائش ۴۴ و ۱۲ و ۲۹ و ۱۱۰ و ۱۰۱ و ۱۸ و ۲۵ میں۔ شادی میں بڑی ہونم
اور دعوتین ہوتی تھیں۔

تمثیل جب کا ذکر سنی ۲۵ میں ہے اور رسمیات کے حال جو ایسے موقعوں پر دیکھی جاتی
تھیں بہت اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ یہودیوں میں طلاق سے بھی ایسے ہی نکاح
فسخ ہو جاتا تھا۔ جیسے شوہر و زوجہ میں سے کسی ایک کے مرنے سے۔ ہمارا بھی فرماتا
ہے کہ موسیٰ نے ایسی اجازت اپنے لوگوں کو سختی سے دی تھی ابتداء سے ایسا
نہ تھا (سنی ۱۹ و ۸) یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ عادی اس خیرانی کے ہو گئے تھے
اور اس سے زیادہ بڑی برائی ان جیسے کشت و خون اور زنا کاری میں انکی
بہداشت کیو اسلئے طلاق دینو اور ایک سے زیادہ نکاح کرنے کا جواز کر دیا تھا لیکن
اوسنے صاف صاف اس جواز کی حد بھی بانڈ دی تھی یعنی سو سے ایک صورت
زنا کے اور کسی صورت میں اوسنے طلاق روا نہیں رکھی تھی (سنی ۵ و ۱۰ و ۱۱)

اور یہ حد ضروری بھی تھی کیونکہ اس وقت یہودیوں میں یہ رواج عام تھا کہ ذری
سی بات میں عورت کو چھوڑ دیتے تھے ♦

باب چہارم

اطفال کی ولادت اور تعلیم وغیرہ کے بیان میں

شرقی ملکوں میں لڑکی لڑکون کا پیدا ہونا آج کے دن تک ایسا واقعہ ہے کہ اس
میں چند ان تکلیف نہیں ہوتی تھی دراصل مائیں اپنے بیٹوں کو بچے جیسے میں مد
لاتی تھیں اور زیادہ مدد کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی تھی گو بعض اوقات دنیا ان بھی خرابی
تھیں۔ خروج ۱۹ اپدیش ۳۵ و ۱۴ و ۳۸ و ۲۸ لڑکے کے پیدا ہونے کی تقریب
میں بڑی دھوم دھام کی دعوتیں ہوتی تھیں اور ہر سال انکے پیدا ہونے کی خوشی کا
انہما طرح طرح سے کیا جاتا تھا خصوصاً شاہزادوں کی پیش کی تقریب میں تو بہت ہی خوشیاں
ہوتی تھیں پیدائش ۲۵ و ایوب ۱۴ و ۱۳ و ۶ جب لڑکی یا لڑکا پیدا ہوتا تو
بچہ کچھ عرصہ تک شرعاً ناپاک سمجھی جاتی تھی۔ ولادت کے آٹھویں روز لڑکے کا ختنہ
ہوتا اور نام رکھا جاتا پہلوٹے لڑکے کے حقوق مخصوص ہوتے تھے اسکو والدین
کی معاش سے نسبت اور اپنے بہانیوں کے دو چند حصہ ملتا تھا۔ وہ سارے گھر لڑکا
اعلیٰ کا بن اور اپنے سب چھوٹوں پر نسل اپنے باپ کی اختیار رکھتا تھا۔ لڑکے
پانچ برس تک عورتوں کی حفاظت میں رہتے تھے اس کے بعد باپ کی سپردگی

میں رہتے باب اذکو پیشہ اور کاروبار معاش اور شریعت موسوی کی خود تعلیم کرتا یا تعلیم کی واسطے دوسرے کے سپرد کرتا استثنائاً ۲۵ و ۱۱ و ۱۹) لڑکیاں بحسن خاص ضروری کام کے باہر نہ نکلتی تھیں۔ جسکی لڑکی یا لڑکا کچھ نہ ہوتا تو وہ کسی کو تنہا کر لیتا یا کسی محض اجنبی آدمی کو داخل خاندان کرتا اور شخص تنہا یا داخل شدہ دہشت داشت اور شخص کا مقصود تھا جس نے اسکو تنہا یا داخل کیا۔ بڑے رتبہ کے عبرانیوں میں رسم تنہا کی مروج نہ تھی کیونکہ موسیٰ نے اپنی شریعت میں اس بات میں غامضی اختیار کی ہے۔

مگر یسوع مسیح کے زمانہ میں یہ رسم عام تھی اور مقدس پولوس کے خطوط میں اسکی بہت سی عمدہ تمیحات پائی جاتی ہے +

باب پنجم

غلاموں کی حالت اور انکے متعلق دستورات

مذکورہ عہد جدید

غلامی بہت پرانے وقتوں سے ہے۔ طوفان سے پہلے ہی جاری تھی پیدائش (۲۵ و ۹) اور جب موسیٰ نے یہودیوں کو شریعت دی تو اسنے دیکھا کہ یہ رسم بہت پرانی ہے اسواسطے بالکل موقوف نہ کر سکا مگر بہرہی بہت کچھ اصطلاحات کر دیئے غلام کئی طرح سے حاصل ہوتے تھے۔

آول اسیری سے پیدائش ۴ او ۱۲ و استثناء ۲ و ۳ او ۲۱ و ۱۰ و ۱۱ -

دوسرے قرضہ میں یعنی جب لوگ اس قدر محتاج ہو جاتے تھے کہ قرض ادا کرنا ان کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو وہ اپنی ذات کو اداے قرض کی واسطے قربان ہوا کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تھے (سلاطین ۴ و ۱۱ و ۱۲: ۲۵)

تیسرے سرفہ سے یعنی اگر چوری کا معاوضہ نہ کرے تو غلام بنائیے جاتے تھے۔
(خروج ۲۲ و ۳ و نحمیاہ ۵ و ۴ و ۵)

چوتھے پیدائشی غلام امینی جو اپنے غلاموں سے پیدا ہوتے اسون کو خانہ زاد کہتے
تھے (پیدائش ۱۴ اور ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰)
۱۶ اور ۱۷ -

کمانا اور کپڑا غلاموں کو اپنے آقاؤں سے ملتا تھا مگر نہایت کسر قسم کا اور جو وہ اپنی محنت ذاتی سے پیدا کرتے وہ سب ملکیت آقا کی تصور ہو جاتی تھی۔

اسی سبب سے استثناء ۱۵ اور ۱۸ میں غلاموں کو قیمت میں دو چند اور اس قدر اور کم لکھا ہے جو کرایہ کیے ہوئے نوکر کے ہوتے تھے۔ غلام اپنے آقاؤں کی اجازت سے شادی بھی کر لیتے تھے مگر جو انکی اولاد ہوتی تھی وہ انکے مالکوں کی ملکیت کہلاتی تھی اور اس اولاد کو اپنے باپوں کے آقاؤں کی خدمت اور اطاعت اسطرح واجب تھی جیسے بیٹوں پر اپنے ماما پون کی ہوتی ہے (اگرچہ وہ بلفظ ماما پون سے مخاطب نہیں ہو سکتے تھے)

گلیٹون ۴۶۔ ۷۰ میون ۸۵ اور اسی وجہ سے ان کے سردار کو متحیّر

دیتے تھے (پیدائش ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵) اور پھر فرض تھا کہ اپنے آقاؤں کو احکام کی تعمیل کرنی اور ان کے متعلق کام اکثر یہ تھا کہ موسیٰ پالتے تھے یا کاشتکاری کرتے تھے اگرچہ بعض غلاموں اور ان کی اولاد کو سخت سے سخت کام کرنا پڑتے تھے لیکن اگر کوئی آقا صربان ہوتا تو اس کے غلام آسائش میں رہتے (ایوب ۱۳ و ۱۴) شرقی لوگوں میں یہ بھی دستور تھا جب ان کی اولاد کو رہنمائی تو دے اپنی لڑکیاں اپنے غلاموں کے ساتھ بیاہ دیتے تھے (جیسا کہ ملک بربری میں اب تک دستور ہے) شیشان نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ اپنی لڑکی کو ایک مصری غلام جبرہا کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ (دیکھو اتوارخ ۲ و ۳ و ۴) موسیٰ نے غلاموں سے اچھی طرح سلوک کرنے کے احکام کیو اسطے چند قاعدہ مقرر کیے تھے جنہیں خاصہ کترین کا ذکر اس مقام پر کیا جاتا ہے۔

۱۱) عبراتی غلاموں کی نسبت یہ حکم تھا کہ فقط ساڑیوبل تک غلامی میں رہیں
بعد اوسکے آزاد کیئے جاویں اور انکے آقا بعد انقصاء اوس مدت کے کسی طرح
انکی آزادی میں مانع نہ ہوں الا اوس حال میں کہ وہ خود رہنے پر راضی ہوں۔
اور اگر وہ غلام بعد انقصاء اوس مدت کے بھی اپنے آقاؤں کی خدمت کرنے پر
راضی ہوتے تو وہ رد و بر د حکام یا قاضیوں کے اقرار کرتے تھے کہ ہم دعویدار حقوق
شرعی کے نہیں اور اسوقت ان کے کان سوی سے چھیدے جاتے تھے اور قیوت
آئندہ کو پہر اختیار آزادی دوسرے سال یوبل تک جو بعد ۴۴ برس کے آتی تھی
اسی طرح نہیں ہوتا تھا (فروج ۲۱ و ۵ و ۶)۔

(۲) اگر کوئی پیدائشی عبرانی کسی ایسے اجنبی یا شخص غیر کے ہاتھ فروخت ہو جاتا جو ملک اسرائیل کے قرب و جوار میں سکونت رکھتا ہو تو اس غلام کے رشتہ داروں کو اس کا چڑانا لازم ہوتا تھا اور جس شخص کو چڑاتے تھے اس کو بتفاریق باعتبار سال و ہل کے اپنے چڑا نیوالے رشتہ داروں کو روپیہ ادا کرنا ہوتا تھا بشرطیکہ وہ شخص اس طرح ادا کرنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو (اجبار ۲ و ۴، ۵-۵۵)

(۳) اگر کسی اور قوم کا غلام کسی عبرانی پاس آ کر پناہ گزین ہو تا تو اس کو اس کی خاطر کرنا اور اس کو پناہ دینا لازم ہوتا تھا اور کسی طرح اس سے اس کے آقا کو نہیں دیتا تھا (استثنا ۲۳ و ۱۵ و ۱۶) ہر چند کہ موسیٰ کا حکم ہی تھا کہ غلاموں سے اچھی طرح سلوک ہونا چاہیئے اور اسنو انکی آسانی کے لئے تاکیدی احکام مقرر کئے تھے با این جمہ یہ مباح ۳۴ و ۸ و ۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی انکے حالات نہایت افسوس کے قابل ہو جاتے تھے خصوصاً آخر زمانہ میں رومیون اور یونانیون کے درمیان غلام عموماً نہایت تباہ حال رہتے تھے۔ چونکہ اکثر اسی قسم کے لوگ غلام ہوتے تھے جو لڑائی میں اسیر ہو کر آتے تھے اسو اس طرح انکی خرید و فروخت بھی ایسی ہوتی تھی جیسے بار برداری کے جانوروں کی ہو کرتی تھی اور ہر طرح سے وہ اپنے آقاؤ کو اختیار میں ہوتے تھے اور انکو اپنے غلاموں کی جانوں پر بھی اختیار رکھی ہوتا تھا اور وہ اکثر انہی ملکیت کی شناخت کیواسطے انکو داغ دیا کرتے تھے۔ غلاموں کے خریدنے اور فروخت کرنے اور داغ دینے کے دستور کی نسبت مقدس پولوس نے کئی جگہ نہایت خوبی سے ذکر کیا ہے۔ دیکھو خاصکر اول قمرتیون ۶ و ۷ و ۸

۱۲۳ اور کلائیوں ۶ و ۷ کو غلاموں کو کانون میں قید کرنے کا ذکر متی ۸ ۱۲ اور ۲۲
۱۳ میں پایا جاتا ہے اور صلیب دنیا غلاموں کے واسطے مخصوص نہر اسی جس سے
مقدس یولوس نے گنہ گار آدمی کے لئے یسوع مسیح کی محبت ظاہر کرنے کا موقع پایا ہے
جس نے اوس خوشی کی واسطے جو اسکے سلسلے میں صلیب کی موت اختیار کی اور شرم
اور بدنامی سے جو ایسی موت سے حاصل ہوتی ہے نفرت کی +

چھاپا باب

خانگی دستورات اور راہ ورسم کے بیان میں

اہلسمین ملاقات کرنے اور ایک دوسرے سے مخاطب ہونے کے طریقے مختلف
 قوموں میں مختلف طور ہیں۔ معمولی طریقہ سلام کا یہودیون میں یہ تھا کہ اول یہ کہتے
 تھے کہ اللہ معک یعنی خدا تیرے ساتھ ہو۔ یا یہ کہتے تھے کہ بارک اللہ لک یعنی خدا
 تجھے برکت دے لیکن رواج عام اس لفظ کے کہنے کا یہ تھا کہ سلام (یعنی ہر طرح کی
 سلامتی اور کامیابی) علیکم تجھ کو حاصل ہو (روتمہ ۲ و ۴ و ۱۰) قاضی ۱۹ و ۲۰ اہل
 ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

یہودی سلطنت کے اخیر زمانہ میں ایسی ظاہری باتوں کے ادا کرنے میں بہت وقت فضول ہوتا تھا۔ اور نہایت درجہ ادنیٰ پابندی کیجاتی تھی (اسکا ذکر سنی ۱۰ و ۱۲ میں اور نیز ۲ سلاطین ۴ و ۲۹ میں موجود ہے) ملک کے وقت

ملنے والے کی تعظیم اس طرح کیجاتی تھی کہ اول اوس سے سلام علیکم کہتے اور پھر سینہ پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اگر کوئی ملاقاتی اعلیٰ مرتبہ کا ہوتا تو اوسکے سامنے زمین تک جھک جاتے تھے جیسے یعقوب جب وہ اپنے بہائی عیساکے پاس آتا تو سات مرتبہ زمین تک اوسکے سامنے جھکا (پیدائش ۳۳ و ۳) اور کبھی ایسا ہی ہوتا تھا کہ ملنے والے کا دامن چوم لیتے تھے اور کبھی اوس زمین کو جس پر وہ چلتا چوستے تھے۔ ذکر یاد ۸ و ۳۳ و لوقا ۸ و ۴۴ و اعمال ۲۶ و ۱۰ و زبور ۷۲ و ۹) قریب رشتہ داروں اور دینی دوستوں میں ایک دوسرے کے ہاتھ اور سر اور گردن اور ڈاڑھی اور شانچوٹے کا دستور بھی تھا اگر ڈاڑھی پر سواے ایسے موقع کے اور کبھی کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔ پیدائش ۳۳ و ۴ و ۵ و ۱۴ و دوسرا سموئیل ۲ و ۹ و لوقا ۱۰ و اعمال ۲ و ۱۱) جب ہم اہم الناس اپنے شاہزادوں یا کسی مرتبہ والے آدمیوں کے سامنے ہتھ پیر دستور تاکہ وہ سامنے اوسکے جھک جاتے تھے۔ (اس دستور کا اور نیز آئینہ) اور کچھ پیر نے اپنے بڑوں کو تحفہ جات دیا کرتے تھے عمدتاً عقیق اور جہید و نون میں جہاد کر آیا ہے (دیکھو خاکسکرتی ۲ و ۱۱) جب کوئی کسی کے گہ ملاقات کے واسطے آتا ہے تو اس کے دروازہ پر کھڑا ہو کر اس وقت تک اوسے کھٹکھٹاتا یا آواز مہیا کرتا کہ وہ شخص جسے پکارنا مقصود ہوتا جواب دے دینا ۲ سلاطین ۵ و ۹ و ۱۲ و اعمال ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) جو کوئی ملنے کو کسی کے گہ جاتا تو اسکی بڑی خاطر اور تعظیم کی جاتی تھی اور جب وہ بیٹھتا تو اوس کے ہاتھ پاؤں دھوئے جاتے (پیدائش ۱)

ابعد اس کے سر پٹیل ڈالا جاتا وادو نے اسکا ذکر زبور ۳۰-۵ میں اور سلیمان نے اشال
 ۲۷-۹ میں کیا ہے ہمارے بنی کے زمانہ میں یہ دستور جاری تھا (لوقا ۲۴-۴۷) وہ
 یہودیوں میں یہ بھی دستور تھا کہ فجر ہوتے ہی اٹھ کر کچہنا شتا کرتے تھے پہر صبح کے
 گیارہ بجے کے بعد کھاتے پہر شام کو پانچ بجے کھاتے تھے۔ کھانے کی چیزیں اکثر روٹی
 و وہ چاول ترکاری شہد اور کبھی ٹڈیاں ہوتی تھیں لیکن میوہارون میں یا جب کبھی
 قربانی چڑھاتے تو اونکی خوراک اور قسم کی ہوتی تھی یعنی ایسے وقت میں گوشت کا بہت
 استعمال کرتے تھے (اگنتی ۱۱-۱۰) لیکن بعض جاویسے تو کہ اونکے میان اذکا گوشت کھانا بہت
 نہ تھا غیر مذہب کے ساتھ کھانا درست تھا جو کہنا یعقوب نے تیار کیا تھا اور جیسر
 عیساؤ کا ایسا دل چلانا کہ اس نے اپنے حق پیدائش یعنی پہلو ٹھہرنے کا یعقوب کے
 ہتھ بیچ ڈالا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیہرون اور بزرگون میں کیا سادہ کھانا
 معمول تھا اسحاق جب ٹڈیاں ہوا تو اس نے بیٹے کو حکم دیا کہ میرے لئے لذیذ کھانا پکا
 موجب اس کے حکم کے طیار کیا پیدائش ۲۴-۴-۱ تک - جبکہ ابراہیم نے تین فرشتوں
 کی دعوت کی تھی اس نے ایک بچہ اور پٹیلے پکوائے تھے - اور اوس میں لہی اور دو
 ڈلوایا تھا (پیدائش ۱۸-۶ و ۷)

صحیح حال اون کے کھانے کا اون اشیائے خورد و پی سے جو اود کو مختلف توتوں
 پرابی گیل نے (اسموئیل ۲۵-۱۸) اور قربانی ۲ سموئیل ۱۶-۱) اور بارزوالی نے
 (۲ سموئیل ۱۸-۲۹) پیش کی تھیں -

معلوم ہو سکتا ہے - اس کے پینے کی جرموئیانی تھا جو کنوؤں اور تالابوں کو نکالا جاتا

تھا (یو خنام ۶ و ۷) اوسمین کسی کو کسی طرح کی ممانعت نہیں تھی (یو خنام ۹ و ۱۰) تھی ۲۵
 (۳۵) ملک کنعان میں آباد ہونے کے بعد یہودیوں میں یہ بھی دستور ہو گیا تھا کہ اقوام
 اقوام کی انگریزی شراب جو شکون میں بہہ کر رکھی جاتی تھی پیا کرتے تھے مگر ایسا معمول
 ہوتا ہے کہ سرخ شراب کو نہایت پسند کرتے تھے (امثال ۲۳ و ۳۱) مکاشفات ۱۲
 و ۲ و ۱۹ و ۳ و ۱۰) مہانیوں میں عورتیں مردوں کے ساتھ نہیں شریک ہوتی تھیں
 یہ بات اوس ملک کی جیسا کہ آج کل بھی شرقی ملکوں میں مروج ہے نامناسب تھی
 مثلاً لکھا ہے کہ دوستی ملکہ نے عورتوں کی دعوت نہایتی محل میں جو انسویرس کا تھا
 کی تھی (استرا ۹) اور بادشاہ نے اپنے امیرین کی علیحدہ کی تھی۔ عبرانی لکھ
 وقتوں میں جیسا کہ آجکل دستور ہے میز پر رکھ کے کھاتے تھے بعد اذخون نے مہاسیوں
 اور حنانیوں کا طرہ بقہ اختیار کیا یعنی چار پائیوں پر لیٹ کے کھانے لگے
 کچھ تپہ کھانے کی چار پائیوں کا اعموس (۶ و ۷) اور یزقیل (۲۳ و ۲۴) اور طو
 (۲ و ۴) میں ملتا ہے لیکن یہ رواج عام نہ تھا۔ انسویرس کی دعوت میں (استرا
 ۱ و ۶) جماعت بسترون پر لیٹی تھی اور اوسپر بھی میٹھی تھی جو استرنی بادشاہ اوجیان
 دی تھی استرا (۷ و ۸) اسی طرح ہمارا بھی میز پر لیٹا تھا جبکہ مریم لکڑالانے اوسکے
 پاؤں پر خوشبو ملی تھی (متی ۲۶ و ۷) اور جبکہ یوحنا نے اخیر کھانے کی وقت اپنا سر
 اوسکے سینہ پر رکھ دیا تھا (یو خنام ۱۳ و ۲۵)

جب آدمی سفر کو جاتے تھے تو ہر طرح کی ضروری چیزیں اپنے ساتھ لے جاتے تھے
 عورتیں اور امیر مرد اکثر گدھوں یا اونٹوں پر سوار ہو کر جاتے تھے اور انہیں

پراون کا سب سامان ضروری بار کیا جاتا تھا۔ یہودی اکثر اکٹھے ہو کر یعنی قافلہ کے قافلہ سفر کرتے تھے جیسا کہ مشرقی ملکوں میں آجکل بھی دستور ہے خصوصاً وقتوں میں تو ضرور اکٹھے ہو کر سفر کرتے جب یہود مسلم کو جانا ہوتا تھا وہ جماعت جسمین یوسف اور مریم نے جبکہ دی عید فصح سے لوٹے تھے اور یسوع کی عمر اس زمانہ میں بارہ برس کی تھی مسیح کی موجودگی کا گمان کیا تھا۔ (لوقا ۲۲ و ۲۳ - ۲۴)

وہ اسی قسم کا قافلہ تھا جکا ابھی اوپر مذکور ہوا مشرقی ملکوں میں اگلے وقتوں اور نیز آجکل جی سرائون کا دستور تھا جسمین مسافر آرام پاتا اس واسطے مہمان نوازی ہر شخص پر ضروریات سے تھی مقدس نوشتوں میں بیت سے حالات آبادی اور بزرگوں کے مہمان نوازی کے لکھے ہیں (پیدایش ۱۸ و ۲۳ وغیرہ ۱۹ باب ۳) مقدس پولیس اور مقدس پطرس نے اس نیک کام یعنی مہمان نوازی کی اکثر جگہ تاکید کی ہے

ساتواں باب

فصل اول

زراعت کے بیان میں

خدا الٰہی دہائی مقتضی اسکی ہوئی کہ اون لوگوں کو جو معاہدہ اہم کہلاتے تھے دریا کے اردن کے غربی جانب کی زمین غنایت کرے جو کہ ایسا تعلق تھا کہ نسبتاً غرض

چرائی کے کاشتکاری کے نہایت مناسب تھا کیونکہ بنسبت خانہ بدوشوں اور کاشتکاروں کے زراعت پیشہ لوگ عمدہ طور سے تربیت پذیر ہوتے ہیں۔ فرقہ ہائے راجن اور گاد اور نصف گروہینسی نے البتہ پیشہ چرائی کو پسند کیا سوا ونگوا ونبین کی درخواست پر دریا سے یردن کے پورب کا قلعہ زمین جو پہلے سے اغاض چرائی کے مناسب تھا عطا کیا گیا لیکن بہت سے گروہ اور اس قوم کے دریا سے عبور کر کے پھاڑیوں اور وادیوں اور فلسطین کے سیدانوں میں جا پہنچے جہاں کہ انہوں نے آباد ہو کر سکونت مستقل اختیار کی اور زراعت کے پیشہ میں مصروف ہوئے اور انکو اکثر تاریخی حالات متعلق حکومت آئیں میں اور نجلہ ادن کے دیگر گروہ سے انہوں نے اپنے حسبِ ماموشیوں کے لئے زمین پائی لیکن قومی تاریخ کے صفحے سے ان کا نام غائب ہو گیا۔ یعنی یودیونکی قومی تواریخ میں ان کے حالات اس طرح نہیں پائے جاتے ہیں جس طرح اور قوموں کے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے اس پیشہ چرائی کے اختیار کرنے سے قوم سے خارج ہو گئے تھے

مرضی آئی کے موافق جبکہ قبل ازین مذکور ہوا موسیٰ کے قوانین خاصہ کے تحت پیشہ لوگوں کے مناسب تھے۔ موسیٰ کے جو شرعی احکام سبت کے سال اور سال یوبل سے متعلق ہیں وہ اس جگہ پر خاص لحاظ کے لائق ہیں سبت کے سال کا ذکر (خروج ۲۳ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸) ہر ساتویں برس زمین غیر مزرعہ جوڑ دی جاتی تھی تاکہ خداوند کا سبت قائم ہو اور جو کچھ کھیتوں کا اور انگور اور زیتون کے باغوں کا پیداوار ہوتا تھا وہ محتاجین کو بطور مال وقف

کے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ خروج ۲۳ و ۱۱ کے مضامین کو اخبار ۲۵ و ۲۶ کے مضامین سے تطبیق دینے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ مالکان اراضی کو اس امر کی نعت نہ تھی کہ اپنی اراضی کی پیداوار میں محتاجین اور غلاموں اور نوکروں اور مسافروں کے ساتھ شریک ہوں منافعت صرف اس امر کی تھی اور سالوں کی پیداوار کی طرح سبت کے سال کی پیداوار کو اپنی ملکیت تصور کر کے محض اپنے ہی صرف میں لینا بلکہ "ساتویں برس اور سے چھوڑ دینا" کہ پڑی رہے تاکہ تہری قوم کے سکین اور کھانین وغیرہ "خروج ۲۳ و ۱۱" ایک آدمی ایک وقت میں اوسین سے صرف اس قدر اپنے گھر کو لاوے جتنا وقف کی چیزوں میں سے ایک وقت میں خرچ کیواسطے لینا رہے۔ "اول سبت کے سال سے مذہبی معنی مقصود تھے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ" وہ زمین خداوند کے لیے بطور سبت کے پڑی رہے" (اخبار ۲۵ و ۲۶) سبت کے مقرر کرنے سے خدا کی مرضی تمام آدمیوں کے اوقات کی حکومت سے تھی ایسا ہی سبت کے سال کے مقرر کرنے سے اون آدمیوں کی تمام اراضیات اور انکی حاصلات اور پیداوار کا اپنے قبضہ و اختیار میں لینا تھا۔ اس واسطے لوگوں کو اوسکا یہ حکم تھا کہ چھ برس دے خداوند کی زمین کو جو تین بو دین اور اوسکی پیداوار کو اپنی تصرف خاص میں لا دین لیکن ساتویں برس کی پیداوار کو اوسکے محتاج لوگوں اور غریبوں کے لیے چھوڑ دین۔ اس طرح دو ہندوں کے دلوں میں فیاضی بڑھ گئی تھی اور انکو محتاج ہمسایوں کے واسطے مدد کی صورت مل آئی تھی۔ عبریوں کو سبت کے سال میں اپنے قرضداروں سے قرض کا دعویٰ کرنے کی منافعت تھی (استثنا ۵ ادا ۱۱)

یہ امر ابھی تک شکوک ہے کہ اس سال میں جو قرضہ آکے پڑتا تھا وہ ہمیشہ کیوں اسٹے
 چھوڑ دیا جاتا تھا یا صرف اسی سال کی مہلت دی جاتی تھی۔ اس باب میں لوگوں کی
 مختلف رائیں ہیں بعض کی رائے یہ ہے کہ ہمیشہ کیوں اسٹے چھوڑ دیا جاتا تھا اور بعض
 کہتے ہیں کہ نہیں صرف اسی سال میں مہلت مل جاتی تھی۔ اس بند و بست سے
 مالکان اراضی کو کوئی خاص شکل نہیں واقع ہوتی تھی ایسی زمینیں زمین میں جہی
 فلسطین کی تھی اور ایسے عمدہ ملک میں کثرت نہایت مناسب تھا ایک سال میں
 کے غیر ضروری چھوڑ دینے سے اناج کی کمی نہیں ہوتی تھی بلکہ سال گذشتہ کی تخم کاری
 سے اس قدر پیداوار ہوتا تھا کہ لوگوں کی حاجات کیوں اسٹے بخوبی کفایتی ہوتا تھا۔
 اور انگور اور زیتون اور انجیر کے لیے زمین جو تنے پونے کی کچھ ضرورت ہوتی ہے
 نہیں تھی اونکے درخت ویسی ہی پہل لاتے تھے۔ ضریر بران یہ بات بھی یاد
 رکھنے کے لائق ہے کہ اوس زمانہ کے لوگ ترقیات حیثیت اراضی کے حصول
 سے ناواقف تھے اس واسطے ان کو حق میں بہت کے ایک سال اراضیات کو غرض
 زراعت کے لیے اصلاح پر لانے کیوں اسٹے پڑا رکھنا بہت ہی مفید تھا۔ لیکن پھر
 فائدہ محض اتفاقی تھا ان اداوی نہ تھا۔

سال یوبل کے بیان میں

(۱) بار ۲۵ء - ۱۶ء و ۲۳ء و ۲۶ء و ۱۶ء - ۲۵ء و گنتی ۳۶ء (۲)

سبت کے سال گذرنے کے بعد یوبل کا سال ساتویں عینے کے دسویں فر

یوم کفارہ کے بڑے دن کو اسطرح شروع ہوتا تھا کہ تمام ملک میں ترہی پہونکی جاتی تھی
 اول زمین کے غیر ضروری زمینوں کے باب میں جو قاعدہ سبت کے سال میں ملحوظ تھا
 تاہی اس سال میں ہی تہایہ خداوند کا سال کہلاتا تھا اور اس سال کی تمام پیداوار
 محتاجوں کیواسطے بطور مال وقف کے چھوڑ دی جاتی تھی۔ (اجبار ۲۵-۲۶-۱۱۲۰)
 دوسرے جو شخص بوجہ افلاس کے اپنے باپ دادا کے کچھ ورثہ فرخت کر دیتا تھا
 وہ اس سال میں چھوٹ کر پیراوسی کی طرف عود کرتا اسطرح سے کسی عبرانی کی صورت
 جاندار بطور مستقل اس سے جدا نہیں ہونے پاتی تھی۔ سال یوبل کے پہلے ہی
 ہر شخص کو اختیار تھا کہ اپنے بہائی کا ورثہ اگر بن ہوتا تو یا تو چھڑا لیتا یا وہ خود اگر زمین
 استطاعت ہوتی چھڑا لیتا ورثہ سال یوبل میں آپ ہی چھوٹ کر اصل مالک پر
 عود کرتا ایک نہایت مناسب بندوبست اس امر کے واسطے یہ تھا کہ سال یوبل سے
 پہلے جتنی برسیں رہتی تھیں انہیں کے موافق قیمت ہر جاندار کی مقرر کی جاتی تھی
 لیکن بعض قسم کی ملکیتیں ایسی ہی تھیں جو قاعدہ مذکورہ سے مستثنیٰ تھیں یعنی خرید
 کے پاس ہمیشہ رہ سکتی تھیں (اجبار ۲۵-۲۶-۳۴)

تیسرے جتنے عبرانی غلامی میں ہوتے وہ سال یوبل میں آزاد ہو جاتے تھے
 لیکن بعض کام ایسے ہی تھے کہ جنہیں یہ قاعدہ موجب مشکلات کا ہوتا تھا جنکا ذکر
 اور جگہ آویگا۔ اجبار ۱۹ اب ۱۵۔

شرقی ملک کے بعض اضلاع میں کمیون اور باغات کو پانی دینا ضروریات
 سے ہوتا ہے۔ مصر میں دریائے نیل کے وادی سالانہ طغیانی سے سیراب ہو جاتی

ہے یہ وہاں سے چھوٹی چھوٹی نہر بن کر دور تک پانی کو پھیلا دیتے ہیں قدیم
 اسوریا اور بابل میں دریائے فرات اور دجلہ سے اس قسم کی نہریں کھیتوں وغیرہ
 کے پانی دینے کو کاٹی جاتی تھیں جنکے نشانات آج تک پائے جاتے ہیں۔
 ہستنا بعض اقطاع زمین کے مثلاً وہ قطع جو ریحو کے آس پاس واقع ہے۔
 اور باقی سارا ملک فلسطین آبپاشی پر ایسا موقوف نہیں ہے جیسے آس پاس
 کے بعض قطعات ارضی ہیں موسیٰ اوسی ملک موعود کے متعلق قرار دیکر یہ فرماتا
 ہے کہ وہ پہاڑیوں اور وادیوں کی زمین ہے اور آسمان کے مینہ سیراب
 ہوتی ہے (استثناء اب ۱۱ آیت) اگرچہ مکمل مینہ چھ مہینے کے عرصہ میں وسط
 اکتوبر کے بعد سے برساتا ہے اس طرح آب پاشی کی مصنوعی وسائل کی ضروریات پڑتی
 ہے طاسن صاحب یافا کے گنجان باغات وغیرہ کے باغیں اس طرح لکھتے ہیں
 کہ اونکی سرسبزی اس امر پر موقوف ہے کہ اونہیں ہمیشہ پانی چھوٹتا رہے اور
 پانی چھوٹانے کی سبیل یہ ہے کہ کنوؤں پر چرخ لگے ہوتے ہیں جنکو گدھے
 گھوماتے ہیں۔ چرخ عین کنوؤں کے منہ پر ہوتا ہے اور سپرد و بہت مضبوط
 چال کی لپٹی ہوئی شئی پڑی ہوتی ہے۔ اون رتوں لے دو لون سروں پر
 دو چھوٹے گٹر یا لکڑی کے گھرے بندے ہوتے ہیں۔ جب ایک طرف کی
 تکی کنوؤں سے نکلتی ہے تو دوسری طرف کی اوکے اندر کو جاتی ہے
 جو نکلتی ہے وہ پانی سے بھری ہوتی ہے اور خالی اندر کو جاتی ہے۔
 غرض جب پانی کا گٹر کنوؤں سے نکلا اوسکے منہ کی برابر آجاتا ہے تو اوسکا

پانی کسی ایک جگہ میں جو کنوئین کے پاس ہوتی ہے ڈال دیا جاتا ہے وہاں سے وہ پانی
کیت یا باغ کے تمام مواضع میں پہنچ جاتا ہے اور چونکہ اوٹیل کنوئین ہوتے ہیں سو
بجز چرخ چلانے کے اور کوئی صورت پانی نکالنے کی نہیں ہوتی ہے چرخ کو اون لوگوں
کی زبان میں نوراکتے ہیں اور سبیل یا گدھے چلاتے ہیں۔ بعض چرخ کا قطر ۱۰ یا ۹
فیٹ کا ہوتا ہے۔

دوسرا آلہ پانی نکالنے کا شدون کہلاتا ہے جو کہ دراصل ملک امریکہ کے پرانی خست
کے پانی نکالنے کی کل ہے (اسکو ہماری زبان میں ڈول کہنا چاہیے) یعنی شدون
یعنی ڈول بھینسے کی کھال کے بنتے ہیں اور انہیں اس مضبوطی سے ریشمان بندھی ہوتی
ہیں کہ جب اسے کنوئین میں ڈالتے ہیں تو کنوئین میں بھونچتے ہی اسکا منہ کھلتا ہے
اور فوراً پانی بھج جاتا ہے۔ اور جب اوپر کو کھینچتے ہیں تو اسکا منہ بند ہو جاتا ہے اس
اوسکا پانی گرنے نہیں پاتا ہے غرض اوس ڈول کو نکال کر اوسکا پانی کاشت کار اپنی مٹی
سے جن کیاریوں میں چاہتا ہو اور جہاں اوسکی ضرورت ہوتی ہے ڈال دیتا ہے۔ اسی
امر کی طرف ایک مغلند آدمی نے باین عبارت اشارہ کیا کہ بادشاہ کا دل خداوند کا ہاتھ
ہے (یعنی وہ مصنوعی ترکیبات جسے پانی پھونچایا جاتا ہے) وہ اس پانی کے نالوں کی
مانند جہاز ہوتا ہے اسے پھیر دیتا ہے ہوا زمین پر پانی کی جمع کرنے کی یہ ترکیب ہے
کہ مٹی سے چاروں طرف ایک میڈا پانی کے روکنے کے واسطے بناتے ہیں اس کے نیچے
کچھ موریان پانی کے باہر نکالے اور اندر جمع کرنے کے لیے بنی ہوتی ہیں جب کسی
باغ یا کھیت کو پانی دینا منظور ہوتا تو پانی کے باہر جانے کے لیے موریان کو ہلکی

جاتی ہیں بعض یہ سمجھتے ہیں کہ موسیٰ نے اسی دستور کے خیال سے یہ کہا ہے کہ وہ زمین
جس میں تو اوسکا وارث ہونے جاتا ہے مصر کی سی ہے جہاں سے تم کل آئے جہاں
تو اپنا بیج بوتا تھا اور اسے اپنے ہاتھ سے تیکاری کے باغ کی طرح پانی سے سینچا تھا
(استثناء اب ۱۰- آیت

بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ عبارت مذکورہ صدر سے موسیٰ کی غرض اسی دستور
کی طرف اشارہ کرنے سے ہے کہ پافون کے سہارے سے چرخ چلانے جلتے تھے
جیسا کہ نیوبر صاحب نے قاہرہ دار السلطنت ملک مصر میں ملاحظہ کیا تھا۔ اور جبکا ذکر
طاسن صاحب نے اس طرح کیا ہے کہ مین نے چوٹی چوٹی پانی کی چرخیاں ایلٹ
کے میدان میں اور اور جگہوں پر دیکھیں جسے زراعت کو پانی دیا جاتا تھا۔
راستباز آدمی کے ایسے درخت سے جسکو چشموں سے پانی دیا جاتا ہو (زبور او
۲۰ میریام ۷ او ۸) اور وہ بارہوں میں تروتازہ رہتا ہو تشبیہ دنیا شرقی ملک
کے رہنے والے آدمی کے دلیر ایسا اثر کرتا ہے کہ ہمارے دلیر بارہ میں کی کثرت باش
کی تشبیہ شایر وہ اثر کرے۔

فلسطین اور سوریا کے کوہی اضلاع جہاں کی زمین میں نشیب نہیں اور جہاں کہ طریقہ
کاشت کاری ایسی ہی ہے جو پرانے وقون میں تھا یعنی اون اضلاع میں یہ
دستور ہے کہ چوٹی چوٹی پتھر کی دیواریں ایک کے اوپر ایک کوہی زمین پر بنا دیتے
ہیں جب مینہ برستا ہو تو ہواٹون کی مٹی مینہ کے پانی سے دہل کر اون جگہوں میں جو
دیواروں سے محیط ہوتی ہے ٹک رہتی اور جمع ہو رہتی ہے اور ہر کسان بیج ڈالتی ہیں

اضلاع لبنان میں بھی کہ وہاں کی زمین کو بھی ہے اس طرح کاشتکاری کا معمول ہے اور ملک فلسطین میں بھی بہت سی جگہ ایسا ہی دستور ہے۔ اس ملک کے بہت سے کوہی اقطاع میں پرانی شہر کے مینڈون کے نشان اب تک باقی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں بھی یہ طریقہ ایک زمانہ میں بہت کثرت سے جاری تھا۔ کوہ لبنان کی چوٹی پر کھڑے ہو کے جو کوئی پیچم کے ڈھلاؤ کی طرف دیکھے تو اسکے مینڈو سینڈون کی طرح ایک پر ایک نظر آتے ہیں جنہیں ہری ہری فصلیں اور انگور دن کے سبز درخت اور قوت کے درختوں کے کالے کالے پتے عجب لطیف دکھاتے ہیں۔ اس طرح لبنان میں بہت سے گاؤں نیچے سے اوپر تک آباد ہوتے چلے گئے ہیں اور پہاڑ کی چوٹیوں تک برابر تھوڑی کاشتکاری ہوتی ہے۔

آلات زراعت کے آجکل بھی ایسے ہی سادہ ہیں جیسے اگلے وقتوں میں تھے مصر کی پرانی عمارتوں میں اگلے وقتوں کے آلات زراعت کی طرح طرح کی تصویروں ملتی ہیں اور کوئی وجہ ایسا گمان کرنے کی نہیں ہے کہ فلسطین کے لوگ جو مصر سے نکلا آئے تھے استعمال آلات زراعت میں مصریوں سے کچھ بہت مختلف ہیں۔ اگلے وقتوں میں مصر کے ہل بہت اہلکے ہوتے تھے کہیں دو دنوں ہاتھوں سے کسان ہل اٹھاتا تھا اور کہیں صرف ایک یعنی بائیں ہاتھ سے ہل اور دائیں ہاتھ میں پنہ ہوتا تھا۔ اس قسم کے ہل سے صرف اوپر کی نرم مٹی جو دریائے نیل کی طغیانی سے زمین کے اوپر جمع ہو رہی تھی جت سکتی تھی۔ عبرانیوں کے ہل بھی فی الواقع ایسے ہی ہلکے ہوتے تھے جیسے آج کل وہاں مروج ہیں۔ جس قسم کے ہلوں کا

طاسن صاحب نے ذکر کیا ہے اور میں صرف ایک دست اگا ہوتا ہے اور ایک کے نیچے ایک بطور قطار کے ہل چلائے جاتے ہیں طاسن صاحب کہتے ہیں کہ بارہ بارہ ہل ایک ساتھ کام کرتے ہیں اول سلاطین ۲۹ باب ۱۹ آیت میں لکھا ہے کہ باد نے ثفات کے بیٹے الیش کو دیکھا کہ وہ بارہ جوڑی بلیوں سے ہل چلاتا تھا اور بارہ ہل پر آپ تھا۔ یعنی بارہ ہل ایک کے پیچھے ایک جڑے ہوئے تھے اور ہر ہل میں ایک جوڑی بلی کی لگی ہوئی تھی فیلو صاحب کی کتاب در بارہ ایشیائے کوچک میں ایک ہل کی تصویر بنی ہے اور ایک آدمی ایک ہاتھ سے اسے پکڑے ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی تو درخت کے ایسے ٹہنے سے بنا ہے کہ جسکی دو شاخیں مقابل کی طرفوں کو جاتی ہیں۔ ملک سوریل کے کسان اوس وقت قابہ رانی کرتے ہیں جب زمین برسات کی بارش سے خوب تر اور نرم ہو جاتی ہے موسم برشکال سے پہلے وہ ان کی زمین اس لائق نہیں کہ اوس میں ہل کا پہاڑ گڑ سکے اس واسطے چارو بچا کر کسان سردی کے موسم میں جب برسات ہوتی ہے یعنی اخیر اکتوبر سے ماہ جنوری تک قابہ رانی کر سکتے ہیں۔ کتب مقدسہ میں اس واقعہ کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مثلاً سلیمان نے اشال ۲ و ۴ میں فرمایا ہے کہ ”سست آدمی جاڑے کی بعثت ہل نہیں چلاتا سو وہ کاٹنے کے وقت بھیک مانگے گا اور اوس پاس کچھ نہوگا“ طاسن صاحب فلسطین کے کسانوں کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ہمارے بیان کے کسان فی الواقع نہایت سخت موسم میں ہل چلاتے ہیں میں نے اکثر انہیں سردی میں ڈیرے اور ہوا اور مینہ میں ایسا صابر پایا کہ جو لوگ سست نہیں ہیں وہ اونکی ہتھنکو

دیکھا کہ بہت بار جائیں۔ لیکن وہ وقت قلبہ رانی کے لیے ایسا مناسب اور بیش بہا ہوتا ہے کہ جو کوئی فصل کاٹنے کا متوقع ہوتا ہے اور سکوا اور سوخت منور جو تباہنا پڑتا ہے اگرچہ موسم سردی اور تند ہوا کے باعث نہایت سخت اور دشوار معلوم ہوتا ہے۔ مسر کی قدیم عمارات میں ایک قسم کے کدالے کی کندہ تصویریں پائی جاتی ہیں ان کدالیوں میں ایک چوٹا سا دستہ اور لانا بیٹ لگتا ہے اور اسکی شکل بعینہ اوسی کدالے کی سی ہے جو عبرانی زمین کو دھونے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

یہودیوں کی کتب مقدسہ میں ہینگا کا ذکر نہیں ہے بس لفظ کا ترجمہ ایوب ۳۹ آیت ہینگا کیا ہے اسکے اصلی معنی ڈھیلے توڑنے کے ہیں چنانچہ بعض جگہوں ایسا ترجمہ کیا بھی گیا ہے لیکن توٹنا ڈھیلوں کا قلبہ رانی یا کسی خاص قسم کے ہینگے سے ممکن جزو جو ڈھیلو کا بخوبی توڑنا منظور ہوتا تو لکڑی کا ٹیلا اسکے اوپر چلائے اور اگر زمین نرم ہوتی یا کام خفیف سا ہوتا تو لکڑیوں کا گٹھ وغیرہ پھرتے تھے جیسا کہ فی زمانہ رواج ہے۔ بیوں سے قلبہ رانی ہوتی تھی۔ اس سے جوئے کا محاورہ پیدا ہوا جس سے مراد ایک جوڑی بل کی اور نیز اس قدر جوت زمین کی جو ایک دن میں ایک بل سے جت کے ہوا ہی کے پاس جیسے اگلے وقتوں میں دستور تھا آگل جی پنیہ ہوتا ہے یہ ایک چٹری قریب آٹھ فیٹ لابی ہوتی ہے اور اسکے ایک سرے لوہے کی آر لگی ہوتی ہے اور دوسرے سرے پر لوہے کا ایک آلہ ایسا ہوتا ہے جس سے انج کو پولیوں سے چھانٹتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ضرورت کی وقت یہ آلہ وہی کام دیتا ہے جو ریچی لڑائی کے وقت کام دیتی ہے۔ جس حکم امتناعی کی رو سے

ایک بیل اور ایک گدھے کو جوڑ کر ہل چلانا منع ہے اس سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ
کبھی گدھے ہی قلبہ رانی کے کام میں آتے تھے۔ اگلے وقتوں میں گھوڑوں سے
قلبہ رانی نہیں ہوتی تھی *

فصل دوسری

بڑے اور چھوٹے اناج کا بیان

۷۔ بڑا اناج اسے کہتے ہیں جسکی روٹیاں پکانے کا رواج کثرت سے ہے
جیسے گندم جو جڑا جڑہ مکا وغیرہ۔ چوٹا اناج تو یہ مٹر مسور وغیرہ کو کہتے ہیں جو
وقت جیسا کہ اوپر مذکور ہوا فلسطین میں موسم برسات میں ہوتا ہے حسب صحیح
ترجے یسعیہ ۲۸ و ۲۵ کے کہ وہ یہ ہے "اور گہیوں کو پانت پانت میں نہیں
بوتا، یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ ہمیشہ بے ترتیبی سے نہیں بکیرا جاتا تھا بلکہ کبھی کبھی
پانت پانت میں بویا جاتا تھا۔ لیکن متی ۱۳ و ۱۴ میں ایک کسان کی تمثیل جو ہے
اوسمیں بے ترتیبی کے بونے سے مراد ہے کیونکہ کچھ راہ میں گرتا ہے راہ سے
غرض وہ راستہ ہے جو غیر محفوظ کیفیت میں پڑ جاتا ہے اور کچھ پتھر ملی زمین پر اور کچھ
کانٹوں میں۔ بیج بوکراد پر سے اس کے پیانے کو ٹپیلہ بہیرا جاتا ہے۔ مصر کی نرم زمین
میں بکرون اور سورون سے بیج کی پامالی کیجاتی تھی۔ اور قدیم عمارات سے کندہ
مورتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگلے وقتوں میں اسکا رواج بہت تھا۔

جو کی فصل گیہوں کی فصل سے دو تین ہفتہ پہلے طیار ہو جاتی ہے۔

ملاک فلسطین میں فصلوں کے طیار ہونے کے موسم بھی مختلف آبادیوں میں مختلف ہیں۔ گیہوں کی فصل ریحہ میں ساتویں سے چودھویں سئی تک شمار کی جاتی ہے۔ یروشلم میں اس سے چار ہفتہ بعد طیار ہوتی ہے اگرچہ دونوں مقاموں مذکورہ میں زیادہ سے زیادہ کوئی بیش میل کا فصل ہوگا۔

بحر روم کے کنارے کنارے کے میدانوں کی فصلیں دونوں وقتوں مذکورہ کے وسط میں طیار ہوتی ہیں۔ جس چیز سے اناج کاٹتے ہیں اسکو ہنسیہ کہتے ہیں۔ صرہ بھی ایک آلہ اناج کاٹنے کا ہے مگر اب یہ دستور ہے کہ بڑے درختوں کو ادا کھیل لیتے ہیں اسلئے کہ اسکا بھوسہ جانوروں کے کمانے کے کام میں آتا ہے۔ اناج کاٹنے اور سکے گٹھے باندھ کر دانیں چلانے کی جگہ جمع کرتے ہیں عاموس ۲ باب ۱۲ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اگلے وقتوں میں گاڑیوں پر پونے لاد کر لاتے تھے، دیکھو میں تم کو اس طرح تلے دباؤ کا جسطرح گاڑی دباتی ہے جسکے اوپر بہت سی پولیاں بار سے لادی گئیں۔ مگر گاڑی صرف وہاں ہی چل سکتی تھی جہاں کی زمین ہموار تھی۔ آج کل یہ دستور ہے کہ اونٹوں یا گدھوں پر بڑے بڑے گٹھے رکھ کر دانیں چلانے کی جگہ لیجاتے ہیں۔ ایک صاحب کا بیان اس باب میں اس طرح ہے کہ اب اناج کی پولیاں جیسا ہمارے بیان دستور ہے نہیں باندھی جاتی ہیں بلکہ بڑے بڑے گٹھے جمع کر کے رسیوں کی پھاندیوں میں باندھ کر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر پر بڑے رہتے ہیں۔ اونٹ کو اس مقام پر لاکے بٹھلاتے ہیں اور اسکی کاٹھی

اون بڑے بڑے ٹھہوان گور لکڑیوں کس دیتے ہیں اور شتر بان کی آواز کے ہمارے
 ہی یہ طیم جانور اٹھکڑا ہستہ آہستہ گاؤں کی طرف دامن چلانے کی جگہ کو جاتا ہے۔
 بہت سے اونٹ گرد و نواح کے کھیتوں سے قطار در قطار اپنی اپنی پشت پر آب
 سے بڑے بوجھ رکھے ہوئے کھلیان کے قریب تک آہستہ آہستہ آتے اور ایک انبار
 کو اسکو ٹھہرا پہاڑ کے کنارے چاہیے تھوڑے عرصہ میں لگ جاتا ہے۔

کھلیان اگلے وقتوں کی طرح کٹک میدان میں ہوتا ہے۔ چونکہ برسات کا موسم
 ہو چکا ہے اس واسطے باہر راج ڈالنے میں کچھ دقت نہیں ہوتی ہے اس مقصد کے
 واسطے ہموار زمین گول گردہ کی طرح پچاس یا اتنی بلکہ کبھی کبھی سو فیٹ قطر میں پسند
 کر لی جاتی تھی۔ اول زمین خوب صاف کرتے اور کوٹھڑا کر بچتے کرتے ہیں پھر اس پر
 انڈی ڈال دیا جاتا ہے۔ اور پھر جانوروں کے بیرون سے اسے کندھ لواتے ہیں۔
 انہیں صاحب کہتے ہیں کہ بیٹے یرجیو میں دیکھا کہ بل کا بٹن اور چھوٹے چھوٹے
 جانور کھم سے کم پانچ اکتھے ہو کر اس راج کے رد گرد چلائے جاتے ہیں دامن
 چلائے وقت ابھوسے ایک چیز سے کہ کھرا سمجھنا چاہیے الگ کرتے ہیں کتب مقدہ
 میں اسکا نتیجہ ذکر آیا جاتا ہے کہ انہوں نے کیونکہ قبیل کا تہہ ست بازہ
 یہ بہت عمدہ تہہ ہے اس لیے کہ اس کے سبب کہ مخفی ایا حق امانت پائے کا مستحق
 ہے۔ ان صاحب کہتے ہیں کہ بیٹے دیکھا کہ ہمارے دوست عیسائی اس نصیحت
 جیسا چاہیے عمل نہیں کرتے ہیں یعنی بہتر ہے اپنے جانوروں کے دامن چلائی
 کیونکہ تہہ دیتے ہیں لیکن مجھے یاد نہیں کہ بیٹے کسی محمدی کو اپنے جانور دکھا

منہ باز ستے دیکھا ہو۔ فلسطین کے شمال میں علاوہ طریقہ مذکورہ کے ایک طریقہ اناج صاف کرنا اور بھی ہے۔ رئیس صاحب کا بیان ہے کہ دو تختے ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں ان کے سامنے کی طرف اوپر کو ہنگی ہوتی ہے جیسا کہ انگلستان میں تپہر کا گن ہوتا ہے مگر لکڑی کا ہماری کم ہوتا ہے اور تختوں کے نیچے سوراخ ہوتے ہیں اور میں خوب نوکدار سخت تپہر لگے ہوتے ہیں۔ جب بیل اناج کے انبار پر چکر لگاتے وہ کل گسستی ہو کہی کوئی لٹکا کہی کوئی جوان آدمی اوپر بیٹھ جاتا ہے۔ صریوں کے دائیں چلانے کی کل جسے لورج کہتے ہیں کئی ٹونڈے یا تختے لکڑی کے ہوتے ہیں اور میں بہت سی لوہے کی کیلین لگی ہوتی ہیں بیل اور سکودانین پر کھینچتے ہیں اور کھینچنے والے کیو سٹے اوپر ایک چوکی سی بنی ہوتی ہے اوپر وہ بیٹھتا ہے جس سے اس کل پر خوب بوجھ پڑتا ہے۔ ایسی کچک میں یہ دستور ہے کہ صرف ایک چوٹا سا لٹھ ہوتا ہے اور ایک طرف بالور لگتی ہیں وہ اسکو اناج پر کڑیڑتے ہیں چوٹے اناج کو صرف لائیں ہوں ہی سے پیٹ کر محال لیتے ہیں (یسعیاہ ۲۸ و ۲۹-آیت) جو طریقہ دائیں چلانے کے مذکور ہوئے اور ان سے نہ صرف اناج کٹ جاتا ہے بلکہ بھوسہ بھی ایسا مہین ہو جاتا ہے کہ جانوروں کے کمانے کے استعمال میں آتا ہے یہ شرقی طریقہ دائیں چلانے کے عجیب مثال اس امر کی ہے کہ خدا اپنے لوگوں کے ستانیوالوں سے ایسی ہی عدالت کرے گا۔ "تو قہر کے ساتھ زمین پر کوپ کر گیا تو نے نہایت غصہ ہو کے تو مومن کو روند ڈالا ہے" (جعقوق ۳ و ۱۲) کیونکہ۔ بالفواج اسرائیل کا خدا یوں کہتا ہے کہ بابل کے بیٹے کملیان کی مانند تھے جب روندنے کا وقت آیا، (یرمیاہ ۵۱ و ۳۳)

اسے صیحون کے بیٹے اوٹھ اور دانیل چلا کیونکہ میں تیرے سینگ لوبا اور تیرے کمر
کو پتیل بناؤں گا اور تو بہتیری قوموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیگی (سکیا ۴ و ۵) اور صیحون کی
نسبت یہ وعدہ ہے کہ دیکھ میں تجھے (یہ نہیں کہ تیرے لئے بلکہ تجھے ہی کو) داؤنے
کی ایک نئی نگارشی کہ جسکے بہت سے تیز دو دہارے دانت ہوں بناؤں گا تو چھاڑو
ڈالو گا اور انہیں چور چور کرے گا اور ٹیلون کو بھوسہ کی مانند بنا دینگا، ایسیا ۴
و ۵) فاتح سپاہی ظلم کی تشبیہ بھی اسی داؤنے سے دی جاتی ہے جب اناج کو داؤ پر
ہیں تو پھٹکتے ہیں خوب اچھی طرح دائیں چلانے کے بعد بیج میدان میں اوسکی گری
لگا دیتے ہیں یہ گری اکثر آدمیوں کے قد سے بھی اونچی ہوتی ہے جب تک ہو نہیں
چلتی گری لگی رہتی کیونکہ گندم کو بھوسہ سے جدا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ اوسکو اونچے
سے ڈالتے ہیں ہوا بھوسہ کو الگ کر دیتی ہے اور اناج کی ڈھیریں الگ ہوتی جاتی
ہے غرض اول اناج کو بھوسہ سے اس طرح جدا کرتے ہیں جو کچھ رہ جاتا ہے تو اوسکو سوپ سے
پھٹک ڈالتے ہیں سوپ میں پھٹکنے سے جو کچھ بھوسہ رہ جاتا ہے اوسکو بھی ہوا اڑانے
کا لحاظ کر دیتی ہے۔ مصریوں کی قدیم عمارات کندہ تصویرون سے معلوم ہوتا ہے کہ
اونکے بیان اوان وقون میں لکڑی کی کھوٹی سے اناج صاف کرنے کا دستور تھا۔
جیسا کہ داؤ نے کتب مقدسہ میں خدا کی کچلنے والی عدالتوں کا نشان قرار دیا ہے
اسی طرح بٹرنا اور چپانا صاف دپاک کرنے کا نشان ہے۔

جب سچ آویگا اسکا سوپ اوسکے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کمبلیان کو خوب صاف
کرے گا اور گیہوں اپنی کمیتی میں جمع کرے گا اور بھوسہ کو ایسی آگ میں جو کہہ نہیں سچوگی

جلاوگا (متی ۳ ب ۱۲ آیت) دیکھو میں حکم کرونگا اور اسرائیل کے گمراہوں کو سارے قوموں کے درمیان جس طرح سے چلیں گی میں چلتے ہیں چالونگا اور ایک دانہ زمین پر کرنے نپاؤنگا۔

میرے گروہ میں کے ساری گنہگار جو کہتے ہیں کہ آفت نہ تو پہنچے سے ہم تک آویگی اور نہ آگے سے ہم پر پڑگی سو تلوار سے مارے جاؤ گے۔ (عاموس ۹ ب ۹ و ۱۰) ہوا کا بھوسہ کو اڑا لیا گیا اور اسکا آگ میں جلا دیا گیا پکوان کے آخر سنر کی ایک وحشت ناک تشبیہ ہے۔ وہی ایسے ہیں جیسے ہوسا جو ہوا کی آگ ہوا اور جیسے بھوسہ جسے آنہ ہی اڑا جاتی ہے (ایوب ۲۱ و ۲۲ اور زبور ۴۴ و ۳۵ و ۵) اناج داؤنے اور صاف کرنے کے بعد آئندہ کے استعمال کیواسطے کھیتوں اور انبار خانوں میں جمع کر لیا جاتا ہے عقیق میں انبار خانوں کا ذکر آیا ہے لیکن اسی غیر محدود الفاظ میں کہ اون سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس صورت کے اور کہاں بنتے تھے زمانہ حال میں انبار خانے زمین کے اندر ہوتے ہیں۔ غالباً آگے وقتوں میں بھی یہی دستور تھا طاسن صاحب ان اناج کے کنوؤں کی نسبت اس طرح لکھتے ہیں کہ وہ بالکل خشک اور مضبوط اور سرد رہتے ہیں اور کھانسی مٹی سے خوب لیس دیا جاتا ہے جس سے چوبت وغیرہ جانور بلکہ چوٹی تک کہ یہ بھی اناج کی دشمنی ہے نہیں گھسنے پاتی ہے۔ معمول یہ ہے کہ انبار خانے جنکو ہمارے ملک میں عموماً کہتے تھے ہیں خشک جگہ کھودے جاتے ہیں جیسا کہ اس ملک میں ڈیول ٹیلون پر ترائی کی زمین میں کہتے اپنے نہیں کھدے لیکن ان ملکوں یعنی فلسطین وغیرہ میں خشک آب دھوا اور بیابانی زمین ہونے کے باعث بہت مدت تک کہتے رہتے

رہتے اور برسوں اناج اودھن بند رہتا اور بگڑنے نہیں پاتا۔ مصر کی قدیم عمارات کے کندہ تصویروں میں کمیتوں کے محراب دار دروازہ بنے ہیں۔ ہکو اس بات کا بھولنا نہیں چاہیے کہ شریعت موسوی میں محتاجین کو خیرات کرنے کا بھی بہت عمدہ بندوبست ہے کاشتکاروں کو اپنے کمیتوں کے پولوں کے کاٹنے کی اور پڑھو گے اناج اور بالیوں کے اٹھانے اور جو پولیاں بھول چوک سے رہ گئی ہوں اودن کے اٹھانے کی قطعی ممانعت تھی۔ یہ محتاجوں اور مسافروں کو تھیون اور میو اؤن کو اسرائیل اپنے مصر میں رہنے کے ایام میں تکلیفوں کو یاد کر کے چوڑ دیتے تھے۔ یہی قاعدہ انگور و اوزیتوں کے باغوں کی نسبت بھی ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ یعنی بڑے گرسے اور درختوں پر کچھ انگور اوزیتوں چوڑ دئے جاتے تھے کہ راہ گیر مسافر یا کوئی غریب آدمی جسکا دل چاہے کہاے لیکن کسی مسافر راہ گیر کو جمع کرنیکی اجازت نہ تھی صرف یہی اجازت تھی کہ جب قدر دل چاہے وہاں ہی کہا لیوے۔ اس طرح اناج کے کھیتوں نسبت بھی مسافروں کو حکم تھا کہ ہاتھ سے توڑ کر دل چاہے تو کوئی بالی کہا لیوں لیکن ہنسیہ نہ لگاوے چنانچہ اسی بناء پر فریسیوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں پر چوری کا الزام نہیں لگایا تھا بلکہ سبت کے نہ مانتے کا الزام لگایا تھا۔

اوپر کے بیان سے اور نیز شریعت موسوی کے بہت اور مقامات سے اصل فخریہ جسکی اصل محبت ہے خوب جگہ گاتی صفائی سے ظاہر ہوتی ہے بلکہ شریعت موسوی کے سخت احکام میں بھی الفت کی بوقائم ہے کیونکہ سخت احکام سے غرض صرف اسقدر تھی کہ اوس کے عہد نامہ کے لوگ کافروں کی رسم و دستور میں

پہننے سے کہ اون کے چاروں طرف رہتے تھے محفوظ رہیں *۔

فصل تیسری

انگور کے باغات کے بیان میں

جس کثرت سے فلسطین میں اناج ہوتا ہے ویسی انگور بھی بکثرت ہوتے ہیں جیسے
عمدہ انگور وہاں ہوتے ہیں اور سکی تصدیق حال کے سیاح بھی کرتے ہیں اور میل کے
پڑھنے والے اسکو خوب جانتے ہیں کہ عبرانیوں کی کتب مقدسہ میں انگور دن کے
باغات کی نسبت کیا کچھ لکھا ہے اور وہاں کے لوگ کیسا عمدہ پیداوار اسکو سمجھتے ہیں
اور بیرون کے گرد و نواح میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور یہاں کا انگور فلسطین کے انگور
کی نسبت بہت بڑا اور اچھا ہوتا ہے۔ اسی فلسطین کی جنوبی حصہ میں اسکول کی دادی
واقع ہے جہاں سے جاسوس انگور دن کا خوشہ ایک لاٹھی پر رکھ کے لائے تھے حال
کے سیاح بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ اونھوں نے ایسے بڑے بڑے خوشہ انگور دن
کے دیکھے کہ ایک ایک خوشہ پنج پاچھ چھ سیر وزن میں اور اسکے انگور آخری ٹرے
جیسے بڑا سیر ہوتا ہے۔ انگور کی ٹٹیاں آٹھ آٹھ دس دس فیٹ کے فاصلہ پر لگائی
جاتی ہیں۔ نیچے سے اوسکی شاخیں اوپر کو بڑھ کر ٹٹیوں پر پھیل جاتی ہیں اور کبھی ایسا ہوتا
کہ وہ قطار میں آٹھ دس فیٹ کے فاصلے سے بنائی جاتی ہیں اور اسکے اوپر بانسوں کا یا کسی اور
چیز کا تار ڈال ڈال دیا جاتا ہے جسکے اوپر دونوں طرف سے انگور کے پل پڑھیکر محراب کی صورت بنا
ہیں موسم خزاں میں اوسکے پتے چمٹے جاتے ہیں۔ انگور کے باغوں کی باغبانوں کے کام کا تھوڑا سا

احوالِ یسعیاء ذیابِ پیم کایات اور میں کما ہوا اب میں اپنے محبوب کو لے کر اپنے محبوب کا ایک گیت اور
 تانستان کی بابت گاؤنگامیرے محبوب کا تانستان بلند اور جید پہاڑ کی چوٹی پر لگا اور
 اونے اونے کو دوا اور اسکے پتہ نکال کے پھینک دیئے اور اچھی سی چٹی
 تاکین اور میں لگائیں اور اسکے بیچون بیچ برج بنایا اور کو لہو بھی اور میں تراشا "آج کل
 باغبانوں کا اصل کام صرف اس قدر ہے جو مذکور ہوا۔ دیوار یا احاطہ صرف حفاظت کی واسطے
 بنایا جاتا ہے۔

انہیں صاحب نے تانستان کے احاطے اور تانستان اور تون کے بیچ میں جو راہ
 ہوتی ہے اسکی نسبت ذکر کیا ہے وہ بعینہ ہی انگورستان کا ایک کوچہ ہوتا ہے ایک
 دیوار اور ایک اوہر ہوتی ہے ایسے ہی کوچہ میں سرکش نبی سے خدا کا فرشتہ
 ملا تھا اور گدے نے بلعام کا پاؤں دیوار سے دیا تھا (گنتی ۲۲ و ۲۴ و ۲۶) ہر انگورستان
 میں ایک چھوٹا سا پتھر لٹکا کر ہوتا ہے جس میں باغبان رہتا ہے اور تم نے سنا ہوگا کہ انگور
 کے دفون میں برون کے باشندے ان گھروں میں رہتے تھے اور شہر دیران
 سفسان ہو جاتا تھا۔

اب کو لہو کا احوال لکھا جاتا ہے کہ شہر انگورون کی ستمبر اور اکتوبر میں ہوتی ہے
 اگرچہ جتنے سنا ہے کہ جولائی اور اگست میں بھی کچھ انگور جمع کیے جاتے ہیں ابکل
 اور اگلے وقتوں میں بھی جس موسم میں انگورون کی کثرت ہوتی ہے وہ موسم بڑی
 خوشی اور کیفیت کا ہوتا ہے۔ لوگ اپنے شہر اور گھر چھوڑ چھوڑ کر باغون میں ڈیرن
 میں یا اون گھروں میں جو باغبان اپنے رہنے کے واسطے بنا لیتے ہیں جا کر رہتے

ہین انگور ٹو کر یوں مین جمع کر کے مقرر می جگہ پر لاتے ہین۔ طاسن صاحب
 لکھتے ہین کہ جو انگور سی باغ محمدیوں کے ہین اونکے انگور یا تو وہ فوراً کھا لیتے یا بیچ دیتے
 ہین یا او سکوں گھا لیتے ہین یا او سکاء عرق نکال کر لکڑی میں جوش دیتے ہین کیونکہ تم جاتے
 ہو کہ سلمان شراب نہیں بناتے ہین۔ یہ انگور سی شہر دیورپ کے ملکوں مین جیسے اب
 استعمال مین آتا ہے ایسی اگلے وقتوں مین بھی استعمال مین آتا تھا۔ او سکوں شراب
 ہرگز نہیں کہتے ہین بلکہ او سکوں شراب سے بالکل مختلف چیز سمجھتا چاہیے۔ انگوری
 شراب یعنی انگور دھکا عرق پروردہ تجارت کی عام چیز تھی اور اگلے وقتوں کے
 عبرانی اسکا استعمال کرتے تھے جیسا کہ کتب مقدسہ کی بشمار آیات و ظاہر ہوتا ہو۔
 دو برتن بنائے جاتے تھے (جسکا ہماری انگریزی نسخہ مین کو لہو ترجمہ کیا ہے) ایک
 اوپر کا برتن انگور دن کے رکھنے اور دبانے کے واسطے ہوتا تھا اور دوسرا نیچے
 برتن تیسرین عرق جا کر جمع ہو رہتا تھا۔ یہ برتن پتھر کے ہوتے تھے اور اونکے اوپر پلاٹر
 کر دیا جاتا تھا۔ یا کسی سخت پتھر کو تراش کر او سکے برتن بناتے تھے۔

راہبسن صاحب پُرانے کو لہو اور او سکے برتن کی نسبت جو او مہنون نے مقام
 حبیلہ مین دیکھا تھا اس طرح لکھتے ہین کہ سینے ایک سلکھ چٹانوں کا دیکھا اوپر کی سمت
 جانب جنوب ایک او تھلا برتن کندہ ہے جو آٹھ فیٹ مربع اور پندرہ انچ گہرا ہے
 او سکے نیچے کی طرف تھوڑی تھوڑی شمال کی طرف جھکی ہوتی ہے اور شمال کی طرف
 کی موٹائی ایک فیٹ ہوتی ہے اور دو فیٹ کے فاصلہ پر اوس سے نیچے کو او چھوٹا
 پتھر کا برتن چار فیٹ مربع اور تین فیٹ گہرا کندہ ہوتا ہے۔ اوپر کے او تھلا برتن

میں انگوڑ کچلے جاتے ہیں اور اونکا عرق نچر کر ایک سوراخ کی راہ سے چھوڑ گئے پھر
 کے برتن میں جمع ہو رہتا ہے۔ اوپر کے برتن کی وسعت آٹھ فیٹ مربع جو بیان ہوئی
 ہے وہ جن صاحب کے بیان کے مطابق ہے ورنہ ابھل فارسی کو لہو جو کھلانے
 میں اونکی گہرائی صرف چار ہی فیٹ ہوتی ہے۔ مصر کی قدیم عمارات کی کندہ تصویروں
 سے پایا جاتا ہے کہ کبھی عرق جمع کرنے کے لیٹھ دو برتن ایک کو لہو میں لگے ہوتے ہیں۔
 اون عمارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پیروں سے اونہیں کچلتے تھے اور انکی
 مضبوط رسی لٹکتی ہوتی تھی جنکو کپڑے کے خوب زور سے انگوڑوں پر پاؤں مارتے تھے
 اور اس محنت کے کام کے ساتھ طرح طرح کے گیت گاتے اور خوشیاں کرتے جاتے
 تھے۔ انگوڑوں کا کو لہو میں دبانا بڑی قتل کا ظاہری نشان ہے اور اوسکا سرخ
 عرق قتل کے سرخ خون سے تشبیہ دیا جاتا ہے۔

مثلاً یسعیاہ ۶۳ و ۱ میں لکھا ہے کہ نبی نے پوچھا کہ 'یہ کون ہے جو روم سے اور
 خوب سرخ پوشاک پہنے بصرہ سے آتا ہے کیسے تیری پوشاک سرخ ہے اور تیرا
 لباس اوس شخص کی مانند جو انگوڑے کو لہو میں روندتا ہے اوسکا جواب یہ ہے
 کہ میں نے قہقہہ کو لہو کو روندنا اور لوگوں میں سے کوئی میرے ساتھ نہیں تھا کیونکہ اپنے
 غصہ سے میں اوسے روندونگا اور قہر سے اونہیں کچاؤنگا اور اونکا خون میری پوشاک
 پر چڑکا ہوگا اور میں اپنے لباس کو داغدار کر دنگا۔ (دیکھو ۱۵۱ و ۱۵۲ اشقات ۱۱)
 ۱۹ و ۲۰ اور ۱۹-۱۵

۔۔۔ کہ (کیونکہ لاطینی لوگ نے عرق کو مست ہی کہتے ہیں) جوش دیکر انگوڑی شہ

بناتے تھے (یہ ذکر مہرچا ہے کہ مخمروں میں انگوری شہد بنانے کا دستور بہت ہے) یا
 اوسکا خمیر کر کے چڑے کی مشکون میں بہر رکھتے تھے حسب بیان جن صاحب کے انگوری
 شراب کو مشکون میں بہر کے کچھ دنوں زمین میں گاڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ نئی شراب کی واسطے
 نئے چڑے کی مشکین بھی درکار ہوتی تھیں اور اسوقت تک اوسکے خمیر اوٹھانے کی
 ترکیب تمام نہیں ہو چکتی تھی اگر پرانی مشکون میں نئی شراب بہر دی جاتی تو مشکین
 سپٹ جاتی تھیں اسواسطے نئی مشکون میں بہرتے تھے کہ اونکی مضبوطی آتی ہوتی
 تھی کہ شراب کے زور کو بخوبی روک سکتی تھی۔

شراب اور مخمور یعنی انگوری شراب میں کتب قدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صریح
 فرق ہے جن آیات میں شراب اور مخمور کا ذکر ہے وہاں صاف فرق کر دیا ہے (اجاب
 ۱۰ و گنتی ۳۰۶ فاطمی ۱۳ و ۴ وغیرہ)

کتاب التوریت گنتی ۲۸ و میں یعنی صرف ایک جگہ مخمور کو شراب کہا ہے غالباً
 اوس سے عمدہ قسم کی پرانی تیز شراب مراد ہے۔

جبروم صاحب مدت تک فلسطین میں رہے اور اودنوں نے شراب کی جو تعریف
 کی ہے وہ اوسکے زمانہ کے اونیبراگلے وقتوں کی شراب کی نسبت بھی غالباً صحیح
 ہوگی معاحب لکھتے ہیں کہ عبری زبان میں سسر ابر قسم کے نشہ دار عرق کو کہتے
 ہیں خواہ اناج سے بنو یا سیبوں کے عرق سے یا بیکہ بیٹھا عرق شہد کے جوش دینے سے
 طیار کیا جائے یا چوہارون سے عرق نکالا جاوے یا میوہ جات کو پانی میں بھا کر
 جوش دینے سے رنگدار عرق جسکو آب زلال کہتے ہیں طیار کیا جاوے۔ کتب مقدسہ

کے بعض آیات میں اس شراب کا بھی ذکر ہے جس میں سلسلہ بدین غرض ملائے جاتے تھے کہ اس میں تیزی اور خوشبو زیادہ ہو جاوے (زبور ۵۷، ۵۹ و ۱۳۱ مثال ۲۳ و ۲۴) ہمارے پاس کوئی کافی ثبوت اسکا نہیں ہے کہ لفظ سینہ یعنی تیز شراب ان عرفوں کے واسطے ہی بولا جاتا تھا اگرچہ کچھ بعید نہیں کہ ایسا ہو بلکہ شعیبہ ۵ و ۲۲ کا عام ترجمہ ایسا ہی کیا جاتا ہے مگر بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد پانی میں تیز شراب ڈالنے سے ہے کیونکہ اس کے استعمال میں لانیکی یہ ایک ضروری امر تھا (امثال ۹ و ۲۵ کو ملاحظہ ۱۴ و ۱۵ سے تطبیق کر کے دیکھو کہ پانی میں شراب ملائے سے کیا مراد تھی۔)

دربارہ اور مختلف الفاظ کے جو عبرانی لوگ انگور کے عرق اور اور شروبات بنائے گئے ہیں ان سے لیا جاتا ہے تھے اور ان کے واسطے استعمال میں لاتے تھے بیان مندرجہ ذیل کو سمجھنا چاہئے۔

(۱) فلسطین کی تین بڑی چیزوں یعنی انج انگوری شراب اور روغن کے لئے اسرائیلی زمین میں لفظ جو خاص کر ان چیزوں کی واسطے بولے جاتے ہیں جو انج و موموں کے سالانہ پیداوار زرعتی کہلاتے ہیں۔

دیگن یعنی انج جس میں انج کے تمام وہ اقسام جنکی روٹی کہتی ہے اور جو بطور پودا زراعت کے کھدیاں سے آتا ہے داخل ہیں۔ ہر قسم خاص جیسے گندم جو وغیرہ میں سب کو دیگن یعنی انج کہتے ہیں جن چیزوں سے گیون وغیرہ انج پیدا ہوتا ہے اور انکو بھی دیگن بولتے ہیں۔

پیشتر۔ تیل۔ یعنی تازہ روغن جو کہ لہو سے آتا ہے زیت۔ زیتون کے درخت اور
اوسکے پھلون کو بھی کہتے ہیں اور سمس صرف اوس روغن زیتون کو کہتے ہیں
جو استعمال میں آتا ہے۔

تروش۔ مست۔ نئی انگوری شراب کو کہتے ہیں اور جب یا نین کہتے ہیں تو
اوس سے صرف یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ ایک کام کی چیز ہے یونانی میں اوسے
آی تاس اور لاطینی میں وینم کہتے ہیں۔

(۲) اس بیان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ تینوں چیزیں مذکورہ لڑکوں اور
گلوں اور موسیوں کے ساتھ ذکر جو کیجاتی ہیں اسکا سبب یہی ہے کہ یہ چیزیں بھی
خلکیں ایسی عجیب ایک مثال استثناء باب ۱۲ و ۱۳ آیات میں یعنی ”سو اگر تم اوس
ملکوں کو ستو گے اور یاد رکھو گے اور اودن پر عمل کرو گے تو خداوند تیرا خدا اوس
عہد اور رحمت کو جسکی بابت اوس نے تیرے باپ دادون سے قسم کی ہے تیرے
لئے یاد رکھے گا اور تجھ کو سپار کرے گا اور تجھ پر برکت بخشے گا اور تجھے زیادہ کرے گا وہ تیرے
رحم کے پہلے اور تیری زمین کی پہلے میں تیرے غلے اور تیری ٹہنے اور تیرے تیل اور تیرے
گایوں کی ٹہنتی اور تیرے بھیڑوں کے گلوں میں زمین پر جسکی بابت اوس نے تیری باپ دادون
سے قسم کر کے کہا کہ تجھ کو دوں گا برکت بخشے گا“ پس اناج اور ٹہے یہوداہ کے دیں کہلاؤ
میں چنانچہ استثناء ۳۳ و ۳۴ میں لکھا ہے کہ ”اسرائیل تنہا لہجعی کے ساتھ سکونت
کرے گا یعقوب کا چشمہ غلہ اور مخی کی سرزمین پر جاری ہوگا بلکہ اوس میں آسمان
سے اوس گرگی“۔

(۴۱) تروش رست سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر خیر اوٹھی ہوئی انگوری شراب کو کہتے ہیں تاکہ خیر اوٹھے می سے تمیز ہو جاوے بلکہ نئی می جو تازہ انگور دن سے نکلتی ہے او سکوست اور تروش کہتے ہیں ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں کہ او سکا خیر نہیں اوٹھایا جاتا ہے۔

اسین شک نہیں کہ بغیر گرمی دیئے بھی او سکا عرق پیاجاتا تھا اور جب بغیر گرمی دیئے پیاجاتا تو او سکو جوش دے لیتے اور اسوقت میں اسکو سست نہیں بلکہ انگوری شہد کہتے ہیں۔ اسین بھی شک نہیں کہ او سکو گرمی دیکر بھی بناتے تھے جیسا کہ ہمارے بیان تھے سبب کی شراب بنتی ہے اور وہ فرحت بخش ہوتی ہے جو سست کہ دل کو کمودیتی تھی وہ ضرور کس قدر گرمی دی ہوئی ہوتی تھی کیونکہ نبی کے اس قول سے کہ ”حرامکاری اور می اور نئی مے دل کو کمودیتی ہے“ صاف ظاہر ہے کہ او سکو خراب آدمی استعمال میں لاتے تھے یہی کیفیت اس شراب کی بھی ہے جسکو اسیں کہتے ہیں اور جسکا ترجمہ ہمارے نسخہ میں شیرین شراب ہوا ہے اعمال ۱۳ و ۲ میں بیٹھی شراب کا ذکر ہے نئی مے کا ذکر نہیں ہے کیونکہ عید پشکو سست جو ن مینے نئی می کی موسم سے دو مینے پہلے ہوا کرتی تھی۔ اگلے لوگ او سکو طرح طرح سے بناتے تھے۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ برتنوں میں بھر کر اونکی گرمی روکنے کے واسطے اونکو کاگ سے بند کر دیتے تھے بیان تک کہ سب ہوا نکل جاتی تھی دوسرا طریقہ او سکے بنانے کا حسب بیان جن صاحب کے یہ تھا کہ سوکھے انگور دن کو پرانی می میں بھگاتے اور جب وہ خوب پھو بھاتی تو او سکا دوبارہ عرق نکالتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر اسی قسم کی مٹے سے کہ بہت نشہ دار ہوتی تھی مراد ہجر
انگورون کے غرق میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی تاثیر ہوتی تھی۔ مٹی کا سرکہ جب کوڑا
سرکہ بھی کہتے ہیں (جیسا کہ روت ۲ و ۴ میں آیا ہے) پانی میں ڈالکر ایسے ہی اگلے
دقتون میں پیاجاتا تھا جیسا آجکل پیاجاتا ہے اور بہت تازگی دلو بخشتا تھا +

چوتھی فصل

زیتون کے درختوں کے بیان میں

زیتون کے درخت بحرِ روم کے کنارے کنارے ہر جگہ پیدا ہوتے ہیں خصوصاً
ملکِ فلسطین میں اسکی نہایت کثرت ہے کوہی میدان اور ٹیلے جنگلی مٹی میں کچھ پتھر
کھدائی مٹی کی بھی ہو جیسا کہ ملکِ فلسطین کی زمین کا حال ہے اس درخت کے بہت تنہا
ہیں۔ طامسن صاحب کہتے ہیں کہ ”یہ درخت بہت خوشی سے اپنی جڑوں کو پتھر ملی زمین
کی شکافوں میں جہاں راہ پاتا ہے آہستہ آہستہ پھونچا دیتا ہے اور وہاں ہی سے
سارا ذخیرہ یعنی روغنِ زیتون پیدا ہوتا ہے۔ اس واقعہ کی نسبت موسیٰ کو گیت
میں ایک تلمیح این عبارت آتی ہے کہ ”اوس نے اوسے چٹان میں شے شہدا و سخت
پتھر میں سے تیل چسایا۔“ (استثنا ۳۲ و ۳۱) زیتون کا درخت میانہ قد کے درختوں
میں ہے تنہا اوسکا کانٹہ دار اور شاخیں پیچ در پیچ ہوتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
کہ ایک جڑ سے دو تین شاخیں نکلا کر اچھا گراہی ہو پست ہو جاتی ہیں کہ ایک ہی درخت

اور ایک ہی تنہا کھاتا ہے یہ درخت بہت آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور بجز خاص موافق حالات کے سات برس سے پہلے اوہیں پہل نہیں آتا ہے اور جب تک دس پندرہ برس کا پرانا درخت نہوجاوے اچھی طرح پہل نہیں لگتا ہے لیکن بعد وشل پندرہ برس کے بہت جلد بڑھنے اور پھیلنے لگتا ہے اور کئی سو برس تک قائم رہتا ہے پرانے درخت کے آس پاس اکثر چوٹی چوٹی شاخیں اور کی جڑوں سے پھوٹی ہوئی نظر آتی ہیں اکثر اس درخت کا قلم بھی لگایا جاتا ہے اور قلم اس طرح لگایا جاتا ہے کہ یا تو اسکی کوئی شاخ یا کوئی کانٹہ حسین کلا ٹھوٹا ہوتا ہے کاٹ کر زمین میں گاڑ دیتے ہیں تو جم جاتا ہے اس کے پتے چکنے اور جوڑہ جوڑہ ہوتے ہیں تیکہ اوپر کا رنگ دھیمہ ہر اور نیچے کا رنگ پیلا مائل بہ سفیدی ہوتا ہے۔ رخنہ صاف کہتے ہیں کہ اس کے پتوں کا دھیمہ رنگ اس لائق نہیں کہ اسکو سنہرے کہا جائے لیکن اس درخت کو اگر بہت مجموعی خیال کیا جاوے تو واقع میں اس ملک کے ہندو آدمی کی نگاہ میں عجب بہار معلوم ہوتی ہوگی۔ یوسیع ۱۲ باب ۶ آیت میں فرمایا ہے کہ اسکی ڈالیاں پھیلین گی اور زیتون کے درخت کی مانند وہ خوشنما اور لبنان کی مانند خوشبودار ہوگا، اور یرمیاہ نبی نے باب ۱۱ آیت ۶ میں کہا ہے کہ خداوند نے تیرا نام ایک ہرے زیتون کا درخت جسکا پھل خوشنما ہے کہلایا، زیتون کے درخت کی مضبوطی اس دیندار ستباز آدمی کی اچھی تشبیہ ہے جو خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ٹہرتا ہے اور عادات و اطوار شایستہ رکھتا ہے داؤد کہتا ہے کہ میں خدا کے گھر میں ٹہرتا ہوں کے ہرے درخت کی مانند ہوں۔ جس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ خدا کے گھر

میں کوئی زیتون کا درخت ہے بلکہ داود اپنی نسبت خود کہتا ہے کہ میں خدا کے گھریں
ایسا تروتازہ ہوں جیسا زیتون کا درخت زمین پر ہوتا ہے۔ زیتون کے درخت سے
چھوٹے چھوٹے سفید پھول ہی بہت کثرت سے جھڑتے ہیں جن سے اوسکے نیچے کی ساری زمین
چھپ جاتی ہے اور اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھولوں کا فرش بچا ہے۔ سیکڑوں
میں ایک پھول بھی پھل نہیں لاتا ہے لاکھوں کڑوڑوں پھول اوس سے جھڑتے
ہیں اور ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے روٹی کے ذرا ذرا سے اجزاء مثل برف کے
گرے پڑے ہیں اور وہ کسی مصرف کے نہیں ہوتے ہیں ایسا ہی حال اون لوگوں کا
ہو گا جو یہودہ باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں ایوب نبی نے ۱۵۳۳ میں لکھا ہے کہ
اوسکے پھول اوس سے ایسے گرینگے جیسے زیتون کے۔ پھول آنے کے بعد اسپن
چکنا بیضاوی شکل کا بیر کی مانند پھل آتا ہے جب پکتا ہے تو اس کا رنگ ارغوانی
ہوتا ہے اوسکے اندر سخت گٹھلی ہوتی ہے اوسکی گٹھلی میں روغن کا مادہ ہوتا ہے
زیتون کے درخت کی لکڑی بہت خوش رنگ مائل زبردی ہوتی ہے الماری بنانے
کے کام میں آتی ہے سیکل سلیمانی کے کروبی اور دروازہ اور چوکھٹ بہتر اور باہر
کی سیکل اس لکڑی سے بنی تھی۔ ہومر شاعر نے بیان کیا ہے کہ لڑائی کی گڈا سی
ایسی لکڑی کی بنی تھی۔ زیتون کا اچار پورب کے لوگوں میں بہت مرغوب چیز ہے۔
لیکن رواج یہ ہے کہ اوسکے پھلوں سے کوٹ کر یا پیکر یا کوامو میں پیل کر تیل نکالتے
ہیں اس زمانہ میں اور اگلے وقتوں میں بھی ملک فلسطین میں روغن زیتون بہت
قیمتی چیز تھی یہ امر کہ عبرانیوں کے نزدیک اس کا روغن بڑی دولت تھی اس وقت

سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلیمان نے ہیرام کو اسکے لوگوں کی خدمت کے عوض میں ہیرا
 کیون کے بیس ہزار پیمانوں کے ساتھ جو کے بیس ہزار پیمانے اور بیس ہزار می کی
 کچی اور بیس ہزار روغن زیتون کی کچی بھی دیا کرتے تھے۔ ایک کہہ ساڑھے سا
 کیلن کا ہوتا تھا۔ اور پہر بہت کچ گھر کے خرچ میں آتا تھا۔ جان زیتون کے خست
 میں وہاں کمین کی جگہ زیتون کا تیل استعمال میں آتا ہے اور پکانے کے کام میں
 بھی بہت کثرت سے آتا ہے۔ چراغوں میں اسی تیل کا خرچ ہے اور صابون بھی
 اسی کا بنتا ہے۔ سر اور بدن پر تیل ملنے کا دستور عبرانیوں کے اور ادن کرگزوں
 کے قوموں میں اول جاری ہوا تھا۔

کتب مقدسہ میں اس دستور کا اکثر ذکر آیا ہے اور ترک استعمال اور سکانت
 غم کی تصویر کیجاتی تھی۔ یہ بھی ایک دستور تھا کہ مردہ کے بدن پر ادسکار روغن ملتے
 تھے جیسا کہ اچلیس نے اپنے دوست پیٹر وکلس کی نفش کے دھونے اور تیل ملنے کو
 حکم دیا تھا اور بعد اسکے پیٹر وکلس کے دشمن ہیکٹر کی نفش پر بھی قبل اسکی لاش
 کے پریم کو حوالہ کیے جانیکے تیل ملنے کا حکم دیا تھا تیل ڈالنا مذہبی رسم بھی تھی جب
 کسی کو سح کرتے یا کسی بڑے کام پر مقرر کرتے مثلاً بادشاہ بناتے تو ادسپر تیل
 ڈالتے تھے اسکا مفصل حال کسی اور جگہ آویگا۔

حب بیان عبرانی مصنفوں کے لٹا ہوا روغن ادسکو کہتے تھے جو زیتون کو کسی جگہ
 رکھ کے کوٹنے سے نکالا جاتا تھا۔ کو لہو سے نہیں نکالتے تھے۔ اس روغن کو بہت
 صاف اور عمدہ سمجھ کر ہیکل کے کام میں لاتے تھے۔ خروج ۲۷، ۲۸ و ۲۹ د ۲۸

واخبر ۲۴ و ۲۵ و گنتی ۲۵ و ۱ سلاطین ۵ باب ۱۱ آیت مگر اکثر ایسے بھی تیل نکالتے تھے
 اول پہلون کو چکی میں کچل لیتے تھے پھر اوسکو داب کر روغن نکالتے تھے۔ طاسن حبس
 کے بیان کے موافق پورب کے لوگون میں آجکل دو طرح کے کامور روغن زیتون نکالتے
 کیواسطے مروج ہین ایک تو وہ کو جو حسین ہاتھ کا کام پڑتا ہے اور وہ گول پتھر کا برتن
 ہوتا ہے اوسمیں پھل رکھتے ہوتے ہین ایک بڑا پتھر کا چکر سا ہوتا ہے اوسکو ادون پہلون
 میں پھرانے سے وہ سب گنڈا ہاٹا سا ہو جاتا ہے اوس سے روغن نکل آتا ہے۔

دوسرے قسم کا کوہو وہ ہے جو پانی کی قوت سے چلتا ہے۔ اسمیں ایک سیدھا بلین سا
 ہوتا ہے اوسمیں خمدار کانیاں لوبہ کو نیچے کو لگی ہوتی ہین پتھر کی ایک جوت میں وہ
 بلین گھومتا ہے اور اوپر سے اوسمیں زیتون ڈالتے جاتے ہین تو اوس سے تیل نکل
 آتا ہے۔ اوس جوت کا اندرونی حصہ گرم رہتا ہے تاکہ جو کچھ مواد لپسکر اندر سے نکلتا
 ہے گرمی کے سبب روغن باسانی اوسمیں سے نکلنے لگتا ہے جب وہ پہل پس کرنا
 ہو جاتے ہین تو اونکو چوٹی چوٹی ٹوکریوں میں رکھتے ہین اور اون ٹوکریوں کو تلے اوپر
 چن کر ایک کل سے یا اور سے دباتے ہین پہلی داب کے بعد وہ مادہ تاجے کی گڑھی
 میں ڈالکر اوپر پانی چڑکتے ہین اور پھر اوسکو گرم کر کے پھر دباتے ہین پرانی تیل
 کی چکیوں میں صرف ایک پتھر کا برتن اور ایک پتھیہ پتھر کا ہوتا تھا۔ اور کوہو بھی اون
 وقتوں کے ایسے ہی ہوتے تھے جیسا اوپر مذکور ہوا لیکن اونمیں صرف لور سے
 کام لیا جاتا تھا۔ ایسے کوہو آجکل بھی مسافرون نے دیکھے ہین وہ زیتون کو پاؤں
 سے کچلنے کے کام میں بھی آتے ہین لیکن یہ ترکیب اب متروک الاستعمال ہو سکی

کی بابت ششم آیت پانزدہم میں اسکا ذکر ہے ”زیتون کو کو لہو میں سپر لگا پر تیل سین ہر گاہ
(سکا ۶۵ و ۱۵۵) تیل کو گھڑون میں یا اور برتنوں میں بہر رکھتے ہیں اونہیں وہ سن
ہو رہتا ہے۔ گالی پولی کی بندر گاہ جہاں بکثرت روغن زیتون ملتا ہے اس سبب
سے مشہور ہے کہ ایسے کو ہی جزیرہ پر آباد ہے جہاں چہ بچے تیل کے خوب کھد تے
ہیں اونہیں تیل خوب اور جلد صاف ہو جاتا ہے اور گوبرسون اون ہی میں پڑا رہے تو
گولہ نے نہیں پاتا ہے +

فصل پانچویں

میوہ کے درختوں کے بیان میں

فلسطین میں خصوصاً دریائے یرون کی ترائیون میں اور بحر روم کے کنارہ کنارہ
فرما کے درختوں کے ایک زمانہ میں بڑی کثرت تھی یہ جو کو خرماکا شہر کہتے تھے سپاہیوں
کے مشہور سکے پر ایک نقش ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہودیہ گویا کہ ایک غمگین عورت
ہے جو خرماکے درخت کے نیچے بیٹھی ہے اور رومی سپاہی کی حراست میں ہے اور
اوس سکے پر یہ لکھا ہے کہ یہ یہودیہ کینا (یعنی اسیر یہودیہ) لیکن دریائے یرون کے
وا دیوں میں اب خرماکے درختوں کی کثرت نہیں ہے البتہ بحر روم کے کنارہ کے
مکان فلسطین میں اور اوس سے آگے بڑھ کر اوترکو سور یا میں کثرت ہے خرماکا درخت
بہت خوبصورت اور شاندار ہوتا ہے اوسکا ٹہنہ لانا گول سیدھا ہوتا ہے جسکی

بلندی چالیس فیٹ بلکہ ستر فیٹ تک ہوتی ہے۔ اس کے اوپر کی لکڑی دیکھتے ہیں
 گانٹھ دار ہوتی ہے اس کی چوٹی پر پتون کا خوبصورت جگہٹ جو سداسنہرتی میں
 ہوتا ہے جس کی نوکین نہایت خوبصورت اور خوشنما ایسا معلوم ہوتا جیسے پُرانی دھنوں
 کی پردار کاغذی اور سنہرے پھلون کے بڑے بڑے خوشے نیچے لٹکے ہوئے۔ یہ درخت
 بہت آہستہ بڑھتا ہے لیکن کئی پشتوں تک رہتا ہے۔

سوائے اس کے خرم کے درختوں میں اچھے پہل یعنی چھوڑے پیدا ہوتے ہیں
 اور کاموں میں ہی آتا ہے مثلاً اس کے بیکار پھل اور گٹھلیاں پسیراؤ ٹون کو کھائی
 جاتی ہیں۔ اس کے پتون سے پلنگ اور ٹوکریاں اور تھیلے اور چٹائیاں اور کوئچہ
 اور پنکے بنتے ہیں اس کے تنہ کی لکڑی سے مرغی مرغون وغیرہ گریلو جانوروں
 کے رہنے کی واسطے بنجڑے اور باغون کی روک کی واسطے باڑیں بنائی جاتی ہیں اور
 اور جگہ کی لکڑی جلانے کے کام میں آتی ہے اس کے پتون کی جڑوں پر ریشے
 جو ہوتے ہیں اون کی رسیاں اور اسے گودہ کر عرق جو نکالتے ہیں وہ بہت عمدہ
 نشہ دار عرق ہوتا ہے۔

کتب مقدسہ میں خرم کے درختوں کا بہت جگہ ذکر نہیں ہے مگر جو کچھ ہے وہ عمدہ
 بیان ہے۔ یرمیاہ نبی غیر قوموں کے بتوں کو درخت خرم کے کمال سید ہے پرن سے
 تشبیہ دیکر یہ کہتا ہے کہ ”وے کھجور کی طرح سید ہے ہیں پر بولتے نہیں البتہ ضرور
 ہے کہ انہیں اٹھالیا دیں کیونکہ وے چل نہیں سکتے ہیں“ یرمیاہ ۱۰ باب۔
 ۵۔ آیت ۴ زبور کے مصنف داؤد نے لبنان کے صنوبر کے ساتھ میں رہتے تھے

آدمی کی کامیابی کی اسے گویا ایک علامت قرار دی ہے صادق کجور کے مانند لعلہ ایسا گادہ
 لبنان کی دیواروں کی طرح بڑھ رہا گا (زبور ۹۲ اور ۱۲۰) غزل الغزلات، باب ۷، وہ آیت
 میں دو اس کو تاڑ سے تشبیہ دی ہے جسکے پھل چوٹی پر چڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں
 ”دیکھئے کہا کہ اس تاڑ پر چڑھو گا اور اسکی شاخوں کو تمام رکھو گا“ اسکی شاخیں بڑے
 بڑے پتوں کی ڈنڈیاں ہوتی ہیں جنکے نیچے خرمن کے گچھے لگے ہوتے ہیں۔
 تاڑ کی شاخیں یعنی اس کے پتے موڈیوں کے مکابیوں کے وقتوں سے فتح و طفر
 کے نشان سمجھے جاتے تھے۔ (مکابیوں ۱۳ اور ۵۱) اسوجہ سے جب ہمارا خداوند فتح و
 فیروزی سے ہر و سلم میں داخل ہوتا تو لوگ کجور کی ڈالیاں لے لیا اور اس سے ملنے
 گئے تھے (دیکھو یوحنا ۱۲ اور ۱۳) اور وہ نجات یافتہ جنکو یوحنا نے عالم دیامین سفید
 پوشاک پہنے تخت کے سامنے کھڑے دیکھا تھا اونکے ہاتھوں میں کجور کی ڈالیاں تھیں
 (مکاشفات ۷-۹)

اگلے وقتوں میں اور آجکل بھی انجیر کے درخت ملک فلسطین میں بہت کثرت سے ہوتے
 ہیں اس کے چوڑے سبز پتوں کا سایہ خوب ہوتا ہے اور انجیر بہت مزہ دار پھل ہوتا ہے
 خصوصاً جبکہ انکوڑ کے ساتھ کھایا جاوے چنانچہ اسی وجہ سے انکوڑ اور انجیر کی درخت
 کی چھائوں میں بیٹھے کامحاورہ اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کرنے اور بر خوراری پانے
 کے واسطے ہو گیا ہے یہ بہت بار آور درخت ہے گرم آب و ہوا میں سال میں تین مرتبہ
 پھل لاتا ہے انجیر کی اول بہار اخیر جون میں اور دوسری بہار موسم خزاں میں اوتیسری
 بہار جلاؤن میں ہوتی تھی۔ گو کہ یہی انجیر کی ایک قسم ہے جو فلسطین کے حصہ زیرین

مین جو گرم ہے اور ملک مصر میں بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے یہ بہت اونچا درخت ہوتا ہے جسکی شاخیں بہت چوڑی اور پھیلی ہوئی اور جڑ بہت گہری اور مضبوط ہوتی ہے۔ اسی سبب سے ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اسکی ایک تمثیل جسکا ذکر لوقا ۱۷: ۶ میں اس طرح دی ہے کہ اگر تم جیڑل کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو تو جب تم اس گوار کے درخت کو کہو کہ جڑ سے اوکڑ کے دریا میں لگ جا تو تمہاری مانیگا سال میں کئی مرتبہ اوس میں گول لگتا ہے اور گولرتنا سے لیکر شاخوں تک اوپر پتون پرتا ہے اسکا پھل کچھ ایسا اچھا نہیں ہوتا ہے غراب بہت کھاتے ہیں۔

اسکی لکڑی نرم اور لبنان کی دیوار کے مقابلہ بہت کمتر ہوتی ہے (سعیاء ۹ و ۱۰) لیکن یہ پائدار بہت ہے کیونکہ ہزاروں برس کے صندوق مردون کی لاشوں کے اب تک صحیح و سالم بچنے میں جو اس لکڑی سے طیار ہوئے تھے اگلے لوگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پھل کے پکانے کے واسطے یہ ضرور ہو کر جب اس کے پکنے کے دن قریب آوین تو سوئی سے یا لوہے کی اور نوکدار چیز سے اودھین گودہ دینا چاہیئے یہ دستور ابکل بھی جاری ہے۔

انار کا درخت جسکو فی الحقیقت درخت کننا نہیں چاہیئے کیونکہ ایک قسم کی مضبوط جھاڑی ہے جسکے گہنی پتے ہوتے ہیں اور بلبل اوپر اکثر بیجھکے چھپے کرتا ہے اور خوبصورت قرمزی رنگ کے پھول اور بڑے بڑے چکنے پھل دیکھنے والے کی نگاہ کو بہت تازگی بخشتے ہیں۔ اسی واسطے سردار کاہن کی پوشاک اور یہیکل سلیمانی کے ستوفون کے واسطے انار کے مصنوعی پٹرنز لڑ پوس کے قرار دیئے گئے ہیں اور

کے خسارے نصف انار سے تشبیہ دیئے جاتے ہیں (غزل الغزلات ۴ و ۳ و ۲ و ۱)۔
 آیت) اوسکا پھل نارنگی کے برابر اور اندر سے دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے اوپر
 کے حصہ میں پانچ سے نو تک خانے ہوتے ہیں اور نیچے کے حصہ میں تین خانے
 ہوتے ہیں۔ اوسکے بیجوں کے اوپر مقدار مادہ ہوتا ہے جسکا مزہ ترشی بلئے
 مگر نہایت خوشگوار اور تازگی بخش ہوتا ہے۔ غزل الغزلات ۸ و ۲ میں یہ ذکر ہے کہ
 اوسکے عرق سے ایک طرح کا شربت بنتا ہے جسے ہمارے ملک میں شربت انار کہتے
 ہیں مضبوط کیلے چھلکے میں کساؤ بہت سا ہوتا ہے اور وہ مرا کو کے بنانے کے کام
 میں آتا ہے۔ طاسن صاحب لکھتے ہیں کہ جس چیز کو اوسکا کڑوا عرق لگ جاتا ہے
 تو پھر اوسکا نیلا داغ کبھی نہیں چھوٹتا ہے۔

پٹو اکا درخت جسکا ترجمہ ہماری عمدتینق کے نسخہ میں سیپ کا درخت ہوا ہے
 بادام کا درخت سوریا اور فلسطین میں پیدا ہوتا ہے یعقوب نے اور ہیر کے ساتھ
 بادام بطور تحفہ مصر کے حاکم کو بھیجے تھے (پیدائش ۴۲ باب ۱۱- آیت) اور اسرائیل
 شاہزادوں اور امراء کے عصا بادام کی لکڑی کی تھی۔

گنتی، باب) بادام بہت مشہور پھل ہے اوسکی تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں ہے
 ہیکل کے صفحہ شمع دان کے شاخون پر تین پیالے بادامی صورت ساتھ اپنے
 سوسنوں اور سیبوں کے تھے۔ (خروج ۲۵ و ۳۴)

فصل چھٹی

صیغہ زراعت کے مختلف شعبوں کے بیان میں

باغات اور پھلوار شرقی لوگوں کو عجیب کیفیت بخشی ہے۔ عبری لفظ جسکا ترجمہ باغ کیا گیا ہے اور اسمین پھلوار اور سب طرح کے عمدہ درخت جو چشموں سے سیراب ہوتے ہیں اسمین داخل ہیں امیرون اور بادشاہوں کے باغوں میں حبسیا سلیمان کا باغ تھا ہر طرح کے پھول اور پھل کے پیر جس سے انکھوں کو تازگی اور خوشنکو فرحت ہوتی موجود تھے سلیمان کے کئی باغات جہاں جہاں اچھی زمین تھی موجود تھے۔ بحر مدہ پر مسجدی کے قریب اور ایتھم میں تالابوں کے کنارہ پر و سلم کہ جنوب میں اور لبنان کی صدر سب طرح کے پھلون اور پھولوں اور مصالحہ کے ذخیروں کے باغات تھے۔ (واعظ ۲۴۵-۶ وغزل الغزلات ۱۲۱۴-۱۶ و ۶ و ۲۰ و ۱۱)

ان شاہی باغات کے قریب ذرا شیب میں ایک چھوٹا سا احاطہ ہوتا تھا ہمیں تھوڑے سے پیر اور شاید قبرستان بھی ہوتا تھا کیونکہ یہودیوں میں ایسا دستور تھا کہ باغوں میں بناتے تھے۔ ۲ سلاطین ۲۱ باب ۱۱ آیت یوحنا ۹ باب ۴ آیت

بلسان کا درخت جسکا ذکر عمدتین میں آیا ہے دراصل جلباد پہاڑ پر اور فلسطین ناص میں پیدا ہوتا تھا۔ اگرچہ یقین نہیں کہ پیدایش ۳۴ و ۱۱ اور میں جوا و سکا بیان آیا ہے اور اسکے بعد سے پہر بھی کبھی جلباد پر بلسان کی لکڑی ملی ہو۔ پس اگر

لسان کے لفظ سے صرف ایک مقررہ درخت سمجھا جاوے تو جلیعاد کے لسان کو اگلے لوگوں کی اصلی لسان کے درخت سے تشبیہ دینا غیر ممکن ہو گا یہ درخت اصل عرب کا پیداوار ہے اور صرف گرم ہی ملکوں میں جیسے یرجوا اور ایبدی ہے ہوتا ہے جان کہ سچے کر عرب سے لایا گیا ہے پیدا ہونے کے قابل ہے۔ ہمیں یقین نہیں کہ جلیعاد کے پہاڑ پر ایسے درخت پیدا ہوتے ہوں۔ لسان کہ تعبیر اوس سے اوس درخت کا خوشبودار تیل ہے اس طرح نکالا جاتا تھا کہ درخت کی چپال کو نوک درخت سے گودہتے تھے تو وہ قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکتا تھا۔ اگلے لوگ اسکو بہت قیمتی چیز جانتے تھے لیکن وہ لسان نہ تھا جو جلیعاد کے پہاڑ سے آتا تھا۔ جلیعاد کا لسان چپال کی طرح اوس درخت کا پھل ہوتا ہے اور زمین سے تیل نکلتا ہے اور دودھ کے کام میں بہت آتا ہے یہ درخت اب تک اوس ملک میں پائے جاتے ہیں۔ عرب کے لوگ اوس درخت کو زقوم کہتے ہیں اسکو جنگل زیتون سمجنا ہرگز نہیں چاہیے یہ چمڑا خاں درخت ہوتا ہے زمین سبز رنگ کا پھل آتا ہے اوس پھل کے اندر گودا اور ٹھیلی باریک جلی میں لپٹی ہوئی نکلتی ہے۔ اہل عرب اوس سے زیتون کی طرح تیل نکالتے ہیں۔ پہلے اوپر انکو رکے شہد کا ذکر کیا ہے لیکن اصل شہد بھی جسکا ذکر کتب مقدسہ میں اکثر جگہ آیا ہے ملک فلسطین میں بہت کثرت سے ہوتا ہے۔ اوس زمانہ میں اور اب بھی شہد کی مکشیاں جنگلوں میں اور درختوں کی کوئل جگہوں اور چٹانوں کی سوراخوں میں بلکہ جانوروں کی سوکھی لاشوں میں بھی گرنے لگتی ہیں عبرانی لکھنے والے کسی بھی ٹبری حفاظت کرتے ہیں اور خرقیل ۱۲۱ء میں یہ ایک ٹبری تجارت کی شہ قرار دی گئی ہے

آٹھواں باب

فصل اول

یونانیوں اور رومیوں کے کھیلوں اور تماشوں کے
بیان میں

سرکاری کھیل عبرانیوں کے مقرر کئے ہوئے نہیں تھے تین بڑے تیوہار بکاشتریت،
نوسوی میں حکم ہے ویندار عالی مزاج لوگوں کے تفریح طبع کی واسطے کافی تھے البتہ
انیو کس اپنی فینس کے عہد میں جین سردار کاہن نے جسے اپنے عہدہ کو بادشاہ
سے خرید لیا یونانی کھیلوں کی شوق کی واسطے ایک کھیل گریہ وسلم کے قریب بنوایا تھا
اور بعد ہیردولیس نے تماشے کے گریہ وسلم اور قیصریہ اور برٹیس میں بنوایے تھے
لیکن ایسے کھیل تماشے یہودیوں کے قدیم رسمیات کے خلاف تھے اس واسطے وہ
لوگ بجز اون سادہ کھیلوں کے جو اون کے درمیان مروج تھے اون سے نفرت
کرتے تھے۔

یونانیوں اور رومیوں کے مشہور کھیل اگرچہ عبرانیوں کے رسمیات کے خلاف تھے
لیکن بوجہ اسکے کہ عہد جدید میں اکثر جگہ اون کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں

اس واسطے اور کا مختصر حال اس مقام پر لکھنا مناسب ہے۔ ملک یونان میں چار مقامات پر یونانی کھیل ہوا کرتے تھے یعنی الپیا میں جو شہر سپہ واقع ملک الینیز سے کچھ بہت دور نہ تھا دوسرا تھاساگاہ ٹریفی کے قریب فوسیسی میں تھا تیسرا نپسیا واقع صوبہ آرگولس میں تھا۔

چوتھے آبنائے کرتھہ پر تھا۔ وہ کھیل یہ ہے کہ رتھہ اور پیادے دوڑا کر جاتے تھے لوگوں کو کوڑا داتے۔ برجھیاں اور لوہے کے چکر سے نشانے مارنے کشتیاں ہوتی چوک کے دستانے جن میں سپہ اور لوہا لگا ہوتا ہے ہاتھوں پر چڑھا کر گھونسوں سے کھیلتے تھے۔ جولا کا چاہتا تھا اسکو اول سے نام لکھا دیتا تھا اور بدقون پہلے قواعد لڑائی کے سیکھنا پڑتے تھے اور کھانے میں بڑی بڑی احتیاطیں کیجاتی تھیں۔ ہر کھیل کے لئے جڈاگانہ قاعدے مقرر تھے اور ہر ایک کی نہایت درجہ تاکید اور پابندی کرنا پڑتی تھی۔ حکام کی طرف سے ہر کھیل کے واسطے انعام مقرر تھے۔ مگر وہ انعام کچھ قیمتی نہیں ہوتے تھے بلکہ محض ناچیز تھے الپیا کے کھیلوں میں جہتہا تھا اسکو جنگلی زیتون کے پتوں کا بنا ہوا ایک مار دیا جاتا تھا اور آہا سے کرتھہ کے کھیلوں میں جہتہا سے کو صنبور کے پتوں کا بار پہنایا جاتا تھا۔ لیکن جہتہا سے والے کی بڑی ناموری ہوتی تھی اور یونان کے نوجوان آدمی اس ناموری پر ہر گز تھکے عمدہ جہتہا میں ان کھیلوں کا بہت جگہ ذکر ہے اور انکو عیسائیوں نے رومانی لڑائی کا نشانات قرار دیا ہے۔ جہاں کہیں رسول نے ایسا کچھ فرمایا ہے کہ ”ایمان کی اپنی لڑائی ہمیشہ کی زندگی کو بچا رکھ جسکے لئے توبہ لایا گیا“ (اططافوس ۱۲۶) وہاں

اوسنے انجین کھیلون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس عبارت سے اون لڑائیوں کی طرف اشارہ نہیں ہے جو میدان جنگ میں ہوتی ہیں بلکہ وہ لڑائیاں جو تماشاکاروں میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ یونانی لفظ آگن جسکا ترجمہ لڑائی ہوا ہے اوسکے اصلی معنی اوسے لڑائی کے ہیں جو تماشاکاروں میں ہوا کرتی ہیں۔ پہر ایک جگہ صیوسی زندگی کو اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ ایماندار کے سامنے ہنر لڑ ایک دوڑ کے ہے اور جیسے یونانی کھیل جماعت کثیر کے سامنے ہوتے تھے پس جبکہ گواہوں کے اتنے بڑے اور نے آگیا ہے تو برداشت کے ساتھ اوس دوڑ میں جو سامنے آ پڑی ہو دوڑیں عجمانیوں کا ۱۲ باب آیت او۔۔ رسول آپ کو ایک ایسے دوڑیو والے سے تشبیہ دیتا ہے جو اون سب چیزوں کو جو اوسکے پیچھے چوتھین بھول کے اونکے لئے جواگے ہیں بڑا بوجہ بانٹن کی طرف پھلا جاتا ہوں فلیپیون کا ۳ باب ۱۳ و ۱۴ آیتیں اور دوڑے میں اوسکا جہم آگے کو گویا جھکا ہے اور انکمین نشانہ پر لگی ہیں۔ پہر وہ کھیل کے سخت قاعدوں کی طرف اشارہ کرتا ہو یعنی اور پہر اگر کوئی گشتی کرے تو تاج نہیں پاتا مگر جب قاعدے کے موافق گشتی کرے، (۲ مطاؤں ۲ و ۳) پہر رسول موصوف اور تاج کا جو کھیلون کا حاکم عطا کرتا ہے اس طرح ذکر کرتا ہے کہ، "باقی رہا استبازی کا تاج میرے لئے دہرا ہے جسے خداوند جو کہ راست حاکم ہے اوسدن مجھے دیا" (۲ مطاؤں ۴ باب ۸- آیت) افسیوں کے خط ۶ بین ایمانداروں کی لڑائی کو جو بے ایمانوں کے ساتھ کرنا پڑتی ہے یونانیوں کے کھیلون سے جو دست بردست لڑتے تھے اور پہر فوج ہتھیار لیکر لڑنے کو سید ہے ہو جاتے تھے تشبیہ دی ہے۔

یونانی اور رومی نمائش اور کھیلوں کے بڑے شوقین تھے مگر وہ کھیل عبرانیوں کی طرح
 کے بالکل نامناسب تھے۔ رومیوں کے یہاں کھیل گہرے کھیل گہرے شکل بنیادی
 ہوتا تھا۔ اور اسکے وسط میں ایک میدان بنام ہناد آرینہ کے ہوتا تھا اور دیواروں
 کے آس پاس قطار در قطار گریسیاں رکھی جاتی تھیں چیز بیٹھ کر لوگ تماشے دیکھتے
 تھے۔ اور یہ مکان عام کھیلوں کی واسطے تھا غامکہ شمشیر زن ایک دوسرے سے
 اور جنگی جانوروں سے لڑتے تھے اور بہت سے اسطور پر ہلاک ہو جاتے تھے۔
 ایک قسم کے لوگ تھے جو باجرت جنگی جانوروں سے لڑتے تھے۔ اور اکثر مجرموں
 کو سزا کے لئے ان جانوروں کے آگے پھینک دیتے تھے جیسا کہ قدیم زمانہ میں
 عیسائیوں کا حال گذرا۔

ان سیرم کامرن سے ردیو کو نہایت خوشی ہوتی تھی۔

دوسری فصل

فن تحریر کے بیان میں

مرسی چونکہ مصریوں کی حکمت خوب جانتا تھا یقین ہے کہ طرح طرح کے خطوط
 سے جو مصر میں مدتوں سے مروج تھے واقف تھا۔ مگر عبرانی حروف تہجی جنکا اون سے
 استعمال کیا ہوا انکی اصلیت شام سے ہے یعنی وہ دراصل شاہی حروف کہلاتے
 تھے فی فی نشین ہی اسی طرح کی حروف استعمال کیا کرتے تھے اور غالب ہے
 کہ انہوں نے خال دیون سے سیکھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ خروج کے بعد

شریعت دینی سے پہلے لکھنا جان چکا تھا اور یہ امر کہ وہ لکھنا جانتا اور لکھا کرتا تھا حکمِ ملامت
 مذکورہ استثنائاً ۱۲۴۰ء سے ظاہر ہے اسباب تحریر کے طرح بطرح کے تھے۔ کتاب التوت
 میں پتھر کے تختوں کا جن پر حروفِ کندہ کیے جاتے تھے ذکر ہے۔ (خروج ۳۱ و ۱۸ و ۳۲ و
 ۱۶ و ۱۵ و استثناء ۴ و ۱۳) اور بڑے پتھروں کا جن پر روغن کر کے لکھا جاتا تھا استثناء
 ۲۴ و ۲۵ و ۸ اور سونے کے پتھروں اور قیمتی جواہرات کا ذکر بھی (خروج ۲۸ و ۳۶ و ۲۸
 و ۱۱ و ۲۱) ایوب نے لکھنے کے دستور کا ذکر کیا ہے کہ لوہے اور سیسے کے قلم سے پتھروں پر
 لکھا جاتا تھا۔ (ایوب ۱۹ و ۲۴) لوہے کے قلم سے پتھروں پر اس طرح لکھتے تھے کہ اول
 قلم سے حروفِ پتھر پر کندہ کرتے تھے اور پھر اوسمیں سیسہ ڈالتے تھے اگلے لوگ
 کھنجر کے پتے اور درختوں کے اندر کی چال اور ہڈیاں اور سیپیان اور تھنی
 اور اینٹیں اور چکنی مٹی کے تختے اور چکڑ اور لکڑیاں اور موم کے پتھر غرض یہ کہ جو
 چیز چکنی ہوتی اس کو لکھنے کے استعمال میں لاتے تھے۔ اسوریوں اور خال دیوں کے
 شہروں کے کھنڈروں میں اینٹیں اور چکنی مٹی کے پتھر اور چکڑ اور پتھروں کی تخمیناً
 بے شمار پڑی ہیں اور ان پر ایسے نقش بنے ہیں جیسے تیروں کے سروں پر لوہے کے
 پر ہوتے ہیں۔ رالنسن صاحب کا بیان ہے کہ اسوریوں کے مجوت چکڑ اور پتھر پر
 ایسے باریک حروف بنے ہیں کہ ان کے دیکھنے اور سمجھنے کی واسطے خرومیں دھکا
 ہوتی ہے۔ مگر عبرانیوں کے یہاں لکھنے کی واسطے دو چیزوں کا بڑا استعمال تھا
 ایک تو میر جو پیرس کے درخت سے بنتا تھا یعنی پیپر کا کاغذ اور مٹی جو بھٹروں اور
 کیریوں اور جانوروں کی کھالوں سے طیار ہوتی تھیں۔ لکھنے کے آلات بھی

اجکل آلات کی طرح نوع نوع کے اور آج کل آلات سے مختلف یہی تھے جو چیز ثقافات جیسے شیشہ یا اور کوئی چیز اوسکی مانند ہوتی اوسپر لکھنے کی واسطے لوسے کی قلمین اور ہیرے کی کئی استعمال کیا کرتے ہیں یعنی جس چیز سے حروف کندہ کیئے جاتے تھے وہ ہوتا ہے کہ ہوتے تھے یا اوپر چیز ہوتی اور اوسکے اوپر ہیرے کی کئی لگی ہوتی تھیں پتھر دن پر کندہ کر نیکے لئے ہیرے کی کئی بہت ضرور ہوتی تھی۔ جن تختیوں پر موم لگا ہوتا اولن پر لکھنے کی واسطے ایک چیز ایسی ہوتی کہ ایک طرف دہار دار اور دوسری طرف چٹنی امد گول ہوتی تھی دہار دار سے حروف کندہ کیئے جاتے اوچٹنی طرف سے اوٹھے ہونے موم کو دور کر کے چکنا کرتے تھے۔ کاغذ دن اور مٹی پر قلم اور سیاہی سے لکھا کرتے تھے۔ سینٹے کا قلم ہکا ایک سر اچھیل کر لکھنے کے لائق بناتے ہیں مدتہا و از سے شرفیون میں مستعمل تھا اور عربوں میں آج تک اوسی کا رواج ہے۔

پرانے وقتوں کی کتابوں کی صورت اولن چیز دن پر موقوف تھی جسپر کتابین لکھی جاتی تھیں جب لکڑیوں کی تختی یا ہاتھی دانت اور لوسے کے پتروں پر لکھنے کا طریق تھا تو یہ دستور تھا کہ اونکے چپ میں سوراخ ہوتا تھا اور سب پتروں کو تھے اوپر لکھے سوراخ میں ایک گز ڈال دیتے تھے اوس سے سب پتھر ملکر بمنزلہ کتاب ہو جاتی تھی۔ جب نرم اور دبیر کاغذ کا رواج ہوا تو کتابوں کو ڈنڈوں پر لپیٹتے تھے یعنی کاغذ کا ایک سر اڈنڈے پر چپان کر کے اوسپر کاغذ لپیٹ دیتے تھے اور کبھی دو ڈنڈوں پر لپیٹ دیتے تھے۔ انگریزی لفظ والوم یعنی جلد اسی ڈنڈے کی وجہ سے نکلا ہے اور ڈنڈوں کے دونوں سر دن پر زیالیں کی واسطے چھلیاں جڑتے تھے جب

لکھوانا منظور ہوتا تھا تو ڈنڈے کو لکھواتے تھے کاغذ کٹاتا جاتا تھا۔ جو کتابیں دفینوں پر لکھی جاتی تھیں وہ یا تو ہماری کتابوں کی طرح چوکور ہوتی تھیں یا ڈنڈوں پر لپیٹی جاتی تھیں۔ عبرانیوں کی عام نوشتجات عبادتخانوں کو نوشتوں کی طرح ڈنڈوں پر لپیٹ دیئے جاتے تھے اور خانگی نوشتجات کی کتابیں اس طرح پر ہوتی تھیں جیسے ہمارے آج کل کے زمانے میں۔ راج ہے۔

ملاوئل بلویل خطوط جیسے عہد جدید میں ہیں وہ چوڑے ڈنڈوں پر لپیٹے ہوتے تھے خطوط جنکے صحیح معنی یہ ہیں کہ ”عہد باتین کسی مطلب خاص کیواسطے“ اور پرمعمول تاکہ فرسندہ کی مٹر ہوتی تھی۔ تمام بہاری معاملوں میں تصدیق و استحکام کیواسطے مٹر ثبت کیجاتی تھی اور کبھی کوئی مختصرت ہوتی اسکی تصدیق کیواسطے مٹر کیجاتی تھی جیسے دائد نے جب یوآب کو خط لکھا تھا تو اوسپر اعتبار کیواسطے اپنے نام کی مٹر کر دی تھی اوس خط میں اوسنے یوآب سے اس امر کی درخواست کی تھی کہ حامل خط کو قتل کر دیجئے۔ عہد جدید کے خطوں کے آداب و القاب بھی اگلے زمانہ کے خطوں کے موافق ہیں۔ مثلاً رسولوں اور ایڈیٹروں کے خطوں کو اون خطوں سے ملاحظہ اور مقابلہ کرو جو کلاڈیس لوسی اس نے فیلکس حاکم کو لکھے تھے۔ دونوں کے شروع میں کا ترف کتب الیہ کے نام اور انکے اخیر میں دعا سلام ہے صرف اتنی صلاح رسوں کے اکثر خطوط میں یہ ہے کہ دعا کی جگہ کلمات برکت کے کہیں طوالت کے ساتھ اور کہیں باختصار لکھے ہیں +

فصل تیسری

موسیق اور آلات موسیقی کا بیان

اور قوموں کی طرح شادی بیاہ اور جلسوں میں عبرانی بھی راگ کے بڑے شوقین تھے اور انہیں یہ دستور تھا کہ جب گیت گاتے تو اس کے ساتھ باجے بھی بجاتے بلکہ اپنے جگہ نہ چہتے بھی تھے گویا شروع سے برہم نوازی کے بڑے شائق تھے۔

نبیوں کے مرسوں میں جنگی بنا و سموئیل نے ڈالی تھی علم موسیقی سکھایا تھا۔ (اسموئیل اور وہ) دل کے بڑھانے والے اور فرحت دینے والے تاثیر کو پاک ساؤل کے درباری خوب سمجھتے تھے (اسموئیل ۱۶ و ۱۷ و ۲۳) اور خود اس نے اپنے چاہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ سے نبوت کی روح حاصل کرے (۲ سلطین ۱۰ و ۱۱) و ازواج اسرائیلیوں میں شیرین آواز اور بہت عمدہ گانیاں آتی تھیں آپ ہی غزلیہ تھیں کرتا تھا اس نے کئی راگنیاں زبانی اور باجے کے ساتھ ایجاد کیں جو خیال عبادت میں گائی جاتی تھیں۔ اتوار ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ باب ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نے یہاں کو مخصوص کیا تھا تو خوب راگ گانے اور باجے بجاتے گئے۔ (۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳) مصریوں اور اسرائیلیوں کی قدیم عمارات کی تصویر دن اور تحریرات وغیرہ سے ہلکے بخوبی معلوم ہو گیا کہ مصر اور اسرائیل اور بابل کے اگلے لوگوں میں کس طرح کی باجے استعمال تھے مصر میں مدتوں رہنے کی وجہ سے عبرانی بھی اس ملک کو باجون

سے خوب واقف ہو گئے ہو شکے مگر یہ ہم یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ عبرانیوں نے کل بابے مصریوں ہی سے سیکھے۔ کچھ بعید نہیں کہ انہوں نے اپنے باپ دادوں خالہ اور سو پوٹیمیا کے رہنے والوں سے بعضے بابے اور انگلیاں سیکھی ہوں جن سے بولی اور حروف تہجی کی تہہ واسطے دریافت اس امر کے کہ عبرانیوں کے بابے کس صورت کے ہوتے تھے یہ ضرور یہ کہ مصریوں اور اسوریوں کے باجون کو جو قدیم علامات سے معلوم ہوئے ہیں اول باہم مقابلہ کریں۔

دو بابے تو انہیں ایسے دیکھنے میں آئے کہ اگر ویسی نہیں تو اتنا تو ضرور ہے کہ ان باجون سے جبکہ کتب مقدسہ میں مذکور ہے مشابہت ہیں۔

بابے تین قسم کے ہیں۔ تار کے بابے اور ہوا کے بابے اور وہ جو حرکت و غیرہ تہجی میں مصری اور اسوری کھنڈروں کی کندہ تصویروں میں تار والے اکثر اسی قسم کے دیکھنے میں آئی جنکو ہم آجکل بربط کہتے ہیں۔ بربط ایک باجائشکل مثلث ہوتا ہے اور مختلف طول کے تار یعنی کوئی تار بڑا اور کوئی اوس سے چھوٹا اور کوئی اوس سے چھوٹے سے چھوٹا) لگے ہوتے ہیں۔ زمانہ حال کے اکثر بربط اور اگلے وقتوں میں بعض بربط اس قسم کے ہوتے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ لیکن مصر کے بربط سے اوس قسم کے بربط سمجنا چاہیے جو شکل کمان کے ہوتے ہیں۔ سیدھی کمان سے جس میں وہ صندوق بھی مع تاروں کے ہوتا ہے جس میں سے آوازیں نکلتی ہیں (اور وہ صندوق اور تار مختلف طور اور طول کے ہوتے ہیں یعنی اگر بڑی بربط ہے تو اس کا صندوق بڑا اور تار دراز ہیں اور چھوٹی بربط ہے تو اس کا صندوق اور تار چھوٹے ہوتے ہیں) مراد

سید کے مروج برابط سے ہے بعض برابط بعینہ کمان کی صورت ہوتے ہیں سر
 اتنا فرق ہوتا ہے کہ ایک سر او سکا بہ نسبت دوسرے کے جانب مخالف کو خم کمان
 ہوتا ہے۔ بہ نسبت خمہ ارکمانی کے ٹکونے برابط میں کئی خوبیاں زیادہ پائی جاتی ہیں
 اول تو اونہیں تار تین سے لیکر بیس تک بلکہ کبھی اوس سے بھی زیادہ ہوتے
 ہیں بہاری برابط میں پر سید ہے کٹرے رہتے ہیں اور جو ہلکے ہیں وہ ہاتھوں میں
 لینے کے قابل ہوتے ہیں ہلکے برابط کو مصری عورت کند ہوں پر رکھ لیتی ہے اور
 چلتے ہیں بجاتی جاتی ہے۔

اسویرون کی قدیم عمارات میں جنے اسی قسم کے ثلاث برابطوں کی تصویریں دیکھی
 ہیں جو کند ہوں پر رکھنے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعضے انہیں اسقد۔ بہاری ہوتے
 ہیں کہ اونکے لیجانے کے واسطے کم سے کم دو آدمی درکار ہوتے ہیں ایک تو او سکا
 ایک سر اتنا بتا ہے اور دوسرا او سکا صندوق پکڑے ہوتا ہے اور سید ہلچلتے ہیں
 اور اوسے اوٹکلیوں سے بجاتے ہیں ایک قسم اسکی ایسی بھی ہے کہ او سکا صندوق
 اٹھانچے کو لگا ہوتا ہے اور او سکو کسی آلہ سے بجاتے ہیں۔

برابط بھی سرود کی قسم سے ہے مگر برابط سرود سے بہتر ہوتا ہے یعنی تین حکمت زیادہ
 ہے۔ برابط میں آوازوں کا صندوق نیچے ہوتا ہے۔ صندوق کے سر سے
 دو گز خمدار یا سید ہی آڑی کھنٹی تک لگی ہوتی ہیں اسکو سید یا آڑا اوٹھاتے ہیں
 اور اوٹکلیوں سے بجاتے ہیں لیکن کبھی مغراب سے بھی بجایا جاتا ہے۔

اگلے وقتوں کے مصریوں کا بین دستار شکل مہضیادی اور گرون او سکی بہت

دراز ہوتی تھی۔ اور اوسمیں چند تار متحد ہوتے تھے جو گھڑی پر گھمرا گھماتے جاتی
ہیں۔ عبرانی تار دوسے باجون کی صحیح کیفیت بتلا یعنی کس باجے کی صورت کسی
تھی بہت مشکل امر ہے۔ دو مشہور باجے اونکے یہاں کے کنور اور بیل تھے اول کا
ترجمہ ہمارے نسخہ بیل میں برابط کیا ہے۔ اور دوسرا انگریزی میں سالٹری ایک اور قوس
برابط کیا ہے۔ اور ان باجون کے صورتوں کی بابت علماء بیل کی رائیں بہت مختلف ہیں
جاری اس مختصر کتاب میں اوس بحث کا نقل کرنا کچھ فائدہ نہیں بخشنے کا +

ہوا کے باجے یعنی وہ جو منہ کی پھونک سے بچتے ہیں۔ انہیں ابتدائی باجا
سینگ تھا اور (جیسا کہ اوسکے نام سے ظاہر ہے) وہ بیل یا بکرہ کی سینگ سے
بتا تھا۔ اوس سے پر رفتہ رفتہ خود بخود نوبت پھونچی (یعنی ہر چیز کا قاعدہ ہے
کہ اوسمیں ہمیشہ کچھ نہ کچھ اصلاح ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ نئے اور ہی صورت
پکڑ جاتی ہے) کہ وہاں توں کی ٹیڑھی تریبی (سوفر) اور سیدی تریبی (ہٹ سوسر)
بنانے لگے آخر الذکر کی صورت طیطس کی محراب پر تہی ہے ہمارے انگریزی نخون
میں سوفر کا ترجمہ قرنی ہوا ہے خصوصاً اوجگہ جہاں کہ سوفر کا لفظ واسطے امتیاز
بہت سائسرہ کے آیا ہے اور ہٹ سائسرہ کا ترجمہ تریبی کیا ہے۔ اتوا ریخ ہا
۲۷۲۱ و ۲۷۲۲ اعط ۱۷۱۲ زبور ۶۹ و ۷۰ ہوسیاہ ۵ و ۶ وغیرہ) مصریوں کی قدیم علامت
پر اکہری اور دودھری بانسلی اور نے کی صوتیں بنی ہوئی دیکھنے میں آتی ہیں
عبرانی لفظ بیل جسکا انگریزی نسخہ میں پاپ یعنی فی ترجمہ کیا گیا ہے وہ دونوں
چیزوں باجون اور فی کی واسطے بولا جاتا ہے۔ زبور ۵ کی عنوان پر بیل کی

جمع ہی ہوتا ہے جو لکھی ہے اوس سے بھی یہی مراد ہوگی۔

عبرانی ارغنون باچار لوگپ ابھی بہت پرانے وقتوں کا ہے غالب راجہ اوسکی نسبت
یہ ہے کہ اوسکو جوت فی کہتے تھے یہ بابا کنی غیر برابر نرکل سے بنتا تھا اور وہ نرکل سطح
ترتیب دیئے جاتے تھے کہ بجائے والا باسانی ایک سے دوسرے نرکل تک منسلک ہوا
جو باجے حرکت سے بجائے جاتے تھے اونہیں ایک تو طنبورہ جسے عبرانی میں (توت)
اور دوسرے بحیر یا جہانجہ جسے عبرانی میں سبیل تسلیم کہتے ہیں طنبورہ ایک باجاکل
مربع ہوتا تھا جسپر پہلی ٹھری ہوتی تھی اوسپر اوٹگیون سے ضرب لگائی جاتی تھی۔
بحیرے پتیل کے برتن ہوتے تھے جنکو اسپین ضرب دینے سے بڑی آواز نہجواتی
وازیپدا ہوتی ہے۔ طنبورون اور بحیرون کی بلکہ طرح طرح کے ڈھولوں کی صویر
مصر کی قدیم عمارات پر ابھی ہوئی دیکھنے میں آتی ہیں۔

چوتھی فصل

فن طبابت کے بیان میں

فن طبابت نے ابتداً مصر میں بڑی اشاعت پکڑی تھی مطابق بیان ہیردوتس
کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس ملک میں یہ بھی دستور تھا کہ ہر سعالج کا کام طباطھا کوئی
آنکھوں کا علاج کرتا تھا جیسے ہمارے ملک میں کچال ہوتے ہیں۔ کوئی صرف سر کا
علاج کرتا تھا کوئی صرف دانوں کا علاج کرتا تھا علیٰ ہذا اقیاس طبابت میں بھی پیشے

ہوتے تھے۔ اسمین شک نہیں کہ اسی طرح ایک گروہ طبیبوں کا مصر میں ایسا ہی
 تھا جن کا خاص کام یہ تھا کہ لاشوں کو مصالحو دیا کرتے تھے اس قسم کے لوگوں نے
 یعقوب کو اور بعدۃ یوسف کو مصالحو دیا تھا (پیدائش ۵۰۳ و ۶۰۳ م جب عبرانیوں نے
 مصر چھوڑا تو بہت باتیں فن طبابت کی جو مصر میں رائج تھیں اپنے ملک میں ضرور
 پھونچائی ہونگی۔ ایوب کی کتاب (ایوب ۱۳۱ اور ۱۳۲) اسراہیلیوں کی قدیم تواریخ
 (تواریخ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸) میں طبیبوں کا ذکر پایا جاتا ہے نئے عہد نامہ کے زمانہ میں طبابت
 ملک فلسطین اور جرموں میں ایک خاص پیشہ ہو گیا تھا۔ اگلے وقتوں میں جراحی
 ہی طبابت کی ضروری شلح سمجھی جاتی تھی۔ ہومر شاعر نے جن حکیموں کا ذکر
 کیا ہے وہ زخون سے تیرے کہ بھالے نکال جاتے اور زخم کو صاف کر جاتے اور
 تسکین بخشش دوانیں لگا جاتے تھے۔ اسی طرح یرمیاہ نبی نے بلیبوں کے
 ساتھ جلیعہ کے بلسان کا ذکر کیا ہے یرمیاہ ۸ و ۲۲ اور ۲ سلطین ۱ و ۹ کو
 مقابلہ کرو اس بات میں کہ عبرانی طبیب کس طور سے بیماریوں کا علاج کیا کرتے
 تھے ہم یقین کی چیز نہیں کہہ جاتے ہیں۔

اس مختصر کتاب میں اس قدر گنجائش نہیں کہ کل بیماریوں کی جو اسراہیلیوں
 میں اور اگلے وقتوں کی قوموں میں پہلی تھیں فہرست لکھوں۔ البتہ دو بیماریاں
 جن کا ذکر کتب مقدسہ میں بھی بہت کچھ لکھا ہے بہت پہلی تھیں اور ان کا مختصر احوال
 اس مقام پر لکھا جاتا ہے وہ دو بیماریاں کوڑہ اور بھوت پلید کا لوگوں پر آتا تھا
 کوڑہ کی بیماری گرم ملکوں میں خصوصاً ملک مصر اور اسکے گرد و نواح کے ملکوں

میں بہت کثرت سے ہے اس بیماری کی خوفناک خاصیت موسیٰ کے زمانہ میں دیکھی
 اس بیان سے بخوبی ظاہر ہے جو اس نے نہایت تفصیل اور باریکی سے
 اس عارضہ کی طرح طرح کی صورتوں کی نسبت اور اس اقصیٰ کی
 نسبت میں سے اوسکا اور بیماریوں سے فرق بتلاتا ہے اور علیحدگی کی سختی
 کی نسبت جو اس قسم کے عارضہ والوں کو برداشت کرنا چاہیئے (دیکھو اجبار ۱۲)
 اس باب کی پوری تفصیل ہفتہ روزوں کا کام ہے فقط اس قدر لکھتا ہوں کہ کوڑہ
 سے مراد وہ عارضہ ہے جسے برص کہتے ہیں یہ وہ کوڑہ نہیں ہے جسے جذام
 کہتے ہیں۔ جذام بہت سخت اور وحشت ناک عارضہ ہے اول نہایت چکنے
 داغ جسم پر پیدا ہو جاتے ہیں چند مہینوں یا برسوں کے بعد اون پر سسڑی
 آجاتی ہے پر جسم بہ نکلنا ہے اور تمام ہاتھ اور پاؤں کٹ کٹ کے
 گر پڑتے ہیں۔

موسیٰ نے اس جذام کا ذکر کہیں نہیں کیا ہے۔ اس نے کوڑہ کا
 نشان صرف یہی بتلایا ہے کہ جسم پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں۔ موسیٰ کے زمانہ
 میں اس عارضہ کو عذاب الہی تصور کرتے تھے اور بھی سمجھتے تھے کہ آدمی
 اسکا علاج نہیں کر سکتا ہے اور ازروئے شریعت اور حکمت کے اس
 عارضہ والے کو ناپاک جانتے تھے اور کوڑہیوں کو حکم تھا کہ علیحدہ رہا کریں
 تاکہ لوگ جانیں کہ یہ بیماری اوڑھ کر لگتی ہے۔ لیکن یہ اسے حال کے تجربوں
 سے غلط ثابت ہوتی ہے کراہیت اور عدم صفائی جسم کے جو اس عارضہ کا

ہوتی ہے اور برسوں اوسمین مبتلا رہتا یہاں تک کہ اوسکا موروثی ہو جانا کافی دلیل
اس امر کی ہے کہ شریعت موسوی میں اس قسم کے عارضہ والون کی نسبت علمائے
رہنے کا قطعی حکم ہے۔

رہا مکانات اور لباس کے کوڑہ کی نسبت (اجناس ۳۱ و ۴۰ و ۵۹ و ۶۴ و ۱۲۱)
سوا و سکا حال یہ ہے کہ وہ دراصل کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ کیمیائی تاثیر سے یا
شاید کڑھ کھا لیتے تھے اس وجہ سے وہ چیز گل جاتی تھی اور لائق استعمال کے
نہیں رہتی تھی۔

بھوت پلید کے اصلیت کی نسبت علماء میں بہت جھگڑا ہے بعض کا دعویٰ
یہ ہے کہ عہد جدید میں بھوت پلید کا جو ذکر ہے وہ صرف دیوانگی سے مراد ہے
جس میں بعض جتھے تھے کہ ہم پر بھوت آئے ہیں اور انکی بولی بولتے تھے لیکن جو عہد جدید
کے مضامین کو بنظر غور و انصاف دیکھتے ہیں گا اوسکو صاف یقین ہو جائیگا کہ ہمارا
سنی بھی بھوت پلید کے آنے کو بھیج جاتا تھا سٹورون پر بھوتوں کے سوار ہونے کا قصہ
(متی ۱ و ۲۸ و ۳۴ مرقس ۵ و ۱۱-۱۶) اون لوگوں کی سارے کی جو کہتے ہیں کہ
اسکی کچھ اصلیت نہیں ہے محض اضافات زبانی ہیں صریح مخالف ہے +

توان باب

یہودیوں کے طریق تجنیز و تکفین اور ریت
موت کے بیان میں

شریعت ہسوی میں مردہ کی نعش سے کوئی چیز ذری ہی لگ جاتی یا تک موت کا گھر
اور اسکے اسباب میں شرعی نجاست سمجھی جاتی تھی اور وہ نجاست سات روز سے
کم میں دو نہیں ہوتی تھی یعنی سات روز تک وہ چیز نجس تصور ہوتی تھی (گنتی ۱۹ و
۱۸ و ۱۷) کاہنوں کو حکم تھا کہ سوا سے انچو قریب رشتہ داروں کے اور کسی کی تمہین
و تکفین میں شریک نہوں کیونکہ وہ پاک خدمت پر مامور تھے۔ اسکی نہایت احتیاط تھی
کہ مردہ کی ہڈیاں چاہئے کتنے ہی مدت دراز کے بعد قبر سے نکاتین اگر کوئی او کو پھرتا
تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا اس سبب سے یوسیاہ نے جو بٹھے کاہنوں کی ہڈیوں کو
بیت ایل کی قربانگاہوں پر چلایا تھا کہ وہ قربانگاہ او کی نجاست سے پاک ہو جائے۔
(۲ تواریخ ۳۴ باب ۵ آیت) جب آدمی کی جان نکلنے کو ہوتی تو پہلا کام یہودیوں کا یہ
ہوتا کہ او کی آنکھیں بند کر دیتے یہ کام موٹے کے نہایت عزیز رشتہ دار کرتے اسی طرح
جب یعقوب نے مصر کا سفر کیا تھا تو خدا نے وعدہ فرمایا تھا کہ یوسف اپنے ہاتھ
او کی آنکھوں پر رکھے گا (پیدائش ۴۶ و ۴۵)

بعد انکے بند کرنے کے لاش کو غسل دیا جاتا اسی طرح جب مساقہ تیار ہوتی

کرتے تھے اس سے زیادہ بیزاری اور مصیبت آدمی پر اور کوئی نہیں سمجھی جاتی تھی کہ
اوسکے کاٹنے کو بھی جگہ نہیں ملتی۔ (زبور ۹، ۲۰ یرمیاہ ۲۲-۱۹-۳۶ ویم) یہودیوں
کے قبرستان باغون اور کیمیتون اور سپارون کے پہلوؤں میں ہوتے تھے۔ اور
اسیرون کی قبریں بڑی شان و شوکت کی یادگار بنائی جاتی تھیں۔ اسی دستور کا
یسوع مسیح نے متی ۲۳ء میں ذکر کیا ہے۔

یرمیاہ ۶۵ و ۴ اور مرقس ۵ و ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضی قبروں پر گنبد بھی
اسی طرح کے بنے ہوئے تھے جس طرح کہ آجکل کے شیاون نے شرتی ملکوں
میں دیکھے اور بیان کیے ہیں ایسے گنبدوں سے قبروں کی خوب حفاظت رہتی
تھی خاندان کے قبرستان باغات میں ہوتے تھے (لویضا ۱۹ و ۲۱)

بعد دفن کرنے کے مردہ کا کمانا ہوتا تھا مثلاً انبر کے دفن کرنے کے بعد لوگ اود
پاس اوسکے ساتھ گوشت کھانے کو آئے اگرچہ زبان سے نہیں کہہ سکے۔

(۲ سموئیل ۳ و ۳) خاص ماتم دار داود تھا اور غالباً اوس نے لوگوں کو شریک
دعوت ہونے کو بلایا ہو گا یرمیاہ نبی نے (۱۷ و ۱۸) میں اس دستور کا ذکر کیا ہے
جہاں کہ اوسنے تسکین کا پالہ لکھا ہے کہ ان باپ کی یاد گاری میں پیتے تھے۔
اس سبب سے جب تک موت کا کمانا ہوا تھا اوسکو دعوت کا گھر لکھا ہے۔ ہوسیاہ

نبی اوس کمانے کو ماتم زدوں کا کمانا لکھتا ہے (ہوسیاہ ۹ ویم) معمولی
کے جذبے یہودی اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موت پر ظاہر
یہ تھے کہ کپڑے پہاڑے ٹٹاٹ پھٹے سر اور منہ ڈھکتے۔ پیدائش ۳۷

۲۴ ستمبر ۱۴۱۲ء (۱۹۱۹ء) اگلے وقتوں میں ایک مدت خاص مردہ کیواسطے روئے کی مقرر تھی جبکہ ماتم کے ایام کہتے تھے (پیدائش ۲۴ و ۲۵ و ۲۶) اسی طرح معمر بن نے جو یعقوب کی نہایت تعظیم کرتے تھے اویس کے واسطے شہر دن تک غم کیا پیدائش ۵۰ و ۳۰ (۱۰ و ۳۰) اور بنی اسرائیل موسیٰ کے واسطے تیس دن تک روایا کیے (استثنا ۳۴ و ۸۰)

بعدہ یہودیوں میں یہ دستور ہوا کہ سات روز برابر مردہ کا غم کرتے تھے مثلاً اسوا اوس غم کے جو مصر میں یعقوب کیواسطے ہوا تھا یوسف کی جماعت نے سات روز علاوہ اوس وقت غم کیا تھا جبکہ اوس کی لاش دریائے یردن کے قریب ایک کھوپڑی پر تھی (پیدائش ۵۰ و ۱۱) کوئی خاص مدت نہیں لکھی ہے۔

عورتیں اپنے خاوندوں کا رنج کیا کرتی تھیں صرف یون ہی مجھلا لکھا ہے کہ بیت شیبانے اپنے خاوند اوریا کا غم کیا (۲ ستمبر ۱۱ و ۲۶) لیکن اوسکا رنج نہ تو مدت تک رہا نہ ایمان داری اور محبت کی راہ سے تھا۔

یہودیوں میں یہ بھی دستور تھا کہ اپنے بادشاہوں کی موت کا بھی توڑا بہت حسب حیثیت اونسے ایام حیات کے کاموں کے رنج کیا کرتے۔

جب کوئی امیر جسے کیسطح اپنی ناموری کی ہوتی مر جاتا تو یہودی اوسکے لیکھ نوچے کرتے اور تہمت پڑھتے تھے۔ دوسری قوانین ۲۵ و ۵۱ کی عبارت ہے کہ ”دیکھو دیو باتین نوحوں کی کتابیں لکھی ہیں انہیں بتیجہ کہ اونسکے بیان اس قسم کے نوحوں اور مرثیوں کے چند مجموعی تھے یکا تھے ہیں کتاب سموئیل کے مصنف نے اونسکے مرثیوں کو جو داؤد نے ساؤل اور یونہیمان

ہمارے سنجی کے زمانہ میں یہ دستور معین تھا اور جب وہ جیروس کے گھر آیا تو اس نے
 دیکھا کہ وہاں کوئی ماتم کے گیت گاتے تھے اور لوگ پہوٹ پہوٹ کر روتے
 اور واویلا کرتے تھے۔ اور انھیں پہاڑی کے ماتم والوں سے سچ
 نے فرمایا تھا کہ روتے کیوں بولو کی مری نہیں ہے۔

(متی ۹ و ۲۳ و ۲۴ و مرقس ۵ و ۳۸ و ۳۹)

لڑکے بازاروں میں بیٹھے بیٹھے کراہتے

ماتموں اور نوحوں کے کھیل

کے طور پر تقلید بنایا

کرتے تھے *

فقط

